231

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19-جون2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 پر عام بحث جاری رہے گی۔

233

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا اٹھارھواں اجلاس

ہفتہ،19۔جون2010

(یوم السبت،6۔رجب المرجب1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح10بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَا (36) الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابًا مُّهِيْنًا (37)

سُوۡرَةُ النِّسَاء آيات 36 تا37

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ اللہ (احسان کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے، بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا(36) جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں اور جو

(مال)خدانے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے(37)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دِل اُلفتِ سرکار بسانے کے لئے ہے
جاں آپ ﷺ کی حُرمت پر لُٹانے کے لئے ہے
دِل کہنے لگا کرتے ہی گنبد کا نظارہ
یہ نقش تو آنکھوں میں سجانے کے لئے ہے
ہم اُمتی ان کے ہیں تو کیسے رہیں محروم
جب اُن کا کرم سارے زمانے کے لئے ہے
نعلین کا عکس اور غُبارِ رہِ طیبہ
کیا کیا میری آنکھوں کو لگانے کے لئے ہے
سرور جو بلاوا نہیں آیا کئی دن سے
یہ تری طلب اور بڑھانے کے لئے ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال2010-11 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ تمام حضرات کو معلوم ہے کہ 17۔ تاریخ سے ہم بجٹ پر بحث کا آغاز کر چکے ہیں۔ کل 12 مقررین نے تقاریر کی ہیں اور 17۔ تاریخ کو بھی 12 مقررین نے تقاریر کی ہیں لیکن یہ سب کا حق ہے اور یہ حق ہر ایک کو ملنا چاہئے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ 5 منٹ میں اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ یہاں خوشامد میں کلو صاحب سوا گھنٹہ بولتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: 7 منٹ ٹھیک ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب سپیکر: آپ تو کہیں گے کہ سارادن چلے۔ ایک آدمی سارادن کیسے چل سکتا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ جس وقت یہاں پر لوگ کھڑے ہو کر عجیب و غریب قسم کی باتیں کرتے ہیں، ہماری خواتین کے بارے میں باتیں کرتے ہیں اور خوشامد کے پُل باندھتے ہیں آپ انھیں تو گھنٹہ گھنٹہ ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان سے وہ معذرت کر چکے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ نے اس کو کیوں ٹائم دیا تھا؟ آپ آدھا وقت حکومتی بنچوں کو دے دیں اور آدھا اپوزیشن کو دے دیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ آدھے ہیں، کیا ان کا حق نہیں بنتا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہمیں قبول نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو قبول نہیں ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟ یہ آپ کی مرضی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مہربانی کر کے تنقید سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ آپ پارٹی نہ بنیں اور آپ مہربانی کر کے غیر جانبدار رہیں۔ سپیکر کی کرسی غیر جانبدار رہنی چاہئے۔ مہربانی کر کے تنقید سننے کا حوصلہ پیدا کریں جمہوری رویے یہی ہوتے ہیں کہ لوگوں کی بات سنو، ان کے منہ کو بند کر دینا اور shut up call دے دینا بالکل جمہوری رویے نہیں ہیں۔ آپ جمہوریت کے دعویدار ہیں تو مہربانی کر کے جمہوری رویے اپنائیں۔

جناب سپیکر: میں اللہ کے فضل سے ہمیشہ یہی کرتا ہوں اور میں کبھی پارٹی بننے کی کوشش نہیں کرتا۔ کیا آپ مجھ پر الزام لگاتے ہیں، کیا آپ مجھے threat کرنا چاہتے ہیں؟ میں نے کبھی قطعاً ایسا رویہ نہیں رکھا کہ جس پر آپ مجھے یہ کہیں کہ آپ غیر جانبدار رہیں۔ اب آپ سب تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری کارروائی کے لئے روزانہ جو صفحہ چھپتا ہے اس پر لفظ قرآن مجید اور نعت رسول مقبول ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ یہ صفحات نیچے پھینکے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے میز پر رکھے جاتے ہیں۔ اگر وہ نیچے گرتے ہیں تو آپ کی وجہ سے گرتے ہیں۔ ہم سب پر اس کی تعظیم لازم ہے۔ یہ آپ اکیلے پر نہیں ہے۔ جس طرح سے آپ مسلمان ہیں میں بھی اسی طرح اللہ کے فضل سے مسلمان ہوں۔ آپ احتیاط کیا کیجئے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میری رائے ہے کہ آپ ہاؤس سے رائے لے لیں کہ اگر ہم اپوزیشن کو 10 منٹ اور حکومتی بنچوں کو 5 منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وقت برابر ہوگا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! آج اور کل جتنا بھی ٹائم چاہئے۔ ہم اس کے لئے حاضر ہیں۔ ہم آٹھ گھنٹے کے لئے حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ہاؤس کے سامنے یہ بات رکھی ہے۔ اس میں سب کا حق ہے۔ سب نے اپنی اپنی بات کرنی ہے تو پھر ان کی بات کیوں نہ سنی جائے؟ یہ اپنی بات کریں اور اس ٹائم میں خوش اسلوبی سے یہ بھی اپنی بات مکمل کریں۔ اگر یہ ہاؤس 5 منٹ کی بجائے 7 منٹ چاہتا ہے تو 7 منٹ کر دیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! Rules of Procedure میں بھی 10 منٹ دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جب قومی اسمبلی میں کوئی قدغن نہیں ہے اور ہمارے سو دن بھی ہو چکے ہیں تو دن بڑھانے میں کیا حرج ہے، کم از کم ہر آدمی کو دس منٹ ملنے چاہئیں، چاہے جتنے دن بھی debate چلے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، حکومتی بنچوں اور اپوزیشن بنچوں سے ممبران کو دس منٹ ملیں گے اور اس سے زیادہ وقت کسی کو نہیں ملے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا دن بھی بڑھائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: اسے ہم دیکھ لیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! یہاں پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہئے۔ چاہے جتنے دن بھی debate چلے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، لغاری صاحب! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ دس منٹ ملیں گے اس کے بعد ایک سیکنڈ بھی نہیں ملے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بجٹ کا اجلاس ہماری اسمبلی کے پارلیمانی سال کا سب سے اہم اجلاس ہوتا ہے اور یہ جو document ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے یہ بھی اس اسمبلی کا سب سے اہم document ہوتا ہے۔ جمہوری روایت یہ ہے کہ اس document میں جو باتیں کی جاتی ہیں اُن کو پورا کیا جاتا ہے جس طرح انگریزی کی ایک مثال ہے کہ You put your money where your mouth is. زبانی اعلانات تو بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اس budget document کے ساتھ حکومت یہ بتاتی ہے کہ میری آمدنی کہاں پر ہوگی اور میں اس کو کیسے

خرچ کروں گی؟ یہ ہمارے لئے ایک مقدس بات ہے اور یہ حکومت کی اس صوبہ کے عوام کے ساتھ ایک اہم commitment ہے کہ ہم نے آپ کی بہتری کے لئے کیا کرنا ہے؟ کائرہ صاحب کو اللہ تعالیٰ بہت زیادہ عزتیں دے کیونکہ یہ ذاتی طور پر مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ اس ہاؤس کے اندر تیسرا document پیش کر رہے ہیں اور اُن کی پچھلے دو documents کی باتیں بھی ابھی تک پوری نہیں ہوئیں۔ میرے ساتھیوں نے اس میں سے بہت ساری چیزیں point out کی ہیں۔ آپ نے پہلے سال کہا تھا کہ ہم گھر بنا کر دیں گے، ہم بسیں چلائیں گے، ہم زمینیں بانٹیں گے، ہم وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں IT یونیورسٹی بنائیں گے، یہ بھی کہا تھا کہ ہم دو سو ڈیم بنائیں گے اور ہم ساڑھے تین سو میگاواٹ بجلی بھی پیدا کریں گے۔ یہ میں آپ کی 2008 کی بجٹ تقریر کی commitments یاد دلا رہا ہوں۔ ان commitments میں سے کچھ بھی نہیں ہوا اور صرف باتیں تھیں جو ہو گئیں۔ اس کے بعد پچھلے سال آپ نے ایک commitment کی کہ ہم بہت ساری چیزوں پر عمل کریں گے جس کی ایک لمبی لسٹ میرے پاس ہے جنہیں میں گنوا سکتا ہوں لیکن وہ بھی پوری نہیں ہوئیں۔ اس document کی credibility ہی نہیں ہے۔ اسی document کے اندر ہمیں بتایا گیا ہے کہ ہم نے پچھلے سال 42۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے خرچ کر دیئے ہیں اور 52۔ارب روپے ہم اس سال خرچ کریں گے۔ اس کے بعد پھر ایک حساب کتاب کر کے بتایا گیا ہے کہ جو 52۔ارب روپے ہم خرچ کریں گے وہ ٹوٹل ڈویلپمنٹ بجٹ کا 36 فیصد ہے حالانکہ وہاں کی آبادی 31 فیصد ہے۔ کائرہ صاحب! basic arithmetic percentage میرے خیال میں تیسری کلاس میں پڑھاتے ہیں۔ میں نے جب یہ calculation کی اور percentage جب نکلتی ہے تو وہ 193 کا 36 فیصد نہیں بنتا، بے شک آپ اس کا ابھی حساب کر لیں۔ ہمارے بڑے بڑے قابل لوگ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مستی خیل صاحب کے فون میں شاید calculator ہو گا تو 52۔ارب کو 193 کی percentage سے نکالیں کیونکہ میرے حساب کے مطابق یہ 26 فیصد بنتا ہے۔ یہ جھوٹ کا ایک پلندہ ہمارے سامنے رکھا گیا ہے۔ میں کائرہ صاحب کے ساتھ personal apology کے ساتھ اس بجٹ کے اعداد و شمار کو reject کرتا ہوں کیونکہ یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے آپ کو جنوبی پنجاب والی اس لئے مثال دی ہے کیونکہ اس کو آپ نے اپنی بہت بڑی achievement اور بہت بڑا اقدم show کیا ہے۔ اگر آپ کو یاد ہو تو pre-budget

speech کے اندر بھی آپ کے اپنے treasury benches سے سعید اکبر نوانی صاحب، مخدوم ارتضیٰ صاحب اور مخدوم احمد محمود نے بھی باتیں کی ہیں۔ ہم اپوزیشن والے تو پِٹ ہی رہے تھے کہ پچھلی دفعہ ہمارے لئے زکوٰۃ جتنی amount رکھی گئی تھی لیکن آپ کے اپنے treasury benches سے بھی یہ آواز آئی اور اُس آواز کو دبانے کے لئے اس دفعہ آپ نے ایک نمبر 52۔ارب کا بول دیا جو 193 کا 36 فیصد نہیں ہے۔ یہاں پر میرے بہت سارے بہن بھائی بیٹھے ہوئے ہیں اُن کے فون کے اندر calculator ہو گا لہذا آپ ابھی اس کو calculate کر کے دیکھ لیں کیونکہ یہ بات بالکل ایسی نہیں ہے جیسے آپ نے کہی ہے۔ جس وقت ہم جمہوری رویوں کی بات کرتے ہیں تو جمہوریت سُوٹ یا ویسکوٹ پہننے سے نہیں آجاتی، ڈکٹیٹر شپ وردی پہننے سے نہیں آتی بلکہ یہ رویوں کے نام ہیں اور یہ رویے بد قسمتی سے آج بھی اتنے ہی dictatorial ہیں جتنے کہ کسی وردی والے dictator کے دَور میں تھے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم بجٹ کو دیکھیں تو اس میں جو چیز میں دیکھ کر حیران ہوتا ہوں وہ block allocations ہیں۔ یہ وہ رقوم ہیں جو ہم وزیر اعلیٰ صاحب کی اپنی discretion کے لئے رکھ دیتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہائر ایجوکیشن کے اندر 550 ملین کی block allocation ہے، 41 فیصد رقم block allocation میں رکھی گئی ہے۔ لٹریسی کے اندر 100 فیصد بجٹ block allocation میں رکھا گیا ہے، سپورٹس کی نئی سکیموں میں 100 فیصد block allocation میں رکھا گیا ہے۔ واٹر سپلائی اینڈ سینی ٹیشن کی جب ہم بات کرتے ہیں تو اُس کے اندر 21 فیصد block allocation میں رکھا گیا ہے۔ ایک اور مزید ار بات میں آپ کو بتادوں جسے میں نے نہیں بلکہ آپ کے budget document نے calculate کر کے دیا ہے کہ North کے لئے 78 percent رکھا گیا ہے اور South کے لئے 22 percent رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم social protection کے پروگرام کے اندر آئیں تو اس میں 42.5 percent block allocation ہے، سڑکوں کا دیکھیں تو اس میں 2000 ملین روپے کی ایک block allocation رکھی گئی ہے، شہری ترقی میں آئیں تو 9160 ملین کا نیا بجٹ ہے اور اس میں بھی 2200 million block allocation رکھی گئی ہے جو

24 فیصد ہے۔ زراعت کی طرف آئیں تو 74 فیصد block allocation ہے، خوراک کی طرف آئیں تو 100 فیصد block allocation ہے۔ (شیم، شیم)

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے floor لغاری صاحب کو دیا ہوا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات مجھے پسند نہیں ہے۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے معزز رکن صرف آپ سے مخاطب ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ تشریف رکھیں اور بعد میں اس کا جواب دیں۔ صرف note کریں۔

چوہدری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لغاری صاحب جناب سے مخاطب ہو سکتے ہیں، وزیر خزانہ صاحب سے direct مخاطب نہیں ہو سکتے۔ میں rules کی بات کر رہا ہوں کیونکہ یہ سارا سارا دن rules کا رونا روتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ He is right, he is right. میں اس کا خود ہی notice لے لیتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محکمہ خوراک کے اندر جو نئی سکیمیں رکھی گئی ہیں ان میں بھی 100 کا 100 فیصد block allocation ہے۔ Labour and Human Resource Development میں 88 فیصد block allocation ہے۔ اس کے بعد اگر ہم سیاحت کی بات کریں تو اس کے اندر بھی سارے کا سارا block allocation ہے۔ Access to Justice Programme کے اندر بھی block allocation ہے۔ اس حوالے سے میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں کہ پچھلے سال اس کے لئے 635.92 ملین رکھا گیا تھا اور اس سال پچاس ملین رکھا گیا ہے۔ شاید تمام لوگوں کو justice مل گیا ہے اس لئے اس کے فنڈز کم کر دیئے گئے ہیں؟ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی طرف آئیں تو 5195 ملین روپے کی allocation ہے اس میں سے 4025 جو کہ 80 فیصد ہے block allocation میں رکھا گیا ہے۔ Special infrastructure کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں اُس کا

80 فیصد block allocation کے لئے رکھ دیا گیا ہے۔ Low income housing scheme کے لئے 10-2009 کے اندر 2500 ملین رکھا گیا تھا، اس سال اس کو کم کر کے 650 ملین روپے رکھ دیا گیا ہے۔ 2008 میں آپ کا وعدہ تھا کہ ہم لوگوں کو سستے گھر بنا کر دیں گے اس کے لئے اب رقم کم کر کے ایک چوتھائی کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اگر ہم population welfare کی طرف آئیں تو اس کے اندر سارے کا سارا block allocation ہے اور کوئی بھی سکیم identify نہیں کی گئی، اس کا 1865 ملین روپے کا بجٹ ہے جو سارے کا سارا block allocation میں رکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اگر ہم ٹرانسپورٹ کی بات کریں تو اس کے اندر آپ نے سی این جی بسوں کے لئے 1000 ملین روپے کی سبسڈی رکھی ہے جو کہ 2008 میں بھی یہ کہا گیا تھا جو ابھی تک پوری بسیں نہیں آئیں۔

جناب سپیکر! میں سیاحت کے حوالے سے بڑی مزیدار statistics بتاتا ہوں کہ سیاحت کے لئے اس دفعہ جو آپ نے پیسے رکھے ہیں اس میں کہا گیا ہے کہ ایک tourism complex لاہور میں ایک tourism resort ایک ننکانہ صاحب میں اور ایک tourist village دراوڑ کے فورٹ کے پاس بنائیں گے۔ یہ پہلا صفحہ ہے جس میں targets دیئے گئے ہیں اور ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ایک دفعہ یہاں پر تقریر کرتے ہوئے کہا بھی تھا کہ فورٹ منرو میں ایک chair lift بنائی جائے گی جس کو شاید کچھ لوگوں نے منع کروا کر رکوا دیا جس کا کوئی ذکر نہیں ہے اور ایک منصوبہ بھی ایسا نہیں ہے۔ اب جو سیاحت کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں اس میں 92 percent of the budgetary allocation for tourism is for Murree alone. اب اس میں یہ ہے کہ survey کیا جائے گا کہ مری کو کس طرح سے بہتر کیا جا سکتا ہے۔ جھیکا گلی سے مری تک ایک پہلا phase ہے کہ supporting system کے ساتھ کوئی road way system بنایا جائے گا جس کے لئے 1515 ملین روپے رکھے گئے ہیں لیکن ہمارے جنوبی پنجاب کا ایک چھوٹا سا hill station فورٹ منرو ہے اس کے لئے کوئی allocation نہیں کی گئی۔ ہم جب بات برابری اور مساوی ہونے کی کرتے ہیں تو اگر 92 فیصد مری اور ننکانہ صاحب پر لگایا جا رہا ہے اور صرف ہمارے جنوبی پنجاب میں دراوڑ کے فورٹ کے پاس ایک village بنانے کے لئے ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے لیکن سارے کا سارا بجٹ مری کے لئے رکھا جا رہا ہے۔ فورٹ منرو جو بلوچستان اور پنجاب کے سنگم پر ایک صحت افزا مقام ہے جس کے لئے کوئی

چیز نہیں رکھی گئی۔ اس دفعہ water supply schemes کے اندر دریائے جہلم سے مری کو پانی لے جانے کے لئے سب سے زیادہ رقم، میں وہ نمبر شاید لکھنا بھول گیا ہوں میرے خیال میں اس کے اندر 80 فیصد water supply کی مد کے پیسے مری کی ایک water supply scheme کے لئے رکھے جا رہے ہیں لیکن فورٹ منرو کے پینے کے پانی کی سکیم جو صدر فاروق لغاری نے اپنے دور میں بنوائی تھی وہ بند پڑی ہے اور اسے چلانے کے لئے کوئی پیسے نہیں دیئے جا رہے۔

جناب سپیکر! ہمیں بار بار discrimination واضح نظر آتی ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ ابھی یہ جو بجٹ آیا ہے guide to the Punjab Budget at the glance جسے ہم کہتے ہیں اس میں سب سے بڑی رقم اپنی development کے لئے رکھی ہے تو پیسے کہاں سے آئیں گے؟ ہمارے capital account میں بھی deficit ہے، ہمارے net public account میں بھی deficit ہے اور ہماری سب سے بڑی proceeds financing through privatization sale بارہ ہزار ملین روپے ہم اس کے لئے رکھیں گے۔ 12۔ارب روپے اپنے اثاثے فروخت کر کے ہم ان development schemes کے لئے رکھ رہے ہیں۔ یہ کوئی بھی policy wise financial نہیں ہے کہ آپ اپنے اثاثوں کو فروخت کریں اور اس کو نام نہاد development جیسا کہ مخدوم ارتضٰی نے کل بتایا کہ چیف سیکرٹری کے دفتر کی آرائش وغیرہ اور افسروں کے لئے جمنیزیم تعمیر کرنے پر یہ خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلے سال کے Tax receipt کے پیسے، کائرہ صاحب! آپ کے غور کرنے کی بات ہے کہ یہ پیسے ہمارے پاس کہاں سے آئیں گے---

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ پھر انہیں مخاطب کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے کائرہ صاحب کے notice میں لانا چاہوں گا کہ آپ ہی کی documents کہتی ہے کہ پچھلے سال کے tax receipt کے پیسے 74 فیصد complete ہوئے اور اس سال کا ٹارگٹ جو آپ نے رکھا ہے وہ 248 فیصد بڑھا دیا ہے۔ پچھلے والے تو آپ 74 فیصد نہ لے سکے تھے اور ابھی آپ نے اسے بڑھا دیا ہے اور indirect taxation کی متوقع آمدنی کا 65 فیصد آپ کے پاس آیا ہے اور اس سال آپ نے اپنے tax free budget، جس کو بڑے فخر کے ساتھ tax free کہا گیا ہے، اس میں 367 percent increase کی بات کی گئی ہے۔ یہ ہے ہمارا tax free بجٹ جس کی ہم بات

کر رہے ہیں، اگر ہم comparison کریں، کسی بھی sector wise ڈویلپمنٹ پروگرام کو دیکھیں، اگر ہم دیکھتے ہیں regional planning تو 35 فیصد down ہے، irrigation دیکھیں تو 81 فیصد آپ نے پچھلے سال خرچ ہی نہیں کیا تو کیا ہماری نہروں کے پانی کے مسائل ٹھیک ہو گئے ہیں؟ ہمارے مسائل دور ہو گئے ہیں؟ public buildings ہیں، urban development کا 79 فیصد آپ نے استعمال کیا۔ خوراک کا 62 فیصد آپ نے استعمال کیا Information technology کا صرف 16 فیصد استعمال کیا۔ اس کے لئے پیسے رکھے گئے تھے 13 سو ملین اور خرچ 219 ملین ہوئے ہیں۔ Information technology کی یہ اہمیت ہے کہ اس کا صرف 16 فیصد خرچ کیا ہے۔ Commerce and investment کا صرف 53 فیصد خرچ کیا ہے۔ labour and human resources کے لئے 74 فیصد خرچ کیا ہے۔ tourism کے لئے 44 فیصد، emergency services کے لئے 74 فیصد human rights minorities کے لئے اور آپ کے توسط سے اقلیتی امور کے وزیر کے notice میں لانا چاہوں گا کہ صرف 13 فیصد utilization ہوئی ہے۔ پچھلے سال 200 ملین روپے رکھے گئے تھے اور خرچ اس میں سے صرف 27 ملین روپے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! P&D کے لئے 16 فیصد، اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب کے اخراجات۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! یا تو آپ کسی کا ٹائم لے لیں یا تشریف رکھیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! صرف دو منٹ کے لئے ذرا صبر کے ساتھ یہ سنیں اور شاید یہ بات آپ کو پسند نہ آئے کہ پچھلے سال وزیر اعلیٰ ہاؤس کے ٹیلی فون کے اخراجات کے لئے 7.2 ملین روپے رکھے گئے تھے اور خرچ ہوئے 17.2 ملین روپے یعنی 240 فیصد زیادہ پیسے ٹیلی فون پر خرچ گئے ہیں اور میں ایک اور چیز دیکھ کر حیران ہوا کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ایک rent for building ہے میرا تو خیال تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا دفتر سرکاری عمارت ہے لیکن اس کے لئے 10 ہزار روپے رکھے گئے تھے اور اس پر ساڑھے بارہ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے اور اگر کائرہ صاحب اپنی concluding speech میں یہ بتا دیں، اگر تو وہ بہت سارے دفاتر ہیں اور ٹاسک فورسز کے ہیں تو یہ اس کی وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر! POL charges plains, helicopter اور موٹر گاڑیوں کے لئے تو پچھلے سال چھ ملین روپے رکھے گئے تھے اور 27.78 ملین روپے خرچ گئے ہیں۔ 425 فیصد زیادہ پیسے خرچ گئے ہیں

جو پٹرول کی مد میں رکھے گئے تھے اور ابھی وہ ایک بل لے کر آ رہے ہیں جس میں وزیر اعلیٰ صاحب دوسرے لوگوں کو بھی جہاز استعمال کرنے کا کہہ رہے ہیں۔ ابھی وہBill آپ نےtable کیا ہے اور وہ House میںdebate کے لئے آئے گا۔ پچھلے سال425گنا زیادہ پیسے خرچ کرنے کے باوجود اس سال پھر سے وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ مجھے جہاز کے لئے خرچنے کے لئے صرف میری مرضی ہو اور میں دوسرے لوگوں کو بھی استعمال کرنے کی اجازت دوں۔ اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے12 ملین روپیہEntertainment Allowance رکھا گیا تھا اور30.14 ملین روپیہ خرچ کیا گیا ہے جو کہ253فیصد زیادہ ہے۔ یہ ہمارے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے خرچے ہیں۔Operating expenses وزیر اعلیٰ ہاؤس کے27 ملین رکھے گئے تھے اور67 ملین خرچ کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اپنی تقریر جلد مکمل کریں کیونکہ ٹائم بہت ہو گیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کڑوی باتیں شاید پسند نہ ہوں۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے کلو صاحب کو کل کتنا وقت دیا تھا؟

جناب سپیکر: اس وقت کوئی ٹائم مقرر نہیں کیا گیا تھا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کیوں مقرر نہیں کیا تھا اس لئے کہ انہوں نے کھڑے ہو کر ہمارے اوپر بد تمیزی کا ایک طوفان کھڑا کرنا تھا۔

جناب سپیکر: پھر آپ بات وہی کر رہے ہیں۔ مجھے کیا پتا کہ انہوں نے کیا بولنا تھا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر آپ نے انہیں چپ کروانا تھا۔ آپ نے اس وقت انہیں بولنے دیا کیونکہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب ایوان میں موجود تھے اور انہیں یہ ڈیوٹی دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں اور وقت ضائع نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ دنیا سے کوئی علیحدہ ہیں اور یہ کیا عجیب تماشا ہے کہ میں انہیں کہہ رہا ہوں کہ دس منٹ لیکن وہ بارہ منٹ پر بھی اپنی تقریر ختم نہیں کر رہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے لغاری صاحب کو بٹھا دیا ہے۔ اس وقت لاء منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر ہمارے کسی ساتھی کا نام تقریر کے لئے آپ کے پاس گیا ہوا ہے تو وہ اپنا وقت surrender کرنا چاہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: دیں وہ اپنا ٹائم۔ کون دیتا ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ماجدہ زیدی اپنا وقت دیتی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس لسٹ میں ان کا نام نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم نے نام دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس ان کا نام نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں اور لاء منسٹر صاحب بھی فرما دیں گے کہ ہم نے اپنے تمام ممبران کے نام لکھ کر دیئے تھے شاید وہ list کہیں miss ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ خود بتائیں کہ کس کا ٹائم لینا چاہتے ہیں؟ ثمینہ خاور حیات کا ٹائم لینا چاہیں گے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، نہیں۔ جناب سپیکر! وہ اپنی تقریر کریں گی۔

جناب سپیکر: جن کا نام میرے پاس موجود ہے میں ان میں سے کسی کا ٹائم دے سکتا ہوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری استدعا یہ ہے کہ اگر میں غلط کہتا ہوں تو لاء منسٹر صاحب اس کو confront کر دیں۔ ایڈوائزری کمیٹی میں یہ طے ہوا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میرے پاس ماجدہ زیدی کا نام نہیں آیا تو میں کیا کروں؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم گارنٹی دیتے ہیں کہ انہوں نے بولنا ہے لیکن ان کا وقت آپ لغاری صاحب کو دے دیں، وہ نہیں بولیں گی۔

جناب سپیکر: محترم! میرے پاس جو لسٹ ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ لغاری صاحب! میں آپ کو ایک منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(اس مرحلہ پر معزز ایوان کے بہت سے معزز ممبران پوائنٹ آف آرڈر
پر اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آپ تمام تشریف رکھیں، مہربانی کر کے بیٹھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کروں گا کیونکہ criticism شاید پسند نہیں آئی تو میں آپ کے توسط سے کائرہ صاحب سے کہوں گا کہ 350 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کا ایک منصوبہ ہم نے 2008 میں اعلان کیا اور چشمہ جہلم کینال پر 45 میگاواٹ کا پراجیکٹ پورے کا پورا تیار ہے تو اس کے لئے پیسے رکھیں۔ دوسری میں نے گزارش کی تھی کہ سستی روٹی کے اندر pre budget speech میں سب لوگوں نے، میں نے نہیں بلکہ یہ بات متفقہ ہوئی تھی اور اس پر criticism ہوئی تھی کہ اس کی بجائے ہم یہ پیسے کو آپریٹو بنکوں کو دیں کیونکہ ان بنکوں کو کوئی پیسا نہیں مل رہا۔

جناب سپیکر! پچھلی دفعہ میں نے ایک گزارش کی تھی کہ فصل خریدنے کے اسلامی طریقے یعنی ایڈوانس دینے کے طریقے کو practice میں لایا جائے اور کاشتکار کی کھڑی فصل کو لے لیا جائے۔ ہمارے storage میں proper facilities نہیں ہیں جن کی وجہ سے وہ ضائع ہو جاتی ہے۔ میں نے pre-budget تقریر میں wheat storage کی بھی گزارش کی تھی۔ میری ان سے ایک اور گزارش ہے کہ Pay and Pension Commission کی جو بھی سفارشات ہیں ان پر implement کیا جائے۔

جناب سپیکر! پانی کی جتنی کمی ہو رہی ہے، canals کی lining کی جائے اور laser levelling compulsory کی جائے، drip irrigation اور sprinkling کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ solar power ٹیوب ویل کی بہت اچھی سکیم ہے اس کو میں appreciate کرتا ہوں۔ ہماری بجٹ تقریر میں ڈاکٹروں کی کمی کی بات ہوئی ہے۔ ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کی کلاسز کا اجراء ابھی سے کروا دیں، یہ

پہلے ہو چکا ہے۔ رحیم یار خان میڈیکل کالج کا اعلان ہوا تو اس کی کلاسیں بہاولپور میں شروع ہو گئیں، جب دو سال میں کالج کی بلڈنگ بنی تو بچے رحیم یار خان میڈیکل کالج میں چلے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کا بہت شکریہ، بہت مہربانی۔ شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: ہمارے لندن سے آئے ہوئے دوست کونسلر ملٹن مارٹن میئر لندن بار آف والتھم فارسٹ یہاں گیلری میں تشریف لائے ہوئے ہیں اور وہ آپ کی کارروائی دیکھنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں ان کو welcome کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر سوائے ایک معصومانہ قسم کے احتجاج کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔ اس وقت ایک صاحب آپ کے کان میں بات کر رہے ہیں تو یہ ٹائم نوٹ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جب تک معزز ممبران تقریر کر رہے ہیں میرے پاس کوئی نہ آئے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ میرا معصومانہ احتجاج ہے کہ جب میری باری آئی تو اس سے پانچ دس منٹ پہلے آپ نے دس منٹ کی پابندی لگائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ساڑھے اکتیس منٹ پر آئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک منٹ تو وہ مولوی صاحب لے گئے جو آپ سے ابھی کان میں بات کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ چلیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اب مزید ٹائم ضائع کئے بغیر اپنے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ میں ان کے طرز تخاطب کا تو شروع سے ہی بہت مداح ہوں لیکن انہوں نے جو بجٹ کا جواب دیا تھا اس کے اندر مجھے بڑی تیزی سے بات کرنا پڑے گی کیونکہ مجھے خیال نہیں ہے کہ میں یہ سارے points بتا سکوں۔ چودھری صاحب نے یہ فرمایا کہ ADP میں 175- ارب روپے میں سے صرف 74- ارب روپے خرچ ہوئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رقم 30- جون تک 125- ارب روپے ہو جائے گی۔ خود چودھری صاحب نے اپنی تقریر کے آخر میں فرمایا کہ یہ 90- ارب روپیہ ہے تو

75۔ارب روپے شروع کی تقریر میں تھا اور 90۔ارب روپے پر جا کر ختم کی اس طرح دس منٹ میں تو 15۔ارب روپے خرچ ہو گئے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 30۔جون تک 125۔ارب روپے ختم ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب نے فرمایا کہ موجودہ حکومت سادگی نہیں اپنا رہی ہے۔اس کے لئے مجھے کم از کم ایک گھنٹہ چاہئے تھا لیکن میں ایک سچا واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔اس وقت چیف منسٹر صاحب جس کمرے میں بیٹھ کر 7۔کلب میں کام کر رہے ہیں میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی اپوزیشن کا صاحب میرے ساتھ چلے اور میں وہاں ان کو دکھاتا ہوں کہ چیف منسٹر نے قالین پر ٹکڑا لگا کر اپنا کمرہ بنایا ہے۔یہ وہی کمرہ ہے جہاں پر آج سے پانچ سال پہلے کوئی اور چیف منسٹر بھی جاتے تھے۔اس وقت وہاں سادگی کا یہ عالم ہے کہ 11 بجے کے بعد AC چلائے جاتے ہیں جبکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ چیف منسٹر صاحب کے خرچے بہت ہیں۔میں چیف منسٹر ہاؤس کے خرچے کے بارے میں آخر میں بتاؤں گا کہ خرچے بڑھے ہیں یا کم ہوئے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر کسی کو اس بات پر اعتراض ہے تو میرے ساتھ ابھی چلے اور میں دکھاتا ہوں کہ چیف منسٹر کے کمرے کے اندر قالینوں کو ٹکڑے لگا کر بنایا گیا ہے اور چیف منسٹر نے اس پر نیا قالین ڈالنے کی اجازت نہیں دی۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری صاحب نے ramzan package کا ذکر کیا تھا جبکہ ramzan package کے لئے بجٹ میں 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔جب بجٹ تقریر میں فنانس منسٹر نے 2۔ارب روپے کا ذکر کیا ہے تو اس کا بار بار ذکر کرنا کہ یہ پیسے اب رکھے جائیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ پورے پنجاب میں Consumer Courts کام کر رہی ہیں۔چودھری صاحب نے کہا کہ Consumer Courts میں چیزیں لائی جائیں۔وہاں کوئی بھی بغیر ٹکٹ کے جا سکتا ہیں۔میں چودھری صاحب سے پوچھتا ہوں جو میرے بڑے محترم ہیں کہ کیا کوئی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ ان سے نہ پوچھیں، آپ اپنی بجٹ تقریر کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ان کو جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گوشت جو غریب کی پہنچ سے باہر ہوا تھا تو آخر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے اس ملک سے اس کی export کی اجازت دی تھی؟ اس کے بعد گوشت غریب کی پہنچ میں نہیں آیا۔ جنہوں نے گوشت کی export کی اجازت دی تھی اگر میں ان کے نام یہاں بتاؤں تو شاید لوگوں کی نیند خراب ہو جائے۔ میرے بھائی محسن خان لغاری صاحب نے بھی کہا کہ wheat کی export اور storage کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس وقت پنجاب حکومت اخبارات میں expression of interest for storage of wheat کے پورے پورے صفحے دے رہی ہے جس کے لئے پنجاب حکومت اپنے پاس سے فنڈز دینا چاہتی ہے اور پرائیویٹ لوگوں کو بھی ساتھ ملانا چاہتی ہے۔ یہاں ارسا کی بات ہوئی تھی، ارسا میں پنجاب کی نمائندگی کس نے کم کی تھی؟ یہ بتائیں کہ جب انہوں نے یہ الزام لگایا کہ ارسا میں ہماری نمائندگی کم ہوئی تو وہ جنرل پرویز مشرف نے کم کی تھی اور سندھ کی نمائندگی بڑھائی تھی۔ اس وقت کوئی یہاں نہیں بولا کہ ہمارے پنجاب کی نمائندگی کیوں کم کی گئی ہے؟

جناب سپیکر! دانش سکول کی بات کی جارہی ہے۔ جنوبی پنجاب میں دانش سکول بن رہے ہیں، اگر میں یہ بات ثابت نہ کر سکا تو میں resign کر دوں گا۔ مجھے بتائیں کیا دانش سکول شروع نہیں ہو رہے ہیں، کیا وہاں پر اس وقت کام نہیں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ اپنی بات کریں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 07-2006 میں چیف منسٹر ہاؤس کا خرچ 14 کروڑ 62 لاکھ روپے تھا لیکن یہ خرچ 34 کروڑ 17 لاکھ روپے ہوا۔ 10-2009 میں ہم ابھی بھی 29 کروڑ روپے میں ہیں۔ 08-2007 میں 34 کروڑ 33 لاکھ روپے پر تھے، 07-2006 میں 34 کروڑ 17 لاکھ روپے پر تھے۔ اب ذرا غور کر لیجئے کہ 25 فیصد devaluation اور 13 فیصد افراط زر کے باوجود ہم نے خرچوں کو کنٹرول کیا اور پھر بھی ہمیں بُرا بھلا کہا جارہا ہے۔ یہ مختصر جواب ہے جو میں نے ان کی بات کا دیا ہے اب میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، No point of order، جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ہماری حکومت ہے جس نے third party inspection کا نظریہ دیا اور اس پر کام ہو رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے expenditure پورے نہیں ہو رہے ہیں اس کی وجہ monitoring control ہے۔ اس وقت ایک ایک پراجیکٹ کو third party سے checking کرائی جا رہی ہے جس کی وجہ سے ہم نے خرچ کنٹرول کئے ہیں۔ میں آپ کو آج بتا دینا چاہتا ہوں کہ جو ہم نے انٹی کرپشن میں کام کیا ہے اس انٹی کرپشن کی وجہ سے بہت سی کرپشن رُکی ہے جس کی وجہ سے فرضی payments رُکی ہیں اور ان فرضی payments رکنے کی وجہ سے ہمارے خرچ کنٹرول ہو رہے ہیں۔ ہم نے بنیادی طور پر بہت سے ایسے کام کئے ہیں جیسا کہ ہم نے چالیس ہزار ایجوکیٹر بھرتی کئے ہیں جس کی وجہ سے ایجوکیشن میں انشاء اللہ تعالیٰ انقلاب آئے گا۔ International transparency نے جو figures دیئے ہیں یہ ہم سب کے لئے خوشی کا مقام ہے، اس میں پنجاب کو بہت کم کرپشن کا صوبہ قرار دیا گیا ہے اور اس پر جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ یہ بات کرتے ہیں کہ پنجاب دیوالیہ ہونے والا ہے، میں اس کی مختصراً حقیقت بتاتا ہوں کہ ہمارا فیڈرل پول میں حصہ کم کر کے 33 بلین کیا گیا اور اس 33 بلین میں سے بعد میں انہیں 4 بلین دیا گیا۔ ہمارا وہ بھی 41۔ارب روپے ہو گیا جو کہ تمام صوبوں کا OD تھا وہ short loan میں بدلا گیا۔ ہمارے ساتھ کسی نے favour نہیں کی، وہ short loan میں بدلا گیا ہے اور جب short loan میں بدلا گیا تو آپ کو سن کر خوشی ہو گی کہ ہم 1.5۔ارب روپیہ ماہانہ سٹیٹ بنک کو واپس دے رہے ہیں اور اب تک ہم short loan کا 9۔ارب روپیہ واپس کر چکے ہیں تو ہم کہاں سے دیوالیہ ہو رہے ہیں؟ یہ بڑی غلط بات ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ جو لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں کہ وہ عام بزنس کے لئے finance سے running facilities لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اب پانچ منٹ مکمل ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بات غور سے سنا کریں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Running Business Finance facilities ایک عام بزنس مین اور ایک پرچون والے کے پاس بھی ہوتی ہے اور ہمارے پنجاب کے پاس۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جلدی wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کے کہنے پر نہ کریں۔

MR. SPEAKER: Carry on.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پھر میں آگے اپنی تجاویز پر چلا جاتا ہوں اور اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ پھر اس طرح سے میں کیسے اور کیا کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جلدی جلدی تجاویز لائیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! عدلیہ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں وہ ایک قابل قدر بات ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے کہ out of court decisions لئے جائیں اور یہ مصالحتی طریقے سے ہو سکتے ہیں۔ امریکہ میں اس وقت 96 فیصد out of court decisions ہو رہے ہیں، ان میں پولیٹیکل اور ایسے لوگوں کو شامل کیا جائے جو انصاف کو مد نظر رکھیں تاکہ courts کے اوپر دباؤ کم ہو اور اس پر کام ہو سکے۔ یہ ایک انتہائی ضروری کام ہے جس کے لئے جتنی جلدی کام ہو سکے وہ ہمیں کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت کے حوالے سے بات کروں گا کہ جو ہسپتالوں میں air conditioners and generators وغیرہ دیئے گئے ہیں وہ پوری ملکی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میڈیکل کالجوں میں جو سیٹوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے اور چار نئے میڈیکل کالج بن رہے ہیں وہ یقیناً ایک بہت بڑا اقدام ہے لیکن سپریم کورٹ کا 1993 کا فیصلہ جس کے تحت لڑکیوں اور لڑکوں کو برابر سیٹیں دینے کے لئے کیا گیا تھا اور میرٹ پر دینے کے لئے کیا گیا تھا اس کا review ہونا ضروری ہے یا ان کالجوں کو لڑکوں کے لئے علیحدہ کر دیا جائے اور لڑکیوں کے لئے علیحدہ کر دیا جائے۔ المیہ یہ ہے کہ لڑکیاں ایم بی بی ایس کرنے کے بعد کام پر نہیں آتیں اور 65 فیصد لڑکیاں قوم کا فنڈز تباہ کر دیتی ہیں۔ آج ہمارے پاس ڈاکٹروں کی کمی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کالجوں کو لڑکوں کے لئے مختص کر دیا جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ان کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے پاس بہت ٹائم ہے اور میرے بہت ساتھی ہیں جو مجھے اپنا ٹائم دیں گے اور میں آج شام تک ان کی جان نہیں چھوڑوں گا۔

جناب سپیکر: جی، بتائیں کہ کس کا ٹائم لیتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ٹائم انہیں دے دیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمیں آپ نے چپ کروا دیا تھا جب ہم نے کہا کہ ہمیں اپنی ساتھی کا ٹائم دیں اور آپ انہیں ٹائم دیتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کس نے کہا کہ نہیں دیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب ہم نے ماجدہ زیدی کا ٹائم مانگا تھا۔

جناب سپیکر: .No میں نے کہا تھا کہ جس کا لسٹ میں نام ہو گا اس کا ٹائم آپ لے لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ انہیں کس کا ٹائم دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، نوید انجم صاحب کا ٹائم دے رہا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! نوید انجم صاحب کا نام لسٹ میں شامل نہیں ہے اور ہم اس بات پر احتجاجاً واک آوٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس بات پر واک آوٹ کرتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم اس بات پر واک آوٹ کر رہے ہیں کہ ان پر خصوصی مہربانی کی جا رہی ہے اور نظر سرائیاں کی جا رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں اپنی تقریر جاری رکھوں؟

جناب سپیکر: جی، .Carry on

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ ماجدہ زیدی کی بات کرتے ہیں تو دیکھیں ان کی حاضری لگی ہوئی ہے اور وہ floor پر نہیں ہے۔ اب ہم کیا کریں اور ماجدہ زیدی کو کہاں سے لائیں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے شیم شیم کے نعرے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ لوٹے کو بار بار ٹائم دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب یہ دیکھیں جو بات انہوں نے کی ہے میں اس کا جواب دوں گا۔ اب آپ کی طرف سے اجازت ہے یہ جو خاتون نے بات کی ہے آپ نے سنی ہے۔ میں اس کا جواب دوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اب آپ ان کی بات سن لیں یا میں ان کی بات کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کو یہ اختیار کس نے دیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو یہ غلط فہمی ہے کہ شاید سب لوگ ان کو اچھا سمجھتے ہیں اور کیوں سمجھتے ہیں یہ مجھے بھی نہیں پتا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ بہت غلط کر رہے ہیں۔ میں آپ کو بار بار کہتا ہوں کہ آپ مہربانی فرمائیں اور اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ بھی مہربانی فرمائیں، آپ کون سا ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ نے جس بندے کا نام لیا ہے اس کا لسٹ میں نام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر ان کا نام لسٹ میں ہوا تو پھر آپ کا کیا علاج ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پہلے لسٹ میں نام دیکھ لیتے پھر انہیں ٹائم دیتے۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھ رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جذبہ خیر سگالی کے لئے بلوچستان سے محبت بہت اچھی بات ہے لیکن وہاں پر جو پنجابیوں کے ساتھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب مہربانی کر دیں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ آپ wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، مجھے میرے دوست نے ٹائم دیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No. یہ بڑی زیادتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے دوست نے مجھے ٹائم دیا ہے، یہ میرا حق ہے، میں استعمال کروں گا اور یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ دیکھیں! آج آپ اپنی ruling کو خود ہی review کریں گے۔ بلوچستان سے محبت اچھی بات ہے لیکن وہاں جو پنجابیوں کے ساتھ ہو رہا ہے اور جو کچھ وہاں پر پنجابیوں کی target killing ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میرا ٹائم انہیں دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کا نام اس لسٹ میں شامل ہے؟

جناب محمد نوید انجم: جی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، نوید انجم صاحب! اگر آپ نے جھوٹ بولا ہے اور غلط بات کی ہے تو I will take action against you. جی، اس لسٹ میں نوید انجم کا نام چیک کریں؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے جھوٹ جھوٹ کی نعرہ بازی)

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا۔ Be careful in future

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے چِٹ بھیجی ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے چِٹ بھیجی ہے لیکن آپ کا اس لسٹ میں نام نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے ایک منٹ تو دے دیں۔

MR. SPEAKER: No, I will not allow you.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے تو ان کو بھی دو منٹ دیئے تھے۔

جناب سپیکر: آپ کے بیس منٹ ہو گئے ہیں اب آپ ایک منٹ میں اپنی تقریر wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں! ایک منٹ دے دیں، مجھ سے ان کو الرجی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگلا نمبر بولیں۔

جناب سپیکر: بھائی! آپ میرا اختیار استعمال کرنا چاہتے ہیں؟ لغاری صاحب! آپ میری بات سن لیں۔ میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں لیکن آپ جو بار بار حملے کرتے ہیں اب میں برداشت نہیں کروں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کی مہربانی ہو گی۔ میں نے ان کو ایک منٹ دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مجھے کہہ رہے ہیں، ان کو نہیں کہتے جنہوں نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔

جناب سپیکر: جنہوں نے مجھے دھوکا دیا ہے اور جنہوں نے دھوکے والی بات کی ہے میں نے ان کو کہہ دیا ہے کہ میں نے آپ کو ٹائم نہیں دینا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پھر ہمیں بھی ماجدہ زیدی صاحبہ کا ٹائم دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنئے مجھے کتنے لوگ ٹائم دینا چاہتے ہیں اور یہ ان کا فیصلہ ہے۔ پہلے تو آپ یہ دیکھیں کہ ماجدہ زیدی کی حاضری لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں، وہ بات میں نے کر دی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر وہ بات نہیں ہے تو پھر مجھے بات تو کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House, order in the House.

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر ہم بلوچستان کے اندر پیسے دیتے ہیں تو وہاں پنجابیوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور target killing ہو رہی ہے۔ یہ مجھے ان کی بات نہیں کرنے دیتے جن کا کوئی قصور نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دس منٹ تک ہم نے آرام سے ان کو سنا ہے اس کے بعد جب انہوں نے دھوکا دیا ہے تو ہم نے احتجاج کیا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے اس کا action لے لیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تو پھر آپ ان کا ٹائم ختم کریں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے؟ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنئے، میں اب صرف جنوبی پنجاب پر تو بات کر سکتا ہوں۔ صرف مجھے ایک منٹ دے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمیں ماجدہ زیدی صاحبہ کا ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا نام اس میں ہے۔ (قطع کلامیاں)

میں کہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
گھر پیر کا ہے چراغوں سے روشن

جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ ان کا بھی مائیک بند کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ مجھے ان کے کہنے پر روک رہے ہیں۔ میں اس رویے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! I am sorry، آپ مہربانی کریں اس بات کو چھوڑیں۔

شیخ علاؤالدین: ٹھیک ہے۔ پھر میں walkout کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی ہے، آپ اپنی مرضی کریں۔ میجر عبدالرحمٰن صاحب! آپ اپنی تقریر شروع کریں۔

شیخ علاؤ الدین: آپ مجھے ان کے کہنے پر روک رہے ہیں ، میں اس رویے کے خلاف احتجاجاً walkout کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کچھ خیال کریں، میں آپ کی entry بھی ہمیشہ کے لئے بند کر سکتا ہوں۔ عجیب تماشا ہے یہ۔

شیخ علاؤالدین: یہ بے شرم لوگ ہیں۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھیں، آرام کریں پلیز!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے لوٹا، لوٹا کی نعرہ بازی)

MR SPEAKER: Order please, order in the House. I say order in the House.

جی، راناصاحب! خیال کریں، آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آپ کے دس منٹ ہیں پھر نہ کہنا مجھے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ مجھے بتائیں گے تو شروع کروں گا۔ وہ خاموش ہوں گے تو میں بات شروع کروں گا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor دیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! Floor کا مطلب یہ ہے کہ House should be in order تو تبھی میں شروع کروں گا۔

جناب سپیکر: میں کہہ رہا ہوں ناں House in order ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا لیکن مجھے اُمید ہے کہ جس طرح پہلے سب کے ساتھ دس منٹ کی پابندی کی گئی ہے اسی طرح میرے ساتھ بھی سلوک کیا جائے گا۔ سب سے پہلے میں بجٹ پر بات کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ tax free اور pro poor بجٹ ہے۔ کچھ دوستوں نے پچھلے دِنوں World Bank کی رپورٹ کے مطابق اعداد و شمار پیش کئے جن کے اندر پنجاب کے مختلف اضلاع میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی گئی، اعداد و شمار mischief اور شرارت پر مبنی تھے جن کو میں challenge کرتا ہوں کہ وہ اعداد و شمار ٹھیک نہیں جن کے اندر per capita expenditure کئی کئی اضلاع میں دکھایا گیا تھا۔ دوسرا جو میں نے دیکھا ہے کہ یہ رواج پڑ گیا ہے کہ تنقید برائے تنقید کی جاتی ہے اور اس میں سے facts and figures چُن کر پیش کئے جاتے ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس pro poor budget کے اندر۔۔۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: Order please, Order in the House کامران مائیکل صاحب! شیخ صاحب کو لے کر آئیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: اس pro poor budget کے اندر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بہت سی حکومتوں نے غریبوں کے نعرے تو لگائے لیکن غریبوں کے لئے عملی قدم نہ اُٹھا سکے اور اگر اعلان بھی کیا گیا تو اس پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ اس موجودہ حکومت نے اور موجودہ بجٹ کے اندر جو pro poor اقدام اٹھائے گئے ان کے اندر سستی روٹی، دانش سکول، Youth Education Endowment Fund، Employment Endowment Fund، ہسپتالوں میں فری ادویات، ملازمین کے لئے pay raise and medical allowances, free Dialysis اور ramzan package اور اس کے علاوہ کئی اور اصلاحات اور اقدامات موجود ہیں۔ سستی روٹی پر بہت تنقید ہوئی، بہت لوگوں نے اس کو تنقید کا نشانہ بنایا لیکن مجھے اس کے اندر اس spirit کے اندر اس concept کے اندر کوئی نقص نظر نہیں آتا ماسوائے اس کے کہ یہ ایک pro poor scheme ہے، ہاں! ممکن ہے کہ اس کی implementation کے اندر کچھ نقائص موجود ہوں، کچھ کمزوریاں

ہوں ان کو وقت کے ساتھ ساتھ دور کیا جا رہا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگر اس سستی روٹی کو سستے لنگر کے اندر change کر دیا جائے تو غریبوں کے لئے زیادہ بہتر ہو گا تا کہ ان کو صرف روٹی نہیں بلکہ دال روٹی مل سکے۔

جناب سپیکر! دانش سکول کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ پہلے یہ تنقید تھی کہ غریبوں کے بچوں کو اچھی تعلیم نہیں دی جاتی، پہلے یہ تنقید تھی کہ ایچی سن کالج میں، بیکن ہاؤس میں امریکن سکول میں بڑے بڑے امیروں کے بچے پڑھتے ہیں، ان کو سہولیات میسر ہیں، وہ ائر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور غریبوں کے بچے ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ آج اگر اس حکومت نے بجٹ کے اندر دانش سکول کے لئے پیسا رکھا ہے تو وہ غریبوں کے بچوں کی پڑھائی کے لئے ہے اور اسی معیار پر جو ایچی سن کالج ،بیکن ہاؤس یا امریکن سکول کا ہے تو پھر انہیں دانش سکول پر کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ اگر غریب بچوں کو ایک موقع دیا جا رہا ہے کہ وہ بھی امراء کے بچوں کی طرح سہولیات حاصل کر سکیں اور جگہ کی سلیکشن دیکھئے جہاں آج تک کسی نے دھیان نہیں دیا ان اضلاع کے اندر ان کو شروع کیا گیا، آج لاہور اور بڑے بڑے ضلعوں سے یہ تنقید اٹھائی گئی، گورنمنٹ کو تنقید کا سامنا کرنا پڑا کہ یہاں پر کیوں نہیں بنائے گئے کیونکہ وہاں poverty زیادہ تھی اس لئے وہاں پر بنائے گئے اور اس کے ساتھ ہی باقی جو چیزیں، جو pro poor schemes بجٹ کے اندر شامل کی گئی ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر بات کروں گا کہ کچھ departments نے بجٹ سے زیادہ پیسے خرچ کئے اور اس کو supplementary budget کی صورت میں لایا گیا، میرے اندازے کے مطابق، میری سوچ کے مطابق جو اسمبلی نے بجٹ پاس کیا اس سے بغیر اجازت لئے ہوئے surplus بجٹ خرچ کرنا اسمبلی کا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ میں پہلے بھی یہ کہتا آیا ہوں کہ supplementary budget کی روایات کو ختم ہونا چاہئے۔ جو سالہا سال سے ہمارے ملک کے اندر شروع ہیں۔ آپ دیکھیں کہ برطانیہ کے وزیر اعظم کو excess خرچ کرنے کے لئے استعفیٰ دینا پڑا۔ ہمارے ہاں بھی یہ روایت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! رانا صاحب کی بات ذرا غور سے سُنیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: ایسا طریقہ اپنایا جائے کہ supplementary budget کا موقع نہیں آنا چاہئے اور اس کے لئے ایک ہی طریقہ ہے کہ اسمبلی کو empower کیا جائے اور اسمبلی کو empower کرنے کے لئے ان کی Standing Committees کو empower کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کرکے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

MR SPEAKER: Sheikh Sahib! Welcome back.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جتنا بھی departments کا excess and surrender ہے وہ اسمبلی میں Standing Committee کی منظوری سے آنا چاہئے تاکہ کل یہ بات نہ ہو کہ اسمبلی کی منظوری کے بغیر surplus budget خرچ کر دیا گیا ہے۔ پچھلی دفعہ بھی یہ کہا گیا تھا لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا اور یہ pre-budget میں بھی تجاویز دی گئی تھیں اور بہت سارے دوستوں نے اس سے اکتفا کیا تھا لیکن اس کو عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جمہوریت کے ادوار کے اندر ہم اسمبلیوں کو empower کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں، ہم Standing Committees کو empower کرنے سے کیوں گھبراتے ہیں، یہ میری سمجھ سے بالاتر ہے؟ اگر ہم واقعی ہی جمہوریت کے سچے دعویدار ہیں تو اس کے لئے ہمیں فوراً بندوبست کرنا پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی پولیس، جیل اور ایڈمنسٹریشن اور جسٹس کے لئے پیسا پہلے بجٹ سے زیادہ خرچ کیا گیا اس دفعہ بھی ان کے لئے زیادہ پیسا رکھا گیا۔ میں یہ چاہوں گا کہ پولیس، جیل اور ایڈمنسٹریشن اور جسٹس کے لئے کم سے کم خرچ کیا جائے اور ان کے اخراجات کو کم کیا جائے اور ان کے اخراجات کو کم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان پر بوجھ کو کم کیا جائے اور پولیس کے مقدموں کو کم کیا جائے، جیل میں قیدیوں کو کم کیا جائے، عدالتوں کے اندر مقدمات میں کمی ہونی چاہئے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پنچایت سسٹم لایا جائے اس کے ذریعے جتنے بھی مقدمات ہیں، جتنے بھی جھگڑے ہیں وہ حل کئے جائیں، اگر یہ پولیس کے پاس نہ جائیں تو پولیس کا وزن آدھے سے زیادہ کم ہو جائے گا اور اسی طرح جیل خانہ جات پر اور عدالتوں پر بھی بوجھ کم ہو گا اور ان کا خرچہ کم کرنے میں ہمیں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں، پچھلی دفعہ بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ کچھ ادارے مثلاً گورنر ہاؤس، سٹیٹ گیسٹ ہاؤس، سی ایس ایس اکیڈمی، نیپا جیسے ادارے جو مال روڈ کی قیمتی

زمینوں پر موجود ہیں ان کو شہر سے باہر بھیجا جا سکتا ہے اور کم قیمت والی زمین پر بنایا جا سکتا ہے اور یہ زمین جو ہے یہ دفتروں اور سرکاری افسران کی رہائش گاہ کے لئے استعمال کی جانی چاہئے کیونکہ آپ بجٹ میں دیکھیں تو دفاتر اور سرکاری افسران کے کرایوں کی مد میں کروڑوں، اربوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور اگر یہ زمین فارغ ہو جائے تو یہاں سے یہ ادارے شہر سے باہر منتقل ہو جائیں کیونکہ ان اداروں کے اندر کوئی غریب آدمی نہیں جاتا، بڑی بڑی گاڑیوں والے جاتے ہیں تو وہ شہر سے دس کلو میٹر باہر بھی جا سکتے ہیں۔ یہ زمین جب سرکاری دفاتر اور سرکاری افسران کے لئے استعمال ہو گی تو ان کے کرایوں کی مد میں ہمارا جو خرچہ ہو رہا ہے وہ رقم کسی بہتر فلاح و بہبود کے لئے استعمال کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد General Administration کے اندر budget میں District Public Safety Commission اور Punjab Local Election Authority کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں جبکہ Public Safety Commission جب سے یہ لاگو ہوئی ہے PLG Act 2001 کے تحت وہ functional نہیں رہی، وہ functional نہیں ہوئی اور اب تو ان کے دفاتر بھی بند پڑے ہیں۔ پنجاب لوکل الیکشن اتھارٹی کا وجود بھی 2001 میں ختم ہو گیا تھا اب اتنے سال اس کے اندر پیسے رکھنے کا مطلب میری سمجھ سے باہر ہے کہ جب قانون کے مطابق وہ ادارے exist ہی نہیں کر رہے، جب pre-budget سیمینار کیا گیا تو امید کی ایک کرن پیدا ہوئی تھی کہ اب بجٹ کے اندر عوام کے نمائندوں کی تجاویز کو خاطر میں لایا جائے گا لیکن افسوس کہ اس pre-budget کا خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ جو تجاویز دی گئی تھیں وہ معلوم نہیں کہاں چلی گئیں، کہاں پھینک دی گئیں؟ وہ تجاویز بجٹ کے اندر شامل نہیں ہوئیں۔ اگر تو pre-budget session ضروری کرنا ہے تو خدارا اس پر قوم کا اتنا زیادہ خرچ ہوتا ہے تو اس سے کوئی فائدہ اٹھانے کی بھی کوشش کی جائے۔ بجٹ کے اندر ان کی تجاویز کو شامل بھی کیجئے۔ ہم جب کسی کو کوئی رقم دیتے ہیں تو اس سے یہ توقع کرتے ہیں کہ اس سے وہ کوئی نتیجہ حاصل کرے گا۔ محکموں کے لئے کوئی target مقرر نہیں کیا گیا کہ جتنی رقم ان کو دی گئی ہے وہ اس کے عوض حکومت کو یا عوام کو کیا دیں گے، کیا achieve کریں گے، جب تک target نہیں رکھیں گے تو یہ رقم ضائع ہوتی رہے گی اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے لئے ایک سسٹم بنائیں کہ آپ جتنی رقم دیتے ہیں اس کے لئے ہر محکمے کا ہدف مقرر کریں تاکہ اگلا سال ختم ہونے سے پہلے اس محکمے کی جواب طلبی

کی جا سکے کیونکہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ محکموں کو جو رقم دی جاتی ہے اس میں سے آدھی بھی خرچ نہیں کر سکتے اور اس طرح سے رقم کا ضیاع ہو جاتا ہے اگر target مقرر کئے گئے ہوں تو میرے خیال میں اس میں بہتری آجائے گی۔ اسی طرح اگر General Revenue Receipt کو دیکھا جائے تو 10-2009 میں 49647 ملین روپے اور revised estimate میں 36841 ملین روپے رکھے گئے اور اب 11-2010 میں 91578 کا ہدف رکھا گیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اسی طریقے سے محکموں کی وصولی کی جو empowerment ہے یا ان کی جو capacity ہے وہ بھی بڑھائی جائے گی تاکہ یہ رقم جو اتنی زیادہ رکھی گئی ہے اس سے اس کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جو رقم بجٹ کے اندر رکھ دی جاتی ہے اس بات کی ضمانت ہونی چاہئے کہ اس سے لوگوں کی فلاح و بہبود ہو سکے۔ اس کے لئے financial discipline کا ہونا بہت ضروری ہے، ایڈمنسٹریشن اور good governance کا بہتر ہونا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ دیکھا یہ گیا ہے کہ اگر ایک پراجیکٹ کے لئے ایک لاکھ روپے رکھے جاتے ہیں تو اس میں سے پچاس ہزار بھی خرچ نہیں کر پاتے اس لئے ہمارے سسٹم کے اندر اصلاحات کی ضرورت ہے تاکہ سسٹم میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی آسکے اور بجٹ میں جو رقم لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے رکھی جاتی ہے اس سے صد فیصد استفادہ کیا جا سکے، اس سے استفادہ کرنے کے لئے میں ایک دفعہ پھر stress کروں گا کہ financial discipline بہتر کیا جائے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیوں کو فعال کیا جائے اور ان کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ان کے مالی معاملات کو چیک کر سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: خیریت تو ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! بالکل خیریت ہے۔ بہت شکریہ۔ ایک تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انگلینڈ سے والتھم فارسٹ کے سابق میئر کونسلر لیاقت علی یہاں پر موجود ہیں میں اپنے معزز

ممبران کو یہ بتانا چاہوں گا کہ کس طرح ہمارے پاکستانی اپنے ملک کا نام روشن کر رہے ہیں اس لئے یہ ہمارے بہت بڑےstarہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایک ایم این اے کشمالہ طارق کا اخبارات میں ایک بیان چھپا ہے جس میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ خودکشی کرنے والے کے خون کا مقدمہ اراکین اسمبلی پر درج کیا جائے۔اس مسئلے پر یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر خودکشی کے جو مسئلے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ یہ بات چھوڑ دیں۔اس کو لکھ پڑھ کر لائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا!میں ان کے بیان پر احتجاج کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی کرتا ہوں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: آپ مجھے پہلے بات کرنے دیں، یہ کیا بدتمیزی ہے؟

جناب سپیکر: آپ ان کوaddressنہ کریں، آپ میری توسط سے بات کریں۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا!یہ بدتمیزی ہے۔میں بات کر رہا ہوں اور یہinterruptکر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آپ تشریف رکھیں، مجھے ان کی بات سننے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا!کیا یہpoint of order validہے؟

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: آپ تشریف رکھیں۔Sit down please.

جناب سپیکر: آپ ان سے بات نہ کریں پلیز۔ڈاکٹر صاحب آپ میری بات سنیں۔۔۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا!یہ بھی کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔Address me, address me.بات یہ ہے کہ آپ لکھ پڑھ کر کوئی چیز لے کر آئیں، اس وقت آپ کو پتا ہے کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! یہ تمام ممبران کے استحقاق کا معاملہ ہے۔ میرا یہ مطالبہ ہے[**************](قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف احتجاجاً اپنی نشستوں سے کھڑی ہو گئیں)

جناب سپیکر: آپ نے غلط بات کی ہے۔ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ جو الفاظ انہوں نے کہے ہیں ان کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! انہوں نے غلط بات کی ہے۔ سب کی عزت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے وہ الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میڈیا دیکھ رہا ہے، ہم لوگوں کو کیا message بھجوا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میں نے ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہیں بننے دیا۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: جناب والا! میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہیں کئے۔

محترمہ سیمل کامران: کیا یہی الفاظ آپ اپنی بہن کے لئے استعمال کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں، ایسی بات نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے ان کے الفاظ حذف کروا دیئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ میری بات سن لیں، میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں آپ سے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: سن لینے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میری گزارش صرف یہ ہے کہ آج جو رویہ میرے ساتھ اختیار کیا ہے، آج جب آپ سونے کے لئے جائیں گے، آرام کریں گے اور سگریٹ کا ایک لمبا کش لگائیں گے تو یہ سوچئے گا کہ کیا آج آپ نے میرے ساتھ انصاف کیا ہے؟ آپ کا اپنا فیصلہ تھا اور میں تاریخی بات کر رہا ہوں کہ میرے 19 ساتھیوں نے جن میں سے 9 خواتین بھی ہیں جنہوں نے مجھے اپنا ٹائم دیا ہے۔ میں اتنا بُرا آدمی ہوں کہ میرے 19 ساتھیوں نے مجھے اپنا ٹائم دیا اور صرف ان کو تکلیف ہے اور میری کسی کو تکلیف نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! آج آپ نے ضرور سوچنا ہے، آپ نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ جناب! میرا جو حق تھا آپ نے مجھے وہ بھی نہیں دیا۔ رات کو کش لگا کر سوچئے گا۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں کائرہ صاحب کو کس بات پر مبارکباد پیش کروں؟ میں روایتی الفاظ کہہ دیتی ہوں کہ کائرہ صاحب آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے تیسری مرتبہ جھوٹ کا پلندہ اسمبلی میں پیش کر دیا ہے۔ جس طرح 10-2009 میں جھوٹ بولا گیا تھا بالکل اسی طرح 11-2010 میں بھی بولا گیا ہے تو کیا فائدہ کہ میں جھوٹ کے پلندے پر اتنی discussion کروں بلکہ میں (ن) لیگ اور پیپلز پارٹی کے ممبران سے درخواست کرتی ہوں کہ براہ مہربانی ہم جنوبی پنجاب کا صوبہ الگ کر کے ایک نیا بجٹ تیار کیوں نہ کریں؟ میری جماعت کا یہ مؤقف ہے اور ہم نے قرارداد بھی جمع کروائی ہوئی ہے۔ میں اپنے تمام معزز اراکین اسمبلی اور خاص طور پر لیہ، ملتان، بہاولپور، خانیوال، بھکر، ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے لوگوں سے استدعا کرتی ہوں کہ میرا ساتھ دو اور آج ہم جنوبی پنجاب کے لئے تحریک شروع کر دیں تاکہ ہم سچ کا بجٹ لے کر آئیں۔ ہم جھوٹ کے بجٹ کو کتنا عرصہ برداشت کریں گے لیکن اس کے باوجود میں تھوڑا سا یہ بتاتی چلوں کہ آج پنجاب کی good governance کا یہ حال ہے کہ ہمارا صوبہ financially collapse کر چکا ہے، 90- ارب روپے کا مقروض ہو چکا ہے اور administratively collapse ہو چکا ہے۔ میرے پاس ان کی تفصیل موجود ہے لیکن چونکہ وقت بہت

کم ہے اس لئے میں پنجاب حکومت کی کالی کارستانیاں ایک ایک لائن میں بیان کر دیتی ہوں-انہوں نے ٹیکسوں کی مد میں پچھلی مرتبہ کہا تھا کہ ہم revenue generate کریں گے لیکن اس revenue میں 26-ارب روپے کا نقصان ہوا ہے-اس نقصان کا کون monitor ہے، کیا اسے کوئی monitor کر رہا ہے، اس چیز کا کوئی ذمہ دار ہے، کوئی پوچھ گچھ کرنے والا ہے اور پنجاب کا کوئی والی وارث ہے؟ نہیں ہے-

جناب سپیکر! ایجوکیشن اور ہیلتھ کے لئے کیا بجٹ مختص کیا جا رہا ہے؟ اگر پرانا ریکارڈ دیکھیں تو 09-2008 کی بجٹ تقریر میں کہا گیا تھا کہ رقم مختص کی گئی ہے-اگر اس سال کا موازنہ موجودہ سال سے کیا جائے تو کم رقم مختص کی گئی ہے-ہر ملک میں ایجوکیشن اس کی ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے-آپ پنجاب حکومت کی ایجوکیشن میں دلچسپی دیکھیں کہ آج تک ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی وزیر ہی نہیں بنایا گیا- مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے پاس صرف اور صرف اضافی چارج ہے- اس طرح کا چارج جس طرح ہمارے لاہور کے کمشنر کو رنگ روڈ کا چارج دیا گیا ہے، وہ رنگ روڈ کے پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں اور لاہور کے کمشنر ہونے کا ان کے پاس اضافی چارج ہے---

جناب سپیکر! مجھے آپ کی توجہ چاہئے، ٹائم note کیا جائے-

جناب سپیکر: جی، محترمہ! .Carry on

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! پانچ مرلہ سکیم کہاں چلی گئی ہے، اس کے لئے جو رقم مختص کی گئی تھی وہ کہاں گئی ہے؟ آج یہ کہا جا رہا ہے کہ کچی آبادیوں میں کثیر المنزلہ اپارٹمنٹس تعمیر کرنے کے لئے اس بجٹ میں ایک ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے-کیا آپ کچی آبادی میں رہنے والوں کو بھی مار دینا چاہتے ہیں؟ آپ نے ان سے روٹی چھین لی ہوئی ہے اب ان سے چھت بھی چھین رہے ہیں-اب تو چھیننے کے لئے ان کے تن کے کپڑے رہ گئے ہیں، اب وہ بھی اتروالیں-میں پھر وہی بات کروں گی کہ ہم جنوبی پنجاب کے لئے سوچ لیں تاکہ ہم ادھر کا بجٹ لا کر اپنی اسمبلی میں پیش کریں-میرا تعلق تو قصور سے ہے لیکن میں جنوبی پنجاب کے بہن بھائیوں سے ہمدردی رکھتی ہوں اور مجھے ان کی محرومیوں کا احساس ہے-میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اپنے حق کے لئے آواز اٹھائی ہے، میں ان کے ساتھ ہوں، میری جماعت ان کے ساتھ ہے اور میں یہاں بیٹھے ہوئے ممبران سے بھی درخواست کرتی ہوں کہ اٹھیں اور ہمارا ساتھ دیں-

جناب سپیکر! میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بھی تھوڑی سی بات آپ کی نظروں سے گزارتی چلوں کہ پولیس کے لئے جو 60-ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے آپ یہ بتایئے کہ کس پولیس کے لئے؟ کچھ عرصہ قبل جناح ہسپتال میں چار لڑکے آئے ہیں۔ اس سے ایک دن پہلے آئی جی پنجاب کیبنٹ میٹنگ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہہ رہے ہیں کہ All is well لیکن all is not well چار بندے آکر ہمارے پانچ بے گناہ لوگوں کو مار کر چلے گئے ہیں-پانچ سو خاندان کا مسئلہ ہے۔ دہشتگردی میں جو پانچ سو خاندان مرے ہیں ان کا کون ذمہ دار ہے؟ ایک دن میں مصری شاہ اور ماڈل ٹاؤن میں جو واقعات ہوئے ہیں ان میں سو سے زائد بندے ہلاک ہوئے ہیں، ان کا کون ذمہ دار ہے؟ اس پولیس کے لئے 60-ارب روپیہ مختص کیا جارہا ہے-ایف آئی آر کس پر کٹوائی جائے؟ لوگ تو ایف آئی آر کٹوانے کے لئے رورہے ہیں اور ترس رہے ہیں لیکن پولیس ان سے پیسا مانگتی ہے-میرے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ 89 ہزار شہریوں نے پولیس زیادتیوں کے خلاف عدالتوں سے رجوع کیا ہے- میرے پاس عدالتوں کی وہ کاپیاں بھی موجود ہیں اسی لئے ان کا فنڈ بڑھایا جارہا ہے؟ یہ بات on record ہے کہ 65 ہزار شہریوں نے شکایت کی ہے کہ پولیس رشوت لئے بغیر ان کی ایف آئی آر نہیں کاٹتی کیا اسی لئے ان کا فنڈ بڑھایا جارہا ہے؟ ساڑھے سات ہزار شہریوں کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہے- سی سی پی او صاحب نے ایک انگریزی جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ "دیگر تین صوبوں کی نسبت پنجاب میں سوشل جرائم زیادہ ہے- یہ سی سی پی او کے الفاظ ہیں اسی لئے بجٹ بڑھایا جارہا ہے؟ 31 ٹاسک فورس کا کون ذمہ دار ہے؟ 31 ٹاسک فورس کو جو پیسا دیا جارہا ہے، جو گاڑیاں دی جارہی ہیں، جو عملہ دیا جارہا ہے کیا یہ سب آج ہمارا صوبہ برداشت کر سکتا ہے؟ قبضہ گروپ کے خلاف ٹاسک فورس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ صاحب خود ہیں۔ انہوں نے کتنا قبضہ ختم کروایا ہے، کیا قبضے ختم ہو گئے ہیں؟ جی، نہیں۔ یہ اندھا قانون کب ختم ہو گا؟

جناب سپیکر: قانون اندھا ہوتا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں تعلیم کی طرف آنا چاہتی ہوں کہ 09-2008 میں 30-ارب 13 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے اور آج 11-2010 میں تعلیم کے لئے 23-ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں-کیا اتنا بجٹ کافی ہے؟ تعلیم کے لئے تو 50-ارب روپیہ مختص کرنا چاہئے تھا- سستی روٹی پر تو پیسے پر پیسا، پیسے پر پیسا جھونکا جارہا ہے-گندم پر 13-ارب روپیہ سبسڈی دی

گئی ہے، 5-ارب روپے سستی روٹی پر سبسڈی دی گئی ہے اور 2-ارب روپے کا پیکیج بنایا گیا ہے- اگر یہ سب ملائیں تو 20-ارب روپے بنتے ہیں- اگر یہ 20-ارب روپیہ گندم پر سبسڈی دے دیتے تو سب گھروں میں آٹا آسانی سے خریدا جا سکتا تھا اور آج جو خودکشیوں کی ratio بڑھی ہوئی ہے وہ کم ہو جاتی اور ہم لوگوں کو بھکاری نہ بنائیں-پنجاب حکومت نے تو ہماری عوام کو بھکاری بنا دیا ہے اور اب لائنوں میں لگوانے کے لئے پیکیج شروع کروا دیا ہے اور لنگر خانے، واہ واہ! شہنشاہوں کے لئے لنگر خانے کھلوائے جا رہے ہیں-

شیخ علاؤالدین: کیا ابھی ان کے دس منٹ نہیں ہوئے؟

جناب سپیکر: انہیں بات کرنے دیں-

محترمہ ثمینہ خاور حیات: 77 فیصد لوگ غربت کی وجہ سے اپنی زندگیوں سے تنگ آئے ہوئے ہیں- آج ان کو یہ باتیں اس لئے بُری لگ رہی ہیں کہ یہ سچ پر مبنی باتیں ہیں-سچ سننا سیکھیں-میں تو سمجھتی تھی کہ صرف بجٹ پر بحث ہو گی لیکن میرے بھائی معزز رکن جناب کلو صاحب نے جو کل مثال قائم کی ہے- جب چودھری پرویز الہیٰ صاحب کا دور تھا تو میرے پاس اس دور کی ان کی تقاریر موجود ہیں جو انہوں نے floor of the House on the مشرف صاحب کے لئے قصیدے پیش کئے ہوئے ہیں، جو انہوں نے پرویز الہیٰ صاحب کے منت ترلے کر کے ڈویلپمنٹ فنڈ حاصل کئے ہوئے ہیں- اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں پڑھ کر سنا دوں اور ان کا منت ترلا بتا دوں جب یہ پرویز الہیٰ کے پیروں میں جا کر ڈویلپمنٹ فنڈ مانگتے تھے-کیا یہ وہ سب کچھ بھول گئے ہیں؟ یہ اپنے آپ کو banker کہتے ہیں-بنکوں میں ان کے ساتھ جو ہوا ہے آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں وہ بھی آپ کو بتاؤں- آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کے قصیدے پڑھ کر بتاؤں کہ یہ پرویز الہیٰ صاحب کے تلوے چاٹتے تھے-

جناب سپیکر: نہیں، آپ بجٹ کی طرف آئیں-

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے آپ اجازت دیجئے میں ان کے قصیدے پڑھ کر بتاؤں کہ یہ کس طرح چودھری پرویز الہیٰ کے تلوے چاٹتے تھے- یہ پرویز الہیٰ صاحب کے جوتوں میں بیٹھ کر

development funds مانگتے تھے۔ سارے اخبارات نے ان کو جتنا ذلیل کیا ہے وہ ثبوت ساری عوام کے سامنے ہیں۔ میں یہ پڑھ دیتی ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ کلو صاحب! کیا کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں وہ proceedings پڑھ رہی ہوں۔ اس میں لکھا ہے کہ "میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنرل پرویز مشرف کو کہ جنہوں نے شبانہ روز محنت سے پاکستان کی معیشت کو collapse ہونے سے بچایا اور معیشت کو نئے خطوط پر استوار کرنے کی جدوجہد شروع کی"۔ میرے ہاتھ میں یہ document ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ آگے بات کریں، اس کو چھوڑیں۔ آپ کا time ختم ہو رہا ہے لہذا wind up کر لیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ اس میں آگے لکھا ہوا ہے کہ "ہمارے وزیر خزانہ بھی قابل ستائش ہیں، میں ان کو بھی خراج تحسین پیش کروں گا"۔

MALIK MOHAMMAD WARIS KALLU: Mr. Speaker! I am on point of order.

جناب سپیکر: کلو صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ .No point of order بڑی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ کا time ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! وہ مجھ پر personal attack کر رہی ہیں۔ مجھے جواب تو دینے دیں۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: wind up ہو چکا، اب آپ تشریف رکھیں، بات ختم کریں۔ اب آپ کا time ختم ہو گیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! انہوں نے پانچ سال میں جو کچھ کیا ہے میں انہیں اس کا آئینہ دکھاتا ہوں۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! آپ کس طرح بول رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے آپ کو اجازت نہیں دی لہذا آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہی ہیں، غلط بات کر رہی ہیں۔ مجھ پر personal attack کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو point of order پر بات کرنے کی اجازت دوں گا، آپ کی بات سنوں گا لیکن ابھی آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ہمارے پاس ان کی تقریر ہے، یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے۔

(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اختلاف نے اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر تقریر کے کاغذات لہرائے اور شیم شیم کے نعرے لگائے)

MR. SPEAKER: Order please, Order please, Order please.

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہی ہیں۔ مجھے اجازت دیں کہ میں ان کی باتوں کا جواب دوں۔

جناب سپیکر: آپ اپنا اور میرا وقت برباد کر رہے ہیں۔ آپ سننے کی جرأت رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم نے اسمبلی کا ریکارڈ پیش کیا ہے آپ بے شک اس کو چیک کروالیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا time ختم ہو چکا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، کلو صاحب! اب آپ point of order پر بات کرلیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں اب بڑے آرام سے بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں، دیکھیں، یہ آپ کا ہاؤس ہے۔ آپ تمام میرے لئے بہت معزز ہیں لیکن اس کے ساتھ آپ نے مجھے یہاں پر بٹھایا ہے تو پھر میری بات بھی سن لیا کیجئے، خدا کا خوف کیا کیجئے۔ اس طرح سے مچھلی بازار بنانا مناسب نہیں ہے۔.I don't allow anybody

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں 2002 کے الیکشن میں پہلی دفعہ سیاست میں آیا۔ میں اس وقت تک بنک کا وائس پریذیڈنٹ تھا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ بنک سے dismiss ہونے کے بعد ادھر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: No cross talk آپ نے ایک point اٹھایا ہے تو اس کا جواب دینا ان کا حق بنتا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں 2002 میں مسلم لیگ (قائد اعظم) کے candidate کو پانچ ہزار روؤٹوں سے ہرا کر اسمبلی میں پہنچا۔ یہ خوشاب والے گواہ ہیں۔ اس وقت چودھری پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت حسین صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ اس آمریت کو جمہوریت میں بدلنے کے لئے اس کارواں میں آپ ہمارا ساتھ دیں۔ میں ابھی immature تھا۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ جھوٹ بول رہا ہے، یہ جھوٹ بول رہا ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ نے بات کر لی ہے، اب تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: میری بات سنیں، میں جیت کر ان کے ساتھ آیا لیکن میں حلف کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ جتنی بھی قرار دادیں اسمبلی میں دیتے رہے ہیں میں نے کبھی ان کو ووٹ نہیں دیا۔

جناب سپیکر: شاباش۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

ملک محمد وارث کلو: میں پہلے آزاد منتخب ہو کر آیا تھا اور مسلم لیگ (قائد اعظم) میں شامل ہوا تھا لیکن اب میں جیت کر مسلم لیگ (ن) میں شامل ہوا ہوں۔ انھوں نے پچھلے پانچ سال تک جو ایسٹ انڈیا کمپنی چلائی ہے میں نے اس کے بارے میں انہیں آئینہ دکھایا ہے۔

جناب سپیکر: کلو صاحب! تشریف رکھیں۔ یہاں بے شمار channels ہیں آپ وہاں جا کر یہ ساری باتیں کر لیں۔ یہ اسمبلی کا وقت ہے، اسے ضائع نہ کریں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ان کے دور میں کرپشن 500 فیصد نہیں بلکہ 1000 فیصد تک بڑھی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو داد دیتا ہوں کہ جن کی transparency rating کو international اداروں نے بھی سراہا ہے۔ اب میں نے ان کو آئینہ دکھایا ہے تو یہ ناراض کیوں ہوتے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا ریکارڈ ہے اگر یہ اس سے اتفاق نہیں کرتے تو اسے challenge کر دیں۔ اس کے خلاف تحریک استحقاق لے آئیں۔

ملک محمد وارث کلو: اب آپ کو آئینہ دکھایا ہے تو ناراض کیوں ہوتے ہو؟

جناب سپیکر: کلو صاحب! بات سنیں۔ بہت ہو گیا، اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کی proceeding ان کو دے دیں۔ یہ اس کو دیکھیں۔ یہ ساری باتیں انہوں نے خود کی ہیں۔ انہوں نے خود جنرل پرویز مشرف کی تعریفیں کی ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے کاغذات لہرا کر دکھائے)

جناب سپیکر: اگر آپ نے یہ دیناہی ہے تو مجھے دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کلو صاحب اسمبلی کے ریکارڈ کو challenge کریں اور تحریک استحقاق لے کر آئیں۔ اگر ہماری ممبر نے غلط بیانی کی ہو گی تو ہم اس اپنی ممبر کے خلاف کلو صاحب کے ساتھ ہوں گے۔ یہ اسمبلی کا official record quote کیا گیا ہے۔ کلو صاحب اس حوالے سے ہماری ممبر کے خلاف Privilege Motion لے آئیں کہ اس نے غلط پڑھا ہے۔ ہم کلو صاحب کے ساتھ ہوں گے۔

ملک محمد وارث کلو: میں Privilege Motion کیوں لاؤں؟ میں نے تو پوری ذمہ داری کے ساتھ اس کی تردید کر دی ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار نے

"جو مشرف کا یار ہے وہ غدار ہے، غدار ہے" کی نعرہ بازی کی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ تشریف رکھیں، خاموشی اختیار کریں، کلو صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! بات سنیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔ کیا یہ floor صرف آپ کے لئے ہے؟ جناب خلیل طاہر سندھو!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر تقریر کرنے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔ میں نے اپنی اپوزیشن کی بہنوں، بھائیوں اور قائد حزب اختلاف کے متضاد خیالات کو سنا۔ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہوں لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی کہ جب pre-budget seminar تھا تو اس وقت بھی قائد حزب اختلاف نے ایک خوبصورت سی تقریر کرنے کی کوشش اور کاوش کی تھی لیکن عملی طور پر انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے white paper چھاپا ہے، white paper چھاپنے کا اس کو حق ہوتا ہے کہ جس کا اپنا دامن، دل اور ضمیر صاف ہو۔ میں کہوں گا کہ:

اکثر دھوکا دے جاندے نیں شکلوں ویکھے جاچے لوگ
تے سانوں آکے راہواں دسن، اپنے گھروں گواچے لوگ

جناب سپیکر! آج یہ جو فضاؤں سے بارود کی بُو آتی ہے یہ انہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ میں سب سے پہلے ایسے لوگوں کا کچا چٹھا کھولوں گا جو ہمیشہ خاکی کندھوں پر بیٹھ کر آتے ہیں۔ اب وہ پھر کوشش کر رہے ہیں کہ خاکی کندھوں پر بیٹھیں لیکن اب ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو گی۔

جناب سپیکر! میں ان کے سیاسی مرشد کا ذکر کروں گا کہ وہ کون ہے؟ ان کا رواج یہ ہے کہ یہ مردہ جرنیلوں کے ساتھ نہیں چلتے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Please, order in the House کیا کرتے ہیں آپ؟ ان کو اپنی تقریر کرنے دیں۔ .No
No cross talk.

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! یہ زندہ جرنیلوں کا ساتھ دینے والے لوگ اور سیاسی طور پر مردہ جرنیلوں کی مخالفت کرنے والے لوگ آج کس

منہ سے بات کرتے ہیں؟ جس آمر نے 12- اکتوبر1999 کو ترقی کے سفر کو روکا وہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر297 پر لکھتا ہے کہ "ہم نے کل 689 افراد پکڑے جن میں سے ہم نے 359 افراد کو امریکہ کے حوالے کر دیا اور ہم نے اس کی سی آئی اے سے رقم وصول کی۔" یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟ میرے ان بھائیوں اور بہنوں کو آج بھی توبہ کرنی چاہئے اور انہیں اس بات پر شرم آنی چاہئے۔ میں نے آج تک سنا تھا کہ لوگ دل کا bypass کرواتے ہیں، میں نے یہ پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ اپوزیشن کے لوگوں نے اپنے ضمیر کا bypass کروا رکھا ہے اور ان کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ یہاں پر میری بہن ثمینہ خاور حیات نے بات کی کہ ان کو جنوبی پنجاب سے بڑی ہمدردی ہے میں ان کی ہمدردی کا ایک زندہ ثبوت آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ میرا نام لے کر کیوں بات کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! میں آج کے بعد کبھی ان کا نام نہیں لوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جنوبی پنجاب سے محبت کرنے والے نام نہاد دعویداروں نے وہاں سے صرف ایک خاتون کو نمائندگی دی ہے اور یہاں یہ ہر وقت جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ میں ابھی جنوبی پنجاب کے بارے میں بات کروں گا لیکن اس سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ:

اکھراں وچ ہنیری چلے
تے سوچاں وچوں لہو پیا ڈلے
تیرے تاج محل نئیں رہنے
بھاویں سڑ جان ساڈے کُلے
تیرا بوٹا مڈھوں پُٹنا
نویں رُت دے پھلے بُلے

جناب سپیکر! یہ سستی روٹی سکیم کی مخالفت کرتے ہیں یہ غریبوں سے ان کا نوالہ چھیننا چاہتے ہیں۔ روزِ قیامت بھی یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے کسی بھوکے کو روٹی دی، کیا کسی ننگے کو کپڑا دیا، کیا کسی پیاسے کو پانی دیا؟ (قطع کلامیاں)

آج ان کو جنوبی پنجاب سے بڑی ہمدردی ہے۔ میں ان سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس 2003-04, 2004-05, 2005-06 کے ان کے بجٹ کی final statement ہے، انہوں نے بالترتیب 7.10 بلین، 9.46 بلین روپے اور 11.79 بلین روپے کا بجٹ دیا لیکن ہمارے تین سالوں کا حال دیکھیں، 2008-09 میں 25.70 بلین، 2009-10 میں 41.88 بلین اور 2010-11 میں 52۔ارب روپے کا بجٹ دیا گیا۔ جب کوئی آسمان کی طرف تھوکتا ہے تو وہ تھوک اس کے اپنے منہ پر گرتی ہے۔ میں نے ابھی ان کے اور بہت سارے کچے چٹھے آپ کے سامنے رکھنے ہیں لیکن میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا۔ حکومت کرنے والے حاکم نہیں ہوتے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امین ہوتے ہیں اور انہوں نے اس امانت میں خیانت کی ہے۔

جس دَور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اُس عہد کے سلطان سے کچھ بھول ہوئی ہے

جناب سپیکر! میرے پاس وہ لسٹ ہے جس میں انہوں نے اڑھائی، اڑھائی لاکھ روپے میں 350 prosecutors کی سیٹیں بیچیں، ان لوگوں نے ساٹھ ساٹھ ہزار روپے میں ایک ایک سپاہی کی سیٹ بیچی اور اب یہ کس منہ سے بات کرتے ہیں؟ یہ پنجاب کی ترقی کے ہمارے خواب کو کبھی نہیں روک سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk. No cross talk. جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! میں نے بڑے غور سے ان کی باتیں سنیں تاکہ میں ان سے کچھ سیکھ سکوں۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ کہاں سے ان کا ایجنڈا لے کر آتے ہیں اور یہ جس طرح سے ریٹائرڈ ملازمین کو رکھ کر ان سے سیکھ کر آتے ہیں اور وہ جس طرح سے بتاتے ہیں وہ یہاں پر آ کر بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اس کو دیکھتے بھی نہیں ہیں۔ میں یہ

بات کہنا چاہتا ہوں اور مجھے اس بات پر آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ آپ بھی ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرے پاس یہ document ان سب کا منہ چڑا رہا ہے۔ 5۔دسمبر 1948 کو سر رابرٹ نے رحیم یار خان میں مزارعین کے ساتھ ایک معاہدہ کیا تھا کہ یہ زمین مزارعین کے پاس رہے گی اور ابھی ان کو بڑی تکلیف بھی ہو گی کہ اس زمین کو کوڑیوں کے بھاؤ چودھری مونس الٰہی ولد چودھری پرویز الٰہی قوم جٹ سکنہ گلبرگ لاہور کے نام منتقل کیا گیا اس کے documents میں آپ کو پیش کر رہا ہوں۔ یہ ان مزارعین کا نوالہ بھی چھیننا چاہتے ہیں۔ ان کو اپنی اس بات پر شرم آنی چاہئے، یہ کس منہ سے یہ بات کرتے ہیں؟ اگر ہماری حکومت نے IT کی بات کی ہے، اگر ہماری حکومت نے کمپیوٹر دیئے ہیں اور اگر یہ جرم ہے تو ہم یہ جرم کریں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ معزز ممبر point of order پر ہیں۔ جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! پورے سال میں ایک ایسا موقع آتا ہے کہ اس اسمبلی کا جو بھی debater یا speaker جس subject پر بھی بات کرنا چاہے میں نے پچھلے چوبیس سال میں یہ رویہ نہیں دیکھا کہ Budget Speech میں کوئی interruption ہو یا ان کو disturb کیا جائے کیونکہ یہ واحد موقع ہے کہ جس میں ہر speaker کو یہ right ہے کہ وہ اس صوبہ کے بارے میں جو بھی محسوس کرتا ہے اور جو بھی بات کرنا چاہتا ہے وہ کرے لیکن جو سننے والے ہیں ان پر بھی یہ قدغن ہے کہ وہ آرام سے سنیں اور وہ جو بھی بات کرتا ہے اپنی باری پر اس کا جواب دیں۔ یہ کوئی رویہ نہیں ہے کہ اگر میں کھڑا ہوں تو خواہ مخواہ interrupt کیا جائے۔ جب میں غلط بات کر رہا ہوں کسی کو پسند نہیں آتی تو دوسرے کا یہ right بنتا ہے کہ جب وہ اپنی speech کرے یا اس کا کوئی دوست speech کرے تو وہ میری اس بات کا جواب دے۔ میں نے Budget Debate میں اس طریقے سے کبھی یہ رویہ نہیں دیکھا جس بات کا مجھے افسوس بھی ہے اور میں اپنے تمام معزز ممبران سے توقع کرتا ہوں کہ یہ جو Budget Speech ہے یہ سب سے اہم speech ہے جس میں آپ کے علاقوں کے ترقیاتی کام ہونے ہیں، آپ نے اگلے سال کے لئے پورے سال کا بجٹ پاس کرنا ہے لہٰذا نہایت انہماک سے اس پر غور بھی کیا جائے اور اس پر discuss بھی کیا جائے۔ اگر ہم اس کو non serious لیں گے تو ہمیں دیکھنے والے ہمارے رویوں کا اندازہ لگائیں گے۔ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ اگر Budget Speech میں کلو صاحب نے کوئی ایسی بات کی جو انہیں پسند نہیں کہ سرائیکی صوبہ

بنے اگر وہ اس پر بات کرتے ہیں تو یہ ان کا right ہے، اگر مجھے وہ بات پسند نہیں تو میں اپنی باری پر اس کو justify کروں گا تو مجھے توقع ہے کہ تمام معزز ممبران یہ speeches سنیں گے اور اپنی باری پر بہترین speech کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ اڑھائی منٹ اس میں سے نکال کر ان کو دینے ہیں۔ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! میں نوانی صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں۔ جب لوگ خاکی کندھوں پر بیٹھ کر آتے ہیں اور جو لوگ فوجیوں کے بوٹ پالش کرتے ہیں ان کے ہاتھ کالے نہیں ہوتے بلکہ ان کے چہرے کالے ہوتے ہیں اور پھر وہ اپنا چہرہ آئینے میں نہیں دیکھ سکتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: محترمہ! خدا کے لئے کچھ احساس کیجئے۔ آپ ہاؤس کی ایک معزز ممبر ہیں آپ کو اس چیز کا کچھ احساس ہونا چاہئے آپ کو دنیا دیکھ رہی ہے کہ آپ سب کیا کر رہے ہیں؟ جی، سندھو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو) جناب سپیکر! مجھے دکھ صرف اس بات کا ہے کہ جتنے غور سے میں نے انتہائی محترم چودھری ظہیر صاحب اور تمام بہن بھائیوں کی تقاریر سنی ہیں۔ یہ مجھے بار بار interrupt کر رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سچی باتوں پر غصہ آتا ہے لیکن اس طرح سے غصہ نہ نکالیں، دلائل کا جواب دلائل سے دیں۔

جناب سپیکر! NFC ایوارڈ کو دیکھیں اگر بلوچستان کے احساس محرومی کو دور کیا گیا ہے تو کیا یہ جرم ہے؟ اگر یہ جرم ہے تو خادم اعلیٰ پنجاب اور ہماری حکومت ایسے جرم ہمیشہ کرے گی۔ اگر غریبوں کو کتابیں دینا جرم ہے، سکولوں میں آئی ٹی لیب تیار کرانا جرم ہے، جنوبی پنجاب میں ہسپتال قائم کرانا جرم ہے اور ملتان ڈیرہ غازی خان میں کارڈیالوجی سنٹر قائم کرانا جرم ہے تو ایسے جرم ہم کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! ابھی کل کی بات دیکھیں میرے معزز بھائیوں اور بہنوں کو وہ باتیں یاد نہیں ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تنقید کرتے ہیں جن کی انھیں سمجھ بوجھ بھی نہیں ہوتی اور یہ تنقید کرتے ہیں۔ بین الاقوامی قانون ہے اور سٹیٹ بنک کا قانون ہے کہ جو بھی بنک کے ڈائریکٹر ہوتے ہیں ان کو

loan نہیں دیا جا سکتا۔ میں ہمیش خان کی بات نہیں کرتا کیونکہ اس کا کیس زیر سماعت ہے لیکن میں صرف اتنی بات کہتا ہوں کہ ڈائریکٹر کے لئے سارے اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے loan دیا گیا۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کا کارنامہ دیکھیں کہ کل 46 بچوں کو یورپ کے تعلیمی دورے پر بھیجا گیا ہے۔ ہمارے خادم اعلیٰ نے آتے ہی ایجوکیشن اور ہیلتھ میں ایمر جنسی نافذ کی اس کے علاوہ وہ سلامی جو ایک ملک کا سربراہ لیتا ہے وہ سلامی ان بچوں کو دلوائی جنھوں نے تعلیم کے میدان میں positions حاصل کیں۔

جناب سپیکر! آخر میں اِن چند اشعار کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کروں گا کہ جس طرح سے ان کی سازش ہے یہ سازش کامیاب نہیں ہو گی۔ ہم کیا چاہتے ہیں کہ:

بھوک چہروں کے لئے چاند سے پیارے بچے
بیچتے پھرتے ہیں ان سب کی وجہ سے گلیوں میں غبارے بچے
ان ہواؤں سے تو بارود کی بو آتی ہے
ان فضاؤں میں تو مر جائیں گے سارے بچے

ضروری ہے کہ انھیں کل کی ضمانت دی جائے
ورنہ سڑکوں پر نکل آئیں گے سارے بچے

بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک جملے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ حسب حال ایک شعر ہے کہ:

جھکنے والوں نے رفعتیں پائیں

ہمارے جیسے لوگ رہ گئے جو ہمیشہ خودی کو بلند کرتے رہے

بہت شکریہ

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب کے سروں سے آپ کی بات گزر گئی ہے۔ جی، رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر آؤں دو تین issues جنھوں نے اسمبلی کا زیادہ وقت لیا ہے ان میں سے ایک جنوبی پنجاب کا issue ہے اس سلسلے میں، میں آپ کے توسط سے ممبران کی توجہ اس امر کی طرف دلانا چاہوں گا کہ پاکستان میں پارلیمانی جمہوری نظام ہے اس کی چار اکائیاں ہیں اور قائداعظم محمد علی جناح نے جب پاکستان کا آئین اور پاکستان کی حکمرانی کو طے کیا تو یہ دیکھا کہ یہ چار صوبے، یہ چار بھائی آپس میں کس طریقے سے اپنی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے پاکستان کو آگے لے کر جائیں گے۔ بے شمار ملک ایسے ہیں جو پاکستان سے چھوٹے ہیں اور ان میں تیس تیس صوبے ہیں۔ ان ملکوں میں پارلیمانی نظام نہیں بلکہ صدارتی نظام ہے۔ ایوب خان نے اپنے دور میں جتنے ڈویژن تھے ان کو صوبے بنانے کی کوشش کی صرف اس لئے کی کہ صوبائی اکائیاں کمزور ہو جائیں اور مرکز مضبوط ہو جائے۔ جو لوگ آج پنجاب کے مزید صوبے بنانا چاہتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ صوبوں کو کمزور کرنے سے وہ مرکز کو مضبوط کریں گے اور مرکز پر جب کوئی ڈکٹیٹر آ کر بیٹھے گا تو یہ ٹوٹے ہوئے صوبے اس ڈکٹیٹر کو ہٹا نہیں سکیں گے اور یہ ملک ایک مختلف راستے پر چلا جائے گا۔ آپ دنیا کے حالات دیکھیں کہ یورپی ممالک معاشی طور پر اپنے آپ کو کمزور ہوتا ہوا دیکھتے ہوئے امریکہ کا مقابلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں، وہ ملک یورپی یونین بنا رہے ہیں، اگر آپ ایک غلط راہ پر چلے جائیں گے تو پھر آپ کو درست راہ پر آتے ہوئے برسوں لگ جائیں گے۔ یہ بہت اچھا لگتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنا حق مانگتا ہے کیونکہ جب وہ اپنا حق مانگتا ہے تو وہ پاکستان کی honourship کو claim کرتا ہے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ شمالی اور جنوبی تمام لوگوں نے اپنا حق مانگا ہے۔ میں آج کی حکومت کو اس بجٹ پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس نے ان کے حق کو تسلیم کیا، ان کے مطالبات کو تسلیم کیا اور زیادہ allocations کیں، ان

کے مطالبات کو مانا، ماضی کی غلطیوں کا اعتراف کیا اور اعتراف کر کے اپنے صوبہ پنجاب کو مضبوط کرنے کی ایک کوشش کی۔

جناب سپیکر! ایک سو ارب روپیہ فالتو آپ کو NFC ایوارڈ کی وجہ سے ملا ہے۔ میں آپ کے توسط سے ممبران کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ یہ ایک سو ارب روپیہ اگر نہ ہوتا تو پھر بھی آج ہم یہاں کھڑے ہو کر بجٹ پر تقریر کر رہے ہوتے اور پھر کیا حالات ہوتے، پھر پیسے کی کمی کہاں ہوتی۔ آج جن حالات کے اندر ہم بجٹ کو بنا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے سے بہتر حالات ہیں۔ ہم پہلے سے بہتری کی طرف جا رہے ہیں اور تمام شعبہ جات کے اندر بجٹ پہلے سے بڑھا ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے، میں ساری جمہوری قوتوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے تاریخی اتفاق کے ذریعے NFC ایوارڈ کا معاملہ طے کیا اور جو جمہوریت کو کمزور ہوتے دیکھنا چاہتے تھے آج وہ لوگ پریشان ہیں کہ جمہوریت تو مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جب دو بھائی اکٹھے رہتے ہیں اور وہ اتفاق سے رہتے ہیں تو لوگ ان کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب چار بھائی ایک گھر کے اندر اکٹھے رہتے ہیں تو لوگ ان سے ڈر کر دور سے گزرتے ہیں کہ یہ تو اکٹھے ہیں ان کو مت چھیڑو۔ اگر پاکستان کو مضبوط کرنا ہے تو ان چاروں بھائیوں کو جس طریقے سے NFC ایوارڈ میں اتفاق ہوا انھیں مل کر چلنا ہو گا۔ اگر صوبوں کو توڑا گیا تو ہم ٹوٹے ہوئے چھوٹے چھوٹے لوگ بن جائیں گے جس سے یہ ملک بھی کمزور ہو جائے گا۔ ہمارے دشمن آج ہمیں معاشی طور پر cripple کرنا چاہتے ہیں۔ کالاباغ ڈیم صرف پنجاب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ پاکستان کی ضرورت ہے اس پر ہندوستان نے رشوت دے کر لوگ خریدے ہوئے ہیں۔ یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ کالاباغ ڈیم کو روکنے والے لوگ آج ہمارے چار بھائیوں کے اندر اتفاق کی بجائے نفاق ڈالنے کے لئے پیسے خرچ کر رہے ہیں۔ ہم کیوں نہیں دیکھتے کہ ہمارے دشمن ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! بجٹ پر واپس آتے ہوئے میں اٹھارھویں ترمیم جو اتفاق رائے سے منظور ہوئی، تاخیر سے منظور ہوئی لیکن میں اسے جمہوریت کی مضبوطی کی طرف ایک اہم قدم سمجھتا ہوں اور جمہوری قوتوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ پچھلے سال Judiciary کی بحالی ایک اہم قدم تھا، انشاء اللہ ملک کی مضبوطی میں یہ بہت بڑا ستون بن کر سامنے آئے گا۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں

پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو جنھوں نے پہلی مرتبہ پنجاب کا hydel profit جو پن بجلی سے پیدا ہونے والی آمدن کا نفع تھا جس سے پنجاب کو محروم رکھا گیا تھا۔ اس hydel profit کو نہ صرف approve کروایا بلکہ پچھلے مالی سال میں 13۔ارب روپے اس مد میں پنجاب کو ملے اور انشاء اللہ آئندہ ہمیشہ کے لئے ملتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں تعلیم کو اولین ترجیح دی گئی۔ میں ممبران کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ تعلیم پر پچھلے ایک سال کے اندر پنجاب کے اندر بے شمار کمیٹیاں اور ٹاسک فورسز نے بہترین کام کیا۔ ہم نے اپنے ایجوکیشن بورڈز کو صحیح کیا، ہم نے اپنے ایجوکیشن بورڈز میں داخلے کے نظام، یہ جو آج جعلی ڈگریوں کی بات ہو رہی ہے تو ہم نے اس مسئلے کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے میٹرک میں داخل ہونے والے بچوں کے لئے (ب) فارم کی شرط رکھ دی ہے۔ آج ان کی تصدیق اور ان کے والدین کی تصدیق داخلہ فارموں کے ساتھ enter کر کے ہم نے نظام کی درستی کی طرف قدم بڑھایا ہے۔ آج سرکاری سکول جن میں لوگ اپنے بچوں کو بھیجنا نہیں چاہتے تھے آج اُن اداروں کو متحرک کیا گیا، آج ان کے top کرنے والے بچوں کو انعامات دیئے گئے، ان کے top کرنے والے بچوں کو بیرون ملک بھیجا گیا، سپورٹس کو فروغ دیا گیا اور آج میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری ایجوکیشن کے نظام کو متحرک کرنا اس حکومت کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ مزید فنڈز دینے، capacity building اور ٹیچرز ٹریننگ institutions بنانے پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ ایک تعلیم یافتہ قوم بنانے کی طرف یہ اہم قدم ہے جس پر ہمارے سب کے سر فخر سے بلند ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! غربت کا خاتمہ صرف تعلیم کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے۔ آج ہمیں اپنے ہسپتالوں کے دروازے بہتر علاج کے لئے کھولنے ہوں گے۔ جو 6۔ارب روپیہ ادویات کے لئے رکھا گیا ہے وہ اس لئے کہ غریبوں کو مفت ادویات ملیں۔ اسے میں بہت اچھا اقدام سمجھتا ہوں اور انشاء اللہ یہ ہمارے ملک اور لوگوں کی مشکلوں کو آسان کرنے کی طرف بہت بڑا قدم ہو گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ غریب کے لئے کیا ہوا؟ ایک بڑا بجٹ آنے سے 580۔ارب روپے لیکن جب یہ پیسا دکانداروں، کاشتکاروں، صنعتکاروں کے ہاتھ سے خرچ ہو کر جائے گا اور جب کاروبار کا پہیہ چلے گا تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس کا حصہ غریب تک بھی پہنچے گا۔ یہاں میں آپ کے توسط سے کائرہ صاحب سے کہنا چاہوں گا کہ ٹیکس اکٹھا کرنا

بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک Federal subject ہے اس لئے اسے Federal subject سمجھ کر ignore کیا جاتا ہے۔ ٹیکس چوری کو روک کر ہم کافی پیسا اکٹھا کر سکتے ہیں۔ غریبوں کا پیسا taxes سے آتا ہے۔ پنجاب کے اندر بے شمار ایسے ادارے ہیں جن کے لئے میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال پولٹری انڈسٹری کی دینا چاہتا ہوں کہ پچاس لاکھ چوزہ روزانہ پنجاب کے اندر produce ہوتا ہے۔ اگر ایک انڈے سے چوزہ بنانے پر آج -/50 روپے نفع ہے تو پھر آپ کی پولٹری انڈسٹری 12 کروڑ روپیہ نفع کما رہی ہے لیکن وہ ٹیکس نہیں دے رہی۔ اگر یہ انڈسٹری ٹیکس نہیں دے گی تو پھر اس ملک میں غریب کی بھلائی کیسے ہو گی؟ جن کا کوئی اثر ورسوخ ہے وہ ٹیکس نہیں دے رہے۔ میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ tax collection ہم سب ایم پی ایز صاحبان کا بھی فرض ہے کہ ہم اس پر پوری کوشش کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گھنٹی بجنے کے بعد اب میں صرف چند تجاویز کی طرف آؤں گا کہ ہمیں کرپشن کا تدارک کرنا ہے۔ پنجاب میں کنٹریکٹ اور ایڈہاک کی نوکریوں کا ہم نے پچھلا دروازہ کرپشن کا کھولا ہوا ہے۔ چند دن پہلے باہر یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کے ملازمین کا احتجاج ہو رہا تھا جو کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے، میرے اس ایوان کے کچھ منسٹر صاحبان نے کھڑے ہو کر کہا کہ جہاں ہم نے ہزاروں لاکھوں کنٹریکٹ ملازمین کو پکا کر دیا ہے ساتھ ان کو بھی کر دیں لیکن اُن بچوں کا جو میرٹ پر انتظار کرتے ہیں کہ حکومت اشتہار لگائے گی اور اس اشتہار پر ہم نوکری میں آئیں گے۔ میں پوچھتا ہوں کہ ان کا کیا قصور ہے کہ ہم پچھلے دروازے سے آنے والے لوگوں کو نوکریاں دیتے ہیں۔ ہمیں کنٹریکٹ اور ایڈہاک ملازمتیں ختم کرنا ہوں گی۔ اگر آپ کے پاس بھرتی کرنے کے سسٹم میں پنجاب پبلک سروس کمیشن میں کم لوگ ہیں تو وہاں پر کنٹریکٹ پر لوگ رکھ لیں تاکہ لوگوں کو صحیح طریقے سے treat کیا جا سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب ذرا wind up کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ کی آپ سے اور اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: ایک منٹ مکمل ہو گیا ہے۔ اب دوسروں کا بھی خیال رکھ لیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! صرف آخری point عرض کرنا ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، کرلیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یوٹیلیٹی سٹور کارپوریشن کے بارے میں کہنا چاہوں گا کہ اس کا نام تبدیل کرکے Basic Food Store بنایا جائے اور حکومت آٹے کے ساتھ دال اور گھی جیسی دو تین چیزوں کی قیمتوں کو fix کرے کیونکہ یہ غریب کی روٹی اور مہنگائی کا جو معاملہ ہے پاکستان کے سب عوام کا معاملہ ہے۔ حکومت آج بڑا اچھا کام کر رہی ہے کہ 13۔ارب روپے آٹے کی قیمت کو مستحکم رکھنے پر خرچ کر رہی ہے۔ میری حکومت وقت سے درخواست ہو گی کہ ہم دال کی قیمت کو بھی مستحکم کر دیں، گھی کی قیمت کو بھی مستحکم کر دیں اور یوٹیلیٹی سٹور کارپوریشن کا نام تبدیل کرکے Basic Food Store رکھا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اگر relevant ہے تو براہ مہربانی ایک دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں۔ یہ تو دوسروں کا ٹائم ہے اور امانت میں خیانت نہیں ہونی چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: صرف ایک دو منٹ اور دے دیں۔

معزز ممبران: ایک دو منٹ دے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہاں خیانت کرنے والے کو کہتے ہیں کہ وہ اچھا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بس ایک point پر عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! ہمارے گورنمنٹ کے اداروں میں کام کرنے کی capacity نہیں ہے اس لئے ہمیں اپنے لوگوں کی تربیت پر پیسے خرچ کرنے ہوں گے۔ پاکستان فوج کی مثال لے لیں کہ ایک فوجی افسر یا جوان اپنا نوکری کا 20 سے 25 فیصد حصہ ٹریننگ پر خرچ کرتا ہے اس لئے ہمیں jobs training کی طرف فنڈز allocate کرنے ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی کوئی اور بھی تجویز دے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں population growth اور بجلی پر بات کرنا چاہتا تھا لیکن یقیناً میرے دوسرے ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، کرنل شجاع صاحب!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کرنل شجاع صاحب کو floor دے دیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری مختصر سی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: اگر آپ نے کوئی غلط بات کی تو پھر میں نہیں سنوں گا، یہ بات میں آپ کو بتا دوں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! بہت ساری misunderstanding ہے، پلیز مجھے ذرا مؤقف بیان کرنے دیں۔

جناب سپیکر: اگر تو آپ نے اپنے مؤقف پیش کرنے ہیں تو باہر جا کر چینل پر دیں۔ یہ بات آپ کی ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کے قائد حزب اختلاف بیٹھے ہوئے ہیں اور صرف بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ کے نام پر misunderstanding پھیلائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: میرے نام پر کیا ہے؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! ابھی میرے میڈیا کے ایک محترم بھائی نے مجھے کہا ہے کہ یہ ایک impression پھیلا ہوا ہے کہ جب جناب کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہیں تو اپوزیشن کی خواتین کے ساتھ misbehave کیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو تمام اپوزیشن کی طرف سے solemnly condemn کرتی ہوں۔ اس طرح کی بات میں بالکل کوئی سچائی اور حقیقت نہیں ہے۔ جب بھی آپ Chair پر موجود ہوتے ہیں تو اگر ہمارے ساتھ کوئی misbehave کرتا ہے تو آپ پورا پورا انصاف کرتے ہیں جس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ جس کسی نے بھی بات کی ہے اُس کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح کی misunderstanding نہیں ہونی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بہت ساری ایسی باتیں بھی یہاں پر ہوتی ہیں جنہیں ہم صرف آپ کی وجہ سے ignore کرتے ہیں۔ اگر اس Chair پر کوئی اور بیٹھا ہوتا تو پھر ہم دیکھتے کہ ہمارے ساتھ کیسے باتیں کی جاتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ جی، کرنل شجاع صاحب!

COL (RETD) SHUJA KHANZADA: Mr. Speaker! Thank you very much. Let me first talk to Finance Minister…

جناب سپیکر: آپ انگلش میں بات نہیں کر سکیں گے۔ اردو میں بات کریں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں انگریزی بھی بولوں گا اور اردو میں بھی بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ اردو میں بات کریں تاکہ سب آپ کی بات سمجھ سکیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ گریجویٹ اسمبلی ہے، فی الحال تو سب سمجھ سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کائرہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ سیکرٹری فنانس، چیئرمین (پی اینڈ ڈی) اور اس کے allied ساری ٹیم جنہوں نے یہ poor based بجٹ پیش کیا ہے، مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کا سارا credit وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ جس طرح union year ہوتا ہے جو کہ یکم جنوری کو celebrate ہوتا ہے، جس طرح ہمارا Islamic year ہوتا ہے جو کہ محرم الحرام سے شروع ہوتا ہے اسی طرح یہ administration and financial year ہے جو کہ جون سے شروع ہوتا ہے اور جون سے ہی culminate ہوتا ہے۔ جس طرح new year celebrate کیا جاتا ہے یا ہم Islamic year celebrate کرتے ہیں اسی طرح آج یہاں پر jubilation ہے اور ہم یہ پنجاب کا financial

year celebrate کرنے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر ہر ایک کو حق ہے جو بھی وہ بولنا چاہتا ہے، جس طرح پہلے بھی ایک ممبر نے اس پر بات کر دی تھی جس کا جواب چاہے حکومتی بنچوں والے، چاہے allied parties والے دیں لیکن یہاں پر تقریباً ہم ایک celebration اُن پیسوں کی کر رہے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ سارے کے سارے غریبوں پر spend ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس وقت جو ملکی حالات ہیں we are all aware of it دہشت گردی ہر جگہ پھیلی ہوئی ہے، امریکہ کے ڈرونز حملے ہیں، امریکہ کی مداخلت ہے اور یہ نہیں کہ اس سے صرف پاکستان کی economy effect ہوئی ہے بلکہ پوری دنیا میں economic crunch ہے جس کا اثر پاکستان پر بھی بہت پڑا ہوا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کا ایک بہت بڑا initiative تھا کہ اس مشکل وقت میں ہمارے پاس تقریباً 193 بلین روپے کا ایک package ہے جو کہ ہم غریبوں پر خرچ کریں گے، جو کہ ہم پنجاب کی اس دھرتی پر خرچ کریں گے اور جس کا زیادہ سے زیادہ focus جنوبی پنجاب ہے۔

جناب سپیکر! سب سے بڑی encouraging چیز transparency International کی رپورٹ ہے جس میں پاکستان کی کرپشن کا ذکر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پچھلے سال جو کرپشن ہوئی تھی وہ 199 بلین روپے کی ہوئی تھی اور اس بار کرپشن increase ہو کر 223 بلین روپے تک پہنچ گئی ہے لیکن وہ پنجاب کی حکومت کی تعریف کرتی ہے کہ یہ واحد صوبہ ہے جہاں پر corruption کم ہوئی ہے اور corruption کا گراف نیچے آچکا ہے اور یہ واحد صوبہ ہے جہاں transparency ہوئی ہے۔ جہاں Justice ہوئے ہیں اور یہاں پر good governance ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا دارومدار وزیر اعلیٰ پنجاب پر ہے جنہوں نے عملاً یہاں پر prove کر دیا ہے کہ good governance کس طرح کی جاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! بجٹ میں پولیس کی allocation پر کافی تنقید ہوئی ہے کہ پولیس کو اس بار لگ بھگ 50۔ ارب روپے کی allocation ہوئی ہے تو میں آپ کو یہاں پر بتا دوں کہ تقریباً 88.13 فیصد صرف pay and allowances میں جا رہا ہے۔ اس وقت آپ کے پاس تقریباً ایک لاکھ 75 ہزار پولیس کی نفری ہے جن کی تنخواہوں میں 88.13 فیصد جائے گا اور باقی پولیس کی ٹریننگ پر خرچ ہو گا۔ میں یہ بتا

دوں کہ ہماری پولیس دہشت گردی کی اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے کبھی trained نہیں ہوئی تھی۔ پولیس کی ٹریننگ پر کبھی focus نہیں ہوا تھا اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ پولیس پر focus ہوا ہے اور اس کی ٹریننگ پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ میں چند مثالیں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں پیش کروں گا کہ پہلے پولیس کی recruitment تقریباً ساری سفارشی ہوتی تھی۔ اس سال اور پچھلے سال پہلی بار ہونے والی تمام recruitment میرٹ پر ہوئی ہے۔ میں خود سارے سکولوں میں گیا ہوں اور لڑکوں سے میں نے پوچھا ہے تو ہر ایک یہ فخر سے کہتا ہے کہ ہم آج یہاں اس سیٹ پر بیٹھے ہیں تو میرٹ کی وجہ سے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit پہلی بار میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے پوری پولیس کی ٹریننگ مزید reorganize کر دی ہے۔ ایلیٹ کی ٹریننگ پہلے چھ ماہ تھی جسے ایک سال کر دیا ہے اور اس میں ہر وہ ٹریننگ کا مرحلہ جو کہ anti terrorism یا counter terrorism میں آپ کو کام آئے گا اور اس وقت پولیس کے عام سپاہی کو بھی ہم نے weapon training اس کی physical training، اس کی terrorism against terrorism, counter میں بھی ہم یہ cycle چلائیں گے جس کے through وہ تین تین ہفتے کی in service ٹریننگ کرے گا تاکہ وہ عالمی معیار تک پہنچ جائے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آنے والی انٹرنیشنل رپورٹ میں پنجاب میں جرائم کی شرح اس وقت باقی صوبوں سے کم ہے اور یہاں پر امن و امان کی صورتحال بھی صوبہ خیبر پختون خواہ ، بلوچستان اور سندھ سے بہتر ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سہرا اس پورے ہاؤس کو جاتا ہے جہاں ممبران نے تنقید کی ہے اور مختلف تجاویز دیں جن پر عمل کرتے ہوئے آج ہماری پولیس بہتری کی طرف جارہی ہے۔ پولیس کی بہتری کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے ترکی کا دورہ کیا۔ Turkish police والے ہمیں یہ کہہ رہے تھے کہ ہماری پولیس 1980 تک تقریباً corruption سے بھری پڑی تھی، ineffective اور امن و امان خراب تھا لیکن آج جب ہم سال 2010 کی بات کرتے ہیں تو ہماری پولیس میں کرپشن تقریباً 1.2 to 2٪ رہ گئی ہے اور باقی ہماری پولیس اتنی affective ہے کہ آپ پورے ترکی میں امن و امان کی صورتحال دیکھ لیں وہ تقریباً یورپ کے برابر آ چکا ہے۔ اس حوالے سے ہماری ان کے ساتھ میٹنگز ہوئیں اور agreements ہوئے ہیں اور اس وقت بھی ہمارے دس آفیسر ترکی میں anti terrorism courses,

counter terrorism courses کر رہے ہیں اور انشاءاللہ وہ جب یہاں پر آئیں گے تو ہم وہی چیز لاگو کریں گے۔ اس کے علاوہ ہمارے 47 اور کورسز ہیں جو پنجاب پولیس اور ترکی کی national police ایک ساتھ کرے گی اور انشاءاللہ اس سے ہماری پولیس کو کافی فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارا ملک بڑا غریب ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ کا دل غریبوں کے لئے دھڑکتا ہے اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ جس کسی غریب کے گھر میں کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ فوراً پہنچ جاتے ہیں، اگر کوئی rape cases ہوگئے ہیں تو وزیر اعلیٰ صاحب سب سے پہلے پہنچتے ہیں، اگر ہمارے لوگ دہشت گردی کی وارداتوں میں شہید ہو جاتے ہیں تو وہ ان کے گھر پہنچ جاتے ہیں اور زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں یا ان کی چارپائی پر ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کے دکھ سکھ سنتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ کا یہ بجٹ جسے ہم poor based budget کہتے ہیں جس میں اربوں روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی بات ہے۔ لوگ سستی روٹی کو criticize کرتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ شاید وہ لوگ جو کہ بڑے بڑے محلوں میں بیٹھے ہیں، بڑے بڑے اداروں میں بیٹھے ہیں، انہیں اور بڑی بڑی گاڑیاں رکھنے والوں کو پتا ہی نہیں ہے کہ دیہی علاقوں میں کیا ہو رہا ہے۔ اگر آپ میرے علاقے میں لگنے والے سستے تنور پر جائیں تو وہاں پر قطاریں لگی ہوتی ہیں، شام کو جائیں تو قطاریں لگی ہوتی ہیں اور جو غریب آدمی وہاں سے روٹی خریدتا ہے تو وہ سب سے پہلے شہباز شریف کے لئے دعا کرتا ہے اور ان کی صحت کے لئے دعا کرتا ہے۔ ان سستے تنوروں میں خامیاں تھیں جنہیں ہم نے دور کیا ہے اور انہیں ہم انشاءاللہ چلائیں گے اور اگلے سال ان کی تعداد کو ڈگنا کریں گے اور انشاءاللہ اتنا کریں گے کہ ہر غریب کو پاکستان میں سستی روٹی ملے گی۔ ہم نے گندم پر 13۔ارب روپے کی سبسڈی دی ہے کہ وہ غریب آدمی جو گندم اور آٹا afford نہیں کر سکتا تو انشاءاللہ یہ سبسڈی اس پر خرچ ہوگی۔

جناب سپیکر! آپ صحت پراجیکٹ دیکھ لیں کہ نئے ہسپتال بن رہے ہیں، نئے میڈیکل کالجز بن رہے ہیں اور موبائل ٹیمیں بن رہی ہیں اور ہر ہسپتال میں ائرکنڈیشنڈز لگ گئے ہیں۔ ایجوکیشن کو دیکھیں کہ دانش سکولز بن رہے ہیں اور schools of excellence بن رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت ایک ترقی یافتہ راہ پر گامزن ہے اور انشاءاللہ ہم اپنے تمام objectives کو اس سال 2011 میں جب ہم یہاں پر کھڑے ہوں گے تو آپ کو بتادیں گے کہ targets cover %90 کر لئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں غازی بروتھا ڈیم پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو کہ پنجاب کا حق تھا کہ اس کی پوری رائلٹی لی جائے تو اس کے 12- ارب روپے ہمیں مل چکے ہیں اور net 28ارب روپے ہیں جو کہ وفاقی حکومت ہمیں installments پر دے گی۔ غازی بروتھا ڈیم کا پراجیکٹ میرے حلقے میں ہے اور میرے حلقے میں تقریباً دس ہزار ایکڑ زمین affect ہو گئی ہے اور تقریباً40ہزار لوگ بھی اس سے affectہو گئے ہیں اور میرے پورے علاقہ کو غازی بھروتھا نے divide کر دیا ہے۔ مجھے ابھی تک غازی بھروتھا کا کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے، نقصان ہی نقصان ہوا ہے۔ میں نے already ایک سمری چیف منسٹر پنجاب کو move کر دی ہے کہ یہ جو بجلی بن رہی ہے یہ میرے علاقے کا سینہ چیر کر پاکستان کو مہیا کی جا رہی ہے اس royaltyمیں ہمارے علاقے کا بھی حق ہونا چاہئے، اگر یہ حق ہمیں نہیں ملتا ہے تو پھر ہمارے اٹک کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔ میں فنانس منسٹر سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے ہماری سفارش کریں اور ہمارا حق ہمیں دلا دیں۔

جناب والا! میں آخر میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں، میں پورے ہاؤس کا نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے میری بجٹ تقریر سنی اور بڑے آرام سے سنی۔ جس طرح یہاں چیف منسٹر نے کہا ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلیں گے بالکل ہم آپ کو ساتھ لے کر جا رہے ہیں۔ آپ کی اچھی تجاویز آئی ہیں، مثبت تجاویز آئی ہیں، انشاء اللہ ہم اس کو inculcate کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے، آپ خواہ مخواہ کبھی کبھی ہاؤس کو disturb کرتے ہیں وہ نہ کریں۔ ایک ساتھ مل کر چلیں تو ہاؤس کی کارروائی کا بھی مزہ آئے گا۔ بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جس طرح سپیکر صاحب نے یہاں صبح announce کیا تھا۔ مجھے بہت زیادہ چٹیں آ رہی ہیں۔ جن کے نام آ گئے ہیں ان سب کی باری آئے گی چاہے ہمیں رات گیارہ بارہ بجے تک بیٹھنا پڑے۔ آج ہم یہ ساری exhaust کریں گے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری گزارش یہ ہے کہ ایک تو میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں لوں گا جو pointبہت ضروری ہوا تو اس کو دیکھیں گے اس لئے کہ جن معزز ممبران نے اپنے نام دیئے ہیں اور وہ اپنی باری کے انتظار میں بیٹھے ہیں ہم نے ان کو ٹائم دینا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو ٹائم کی limitرکھی گئی ہے میں آپ کے تعاون سے اس limitکو enforce کروں گا اور اس سے اوپر بالکل کوئی ٹائم نہیں دوں گا۔ اگلی تقریر سے پہلے محترمہ آصفہ فاروقی مجلس

قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون(ترمیم)غیر منقولہ شہری جائیداد ٹیکس پنجاب مصدرہ2010 اور تحریک التوائے کار نمبر308/09کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Urban Immovable Property Tax (Amendment) Bill 2010 (Bill No.5 of 2010) and Adjournment Motion No.308/09 move by Sheikh Ala-ud-Din PP-181

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش ہوئیں۔ ملک محمد وارث کلو تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

تحاریک استحقاق بابت سال09-2008اور2010کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35,49اور51 بابت سال2008، 19,23,25,28,31، 42,48,49,50,51,55,57 اور60 بابت سال2009، 1,2,5,7,9,10,11 اور 19 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ30۔ ستمبر2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35,49اور51 بابت سال2008، 19,23,25,28,31، 42,48,49,50,51,55,57 اور60 بابت سال2009، 1,2,5,7,9,10,11 اور 19 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ30۔ ستمبر2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحاریک استحقاق نمبر6,35,49اور51 بابت سال2008، 19,23,25,28,31، 42,48,49,50,51,55,57 اور60 بابت سال2009، 1,2,5,7,9,10,11 اور 19 بابت سال2010 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ30۔ ستمبر2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ defer کی جاتی ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! کرنل صاحب جبspeech کرنے لگے تو انہوں نے شروع انگلش میں کی تھی۔ ہمارے سپیکر صاحب نے منع کر دیا کہ آپ تقریر اردو میں کریں حالانکہ rule یہ ہے کہ اگر اجازت لے لی جائے تو انگلش میں بھی بات کی جاسکتی ہے۔ پھر یہ اسمبلی تو Graduate ہے، سارے انگلش سمجھتے ہیں میں بھی بہت سی speeches میں اپنی باتوں میں انگلش کے لفظ استعمال کر جاتی ہوں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس کی ہمیں اجازت ہونی چاہئے کیونکہ یہ قاعدے کے مطابق ہے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 2010-11 پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل صحیح بات ہے۔ سردار اطہر حسن گورچانی!---موجود نہیں ہیں۔ میں ایک بات اور بتا دوں کہ جو ممبر آج موجود نہیں ہیں ان کا ٹائم جو کل کی لسٹ آئی ہوئی ہے اس کے بعد اگر ٹائم ہوا تو دیا جائے گا۔ اب کوئی آکر یہ نہ کہے کہ میں اس وقت موجود نہیں تھا لہذا مجھے اب ٹائم دے دیا جائے۔ ڈاکٹر طاہر علی جاوید!---موجود نہیں ہیں، خواجہ سلمان رفیق!

خواجہ سلمان رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے سال کے اس اہم ترین budget document پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بہتر ہوتا کہ قائد حزب اختلاف یہاں تشریف رکھتے کیونکہ ان کی کچھ باتوں کا جواب میں بڑے ادب اور احترام سے دینا چاہتا تھا۔ کچھ دیر پہلے فاضل ممبر جناب محسن لغاری نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے کرائے کے حوالے سے بات کی تھی۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بنیادی طور پر پچھلے دور حکومت میں یہ جگہ الفلاح بلڈنگ میں لی گئی تھی اور اس کا کرایہ ادا نہیں کیا گیا تھا۔ موجودہ حکومت نے ان کے حصے کا کرایہ ادا کیا ہے۔ یہاں پر انہوں نے چھوٹے ڈیموں کی بات کی تھی۔ اگر وہ ADP کی تفصیل پڑھ لیتے، صفحہ نمبر 481 پر ADP نمبر 1693 پر on going scheme کو پڑھ لیتے کہ یہ چھ سو ملین روپے کی سکیم ہے۔ پچھلے سال اس پر چالیس ملین روپے خرچ کئے گئے، اس سال اس کے لئے دو سو ملین روپے رکھے گئے ہیں اور یہ سکیم بارانی علاقوں پنڈی، اٹک، جہلم، چکوال اور ان علاقوں کے لئے بنائی جا رہی ہے جہاں پانی کا short fall ہے۔ مجھے خوشی ہوتی اگر اپوزیشن کے دوست یہاں پچھلے دور حکومت اور موجودہ دورہ حکومت کا comparison پیش کرتے۔ چاہے وہ وزیر اعلیٰ ہاؤس

کے اخراجات کا ہوتا یا وزراء کی تعداد کا ہوتا تو میں ان کا بہت شکر گزار ہوتا۔ صرف مخالفت کی بنیاد پر ایک بہترین بجٹ کوcriticize کرنا اور ایک ایسے شخص کے بارے میں کہنا جو17,18 گھنٹے کام کرتا ہے، جس کی capability اس کے اپنے اور پرائے سب مانتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انتہائی نامناسب بات ہے۔ یہاں پہلے بھی وزیر اعلیٰ کے secret fund کی بات ہوئی ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ایک کمیٹی تشکیل دیں اس میں ہمارے دور کا بھی حساب کیا جائے اور پچھلے دور کا بھی حساب کیا جائے۔ پھر عوام کو بتایا جائے، اگر ہم غلط ہیں تو وہ بھی بتایا جائے اور اگر پچھلے دور میں جو غلطیاں ہوئیں تو وہ بھی بتائی جائیں۔ یہاں سستی روٹی پر بہت بات کی گئی ہے۔ 5-ارب روپے کی یہ سکیم ہسپتالوں، لاری اڈوں اور سٹیشنوں پر غرباء کے لئے ہے۔ یہاں پنجاب بنک کے ارب ہا روپے کے ڈاکے کو بھی condemn کیا جانا ضروری تھا کہ کس طرح اس صوبے کے غریب عوام کے خزانے اور امانت کو ضائع کیا گیا۔ ایک اور بات ہے جس کی مجھ سے پہلے فاضل ممبران نے نشاندہی کی کہ ہم سب کو ایک دوسرے کا احترام، عزت اور رواداری کرنا بہت ضروری ہے۔ اس معزز ایوان سے پنجاب کے ان لوگوں کو جنہوں نے ہمیں elect کرکے یہاں بھیجا ہے انہیں ایسا کوئی message نہیں جانا چاہئے جس سے یہ تاثر پیدا ہو کہ ہم لوگ خدانخواستہ ان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں بہت سے ایسے features ہیں جن پر میں بات کرنا چاہتا ہوں مگر میں اپنی بات انشاءاللہ دس منٹ میں پوری کروں گا۔ یہاں جنوبی پنجاب کی بات ہوئی اس پر میں بعد میں بات کروں گا۔ دیہی علاقوں میں دو لاکھ غریب خاندانوں کے لئے جو پانچ مرلہ کی سکیم ہے ہم اس کو سراہتے ہیں۔ بجٹ میں جو گندم پر سبسڈی دی گئی ہے، ٹرانسپورٹ پر، سستی روٹی پر، ramzan package پر ہم اس کو بھی سراہتے ہیں۔ تعلیم کے میدان میں مفت درسی کتب، remote علاقوں کی بچیوں کے لئے ایک ارب پانچ کروڑ روپے کے وظیفے، پوزیشن ہولڈر بچوں کو guard of honour دینا اور پرسوں جناب خادم اعلیٰ نے صوبہ کے toper بچے اور بچیوں کو غیر ملکی دورہ پر بھیجا ہے تاکہ ان کا vision کھلے اور اس میں انتہائی غریب گھرانوں کے لوگ ہیں۔ Punjab Endowment Fund جس میں 10-ارب روپے کا ٹارگٹ ہے اور جس میں 4-ارب روپیہ پہلے اور 2-ارب روپیہ اس دفعہ رکھا گیا

ہے تاکہ وہ غریب بچے جو بہترین تعلیمی اداروں میں نہیں پڑھ سکتے تھے وہ آزادانہ طور پر تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر!اگر ہم صحت سیکٹر کی طرف آتے ہیں تو ہم وہاں پر دیکھتے ہیں کہ6۔ارب روپے کی مفت ادویات کی فراہمی ہے،Dialysis ایک ایسا انقلابی قدم ہے جو1998 میں میاں محمد نواز شریف صاحب نے شروع کیا تھا اور ان کی حکومت کے جانے کے بعد جو ایک فوجی بغاوت کی گئی تھی تو اس کے بعد اس پروگرام کو ختم کر دیا جس کے نتیجہ میں ہزاروں لوگ موت سے ہمکنار ہوئے۔اس سکیم کو پنجاب کے خادم اعلیٰ نے دوبارہ شروع کیا جو اس مرض کو سمجھتے ہیں کہ25 سے30 ہزار روپے ماہانہ کے اخراجات ایک غریب آدمی afford نہیں کر سکتا،لیور ٹرانسپلانٹ پر آپ دیکھیں،آپ ہسپتال میں air conditioner system کو دیکھیں،generator کے back up کو دیکھیں،یہ وہ تمام مثالیں ہیں جو ایک انقلابی نہیں بلکہ اس سے بھی بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ ہیں۔

جناب سپیکر!زرعی گریجویٹس کے لئے جو ان کی25 ایکڑ کی سکیم ہے جس میں9 لاکھ روپیہ ان کو قرضہ ملے گا،یہ میں سمجھتا ہوں کہ انقلابی قدم ہے اور اس کے علاوہ یہاں پر ساؤتھ پر بہت بات ہوئی۔ اگر ہم پچھلے دور کے پانچ سالوں کو ٹوٹل کریں جو اس پر خرچ کیا گیا تو وہ70۔ارب روپیہ ہے،پچھلے دو سالوں اور موجودہ سال میں120۔ارب روپے کی خطیر رقم جنوبی پنجاب کے لئے رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر!یہاں پر صوبوں کی بات بھی ہوئی،کالا باغ ڈیم کی بات بھی ہوئی،کالا باغ ڈیم پر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈیم بننے بہت ضروری ہیں مگر پاکستان کی فیڈریشن اس سے زیادہ ضروری ہے۔اگر ان ڈیموں کا متبادل موجود ہے اور ہائیڈرل جنریشن یا کوئی اور sources کر سکتے ہیں تو خیبر پختون خواہ اور سندھ کی consensus کے بغیر اس کا بننا ممکن نہیں ہے،صرف سیاسی سکور کرنے کے لئے آپ اگر اتنے ہی مخلص تھے تو اپنے پہلے پانچ سالہ دور میں اس پر آپ کو کوئی نہ کوئی کام کرنا چاہئے تھا۔جنوبی پنجاب کی جو یہاں پر بات ہوئی ہے میری اس میں گزارش ہے کہ پاکستان کے مختلف صوبوں سے،مختلف بنیادوں پر صوبوں کی آوازیں اٹھتی ہیں،پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں کو اور علاقائی سیاسی جماعتوں کو بیٹھ کر اس کا حل نکالنا چاہئے اور اس کے ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ جب کوئی صوبہ بنے گا تو وہاں پر ایک اسمبلی بنے

گی،وہاں پر ایک وزیر اعلیٰ ہو گا،وزراءہوں گے اور establishment ہو گی،کیا آج پاکستان ان بھاری اخراجات کو afford کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر! میں بجٹ کے علاوہ دو چار باتیں مزید آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں اور پورے دس منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا،ایک بات میں ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس ہاؤس کے decorum کو بر قرار رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس House میں بانی پاکستان کی تصویر آویزاں ہے اور میرے سامنے پاکستان کا یہ جھنڈا ہے،پاکستان جو ہم سب کے آباء کی قربانیوں سے بنا تھا جس کے لئے پاکستان کے آنے والے ہر راستے پر نعشوں کے انبار لگے ہوئے تھے،جس کے لئے ہزاروں ماؤں، بہنوں نے اپنی عصمتیں قربان کی تھیں اور جس پاکستان کے لئے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نیزوں کی انیوں پر مار دیا گیا تھا اس پاکستان کے بننے کے صرف24سال بعد پاکستان ٹوٹ گیا، سقوط مشرقی پاکستان کا واقعہ ہوا تھا اور قومی نظریہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا تھا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا اور16- دسمبر 1971کے سانحہ پر مشیر قاضی (مرحوم) نے ایک نظم کہی تھی جس کے دو چار شعر مجھے یاد ہیں۔ نظم کا عنوان "قبر اقبال" تھا۔شاعر حساس ہوتا ہے اور اس نے کہا تھا کہ:

پھول لے کر گیا آیا روتا ہوا
بات ایسی ہے کہاں کا یار انہیں
قبر اقبال سے آرہی تھی صدا
یہ چمن مجھ کو آدھا گوارہ نہیں
ماؤں بہنوں کی وہ آبرو
جو نقشہ ایشاءپر سجائی گئی
مار دو وہ آبرو یا وہ تصویر دو
ہم کو دو حصوں میں بٹنا گوارہ نہیں

آج پاکستان ٹوٹنے کے 41سال بعد ان اسمبلیوں اور پاکستان کی قوم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے اس ملک اور اس قوم کو کس طرح مشکلات کے بھنور سے نکالنا ہے،روز بم دھماکے ہوتے ہیں، نعشیں

گرتی ہیں، ہم جنازے دفناتے ہیں اس کے لئے ہم ایک دوسرے کی عزت، احترام، صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہہ کر ہی ہم پاکستان کو اس بھنور سے نکال سکتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے جناب محمد محسن خان لغاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہم ان کی بات بڑی انہماک سے سنتے ہیں وہ ہماری بات کو بھی تھوڑا سا سن لیں تو ان کی بہت مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اختلاف نامناسب ہے، نہیں ہونا چاہئے اپوزیشن کے دوستوں سے میری گزارش ہے کہ اگر خادم اعلیٰ اور ہماری حکومت کوئی بہتر کام کرتے ہیں اور کوئی اچھی پالیسی لاتے ہیں تو اس پر ان کو خوش آمدید کرنا چاہئے، جہاں کہیں دیکھیں کہ بہتری کی گنجائش ہے ہمیں ضرور گائیڈ کریں۔ میں کہنا چاہوں گا کہ فیض احمد فیض نے پاکستان کے بارے میں ایک قطعہ کہا تھا۔

یہ داغ داغ اجالا یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا یہ وہ سحر تو نہیں
یہ وہ سحر تو نہیں کہ جس کی آرزو لے کر
چلے تھے یار کہ مل جائے گی کہیں نہ کہیں
فلک کے دشت میں تاروں کی آخری منزل
چلے چلو چلے چلو کہ ابھی منزل نہیں آئی

جناب سپیکر! اس منزل کی طرف سفر ہم اصولوں کی بنیاد پر کرسکتے ہیں، تنظیم کی بنیاد پر کرسکتے ہیں، نظم وضبط کی بنیاد پر کرسکتے ہیں۔ یہاں پر کل اقلیتوں کے حوالے سے بھی بات ہوئی تو میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان کے جھنڈا میں جو سفید رنگ ہے وہ ہمارے اقلیتی بھائیوں کا ہے اور یہ ہمارے ملک اور جھنڈے کا چاند ستارہ ہیں۔ یہاں پر ہماری جو خواتین تشریف لاتی ہیں چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہے یا اپوزیشن بنچوں سے ہے، یہ ہماری بہنیں ہیں، یہ خواتین اپنے گھروں سے لوگوں کے لئے، اپنے صوبے کے لئے، اپنے غریب عوام کے لئے یہاں پر آتی ہیں ان کا تقدس بھی ہم پر فرض

ہے قائد ایوان، اپوزیشن لیڈر اور سپیکر صاحب جو Custodian of the House ہیں ان کی عزت بھی ہمارے اوپر فرض ہے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ:

ان اندھیروں میں بھی اپنی منزل پر پہنچ سکتے ہیں ہم
جگنوؤں کو راستہ معلوم ہونا چاہئے

خواہشوں کو خوبصورت شکل دینے کے لئے
خواہشوں کی قید سے آزاد ہونا چاہئے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، احمد خان بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب اور اس کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں ایک اچھا اور متوازی بجٹ پیش کیا ہے۔ ان کی ترجیحات صحت تعلیم، زراعت اور چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کے حفاظت کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے زراعت کو لیتا ہوں۔ زراعت کے بغیر ہماری ملکی معیشت مضبوط نہیں ہو سکتی 75 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور میں یہ بھی نہیں کہنا چاہتا کہ انڈسٹری کو نظر انداز کر دیا جائے یا صنعتکار کو نظر انداز کر دیا جائے۔ دو پہیے ہیں، کاشتکار ہو، کسان ہو یا صنعتکار ہو، یہ دونوں ملکی معیشت کے لئے ضروری ہیں اور دونوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اس بجٹ میں تھوڑی سی شکایت ہے کہ اس بجٹ میں انڈسٹری کے لئے کچھ بجٹ زیادہ رکھا گیا اور زراعت کے لئے کم رکھا گیا ہے۔ اگر زراعت پیشہ افراد جب تک محنت نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ انڈسٹری یا صنعتکاری نہیں ہو سکتی اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ جب تک انڈسٹری مضبوط نہیں ہوگی کاشتکار بھی اپنی پروڈکٹ کہیں نہیں بیچ سکتا۔ ان دونوں کا متوازی ہونا اور دونوں کا مل کر چلنا نہایت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! راتوں کو جاگ کر سب کچھ اپنا زمین میں دبا کر آسمانی و زمینی آفات کا مقابلہ کر کے جعلی ادویات اسے ملتی ہیں وہ برداشت کرتا ہے، ڈیزل کی مہنگائی برداشت کرتا ہے آبیانہ، زرعی ٹیکس پتا

نہیں کیا کیا مصیبتیں جھیل کر وہ شہروں کی رونقیں بحال کرتا ہے اور انڈسٹری کا پہیا چلاتا ہے۔جب یہ کہا جاتا ہے کہ کاشتکار پر مزید بوجھ ڈالا جائے تو میں کہتا ہوں یہ ظلم ہے اور پھر کاشتکار پر نہیں ملکی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ اس پر مزید ٹیکس لگائیں تا کہ کاشتکار اتنا غریب سے غریب تر ہو جائے کہ اس کے پاس سیڈ کے پیسے بھی نہ ہوں کہ وہ اپنی کاشت کر سکے۔اگر ملکی معیشت کو مضبوط کرنا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ کسان کو، کاشتکار کو خوشحال کرنا ہو گا۔اس میں ہمیں یہ شکوہ بھی ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم ایک اچھی سکیم تھی، جب بجٹ آتا تھا تو چھوٹے کاشتکار خوشحال ہو جاتے تھے، وہ خوشی مناتے تھے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں گرین ٹریکٹر سکیم میں 2لاکھ روپے کی رعایت ملے گی اور ہمیں ٹریکٹر کے لئے 2لاکھ روپے کم قیمت دینا پڑے گی۔مجھے افسوس ہے اور میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ وہ سکیم اس بجٹ سے کیوں ختم کر دی گئی؟زرعی آلات پر جدید کاشتکاری کے لئے جو سبسڈی دی جاتی تھی وہ ختم کر دی گئی ہے۔کھادوں پر بھی جو سبسڈی دی جاتی تھی افسوس ہے کہ وہ بھی ختم کر دی گئی ہے، مرکز نے دی ہے اور نہ صوبہ نے دی ہے۔یہ وہ چیزیں تھیں جس سے کاشتکار کی ہمت بڑھتی تھی اور وہ ملک کی خدمت کر سکتا تھا۔میری گزارش ہے کیونکہ کہا گیا ہے کہ اگر آپ کی تجویز اچھی ہوئی یا ملک کی بہتری کے لئے ہوئی تو اسے ضرور دیکھا جائے گا تو میری آپ کے توسط سے فنانس منسٹر صاحب سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش ہے کہ یہ گرین ٹریکٹر سکیم ضرور بحال کی جائے۔اس سے چھوٹے کاشتکار کو بہت زیادہ فائدہ ہے ۔اس کو نظر انداز نہ کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! باتیں بہت کرنی تھی لیکن وقت بہت کم ہے۔میں آج آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلا بجٹ تھا، آپ کو بھی یاد ہو گا کہ میں نے آپ سے گزارش کی تھی کہ پولیس Rules 2002 کو خدا کے لئے ختم کروائیں، یہ مشرف صاحب کی طرف سے پاکستان کی عوام پر ایک مصیبت نازل ہوئی ہے ۔ ایک ایڈیشنل آئی جی پورے پنجاب میں بیٹھتا ہے اور پورے پنجاب سے جب انوسٹی گیشن تبدیل کرنی ہوتی ہے چاہے وہ ڈیرہ غازی خان ہو، رحیم یار خان ہو وہاں سے مصیبت زدہ آدمی درخواست لے کر لاہور آتا ہے اور یہاں وہ اس کو دیتا ہے اور وہ بھی تبدیل نہیں کر سکتا دوبارہ اپنے ڈسٹرکٹ میں واپس بھیجتا ہے، وہاں بورڈ بیٹھتا ہے اور وہ بورڈ مہینے میں ایک دفعہ بیٹھتا ہے اور اس طرح سے اس کی انوسٹی گیشن تبدیل ہوتے ہوئے تین مہینے لگ جاتے ہیں اس Rule سے انصاف ملنا

بہت مشکل ہے، غریب کو انصاف ملنا تو بہت مشکل ہے۔ تین مہینے میں کرپٹ افسران نے جو کچھ کرنا ہوتا ہے، جس کو چالان کرنا ہوتا ہے، جس کو چھوڑنا ہوتا ہے وہ رشوت لے کر چھوڑ دیتے ہیں اور وہ بے چارہ دھکے کھاتا رہ جاتا ہے، اس کی انوسٹی گیشن تبدیل نہیں ہوتی۔ مشرف تو چلا گیا، آج تیسرا بجٹ پیش ہو رہا ہے ہمیں سمجھ نہیں آتی اس پولیس Rules کو change کرنے میں کیا رکاوٹ ہے؟ خود پولیس افسران، آئی جی صاحب بھی اس سے تنگ ہیں۔ خلق خُدا بھی اس سے تنگ ہے تو آپ مہربانی کریں ایک نیک کام ہے، یہ رفاہ عامہ کا کام ہے اور یہ غریبوں تک انصاف پہنچانے والا کام ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس میں دلچسپی لیں، آپ نے بھی اور لاء منسٹر صاحب نے بھی وعدہ فرمایا تھا کہ نویں مہینے کے آخر میں ضرور یہ Rules change ہو جائیں گے اور ایسا نظام آ جائے گا جو غریب کی پہنچ تک ہو گا اور اس سے غریب کو انصاف ملے گا۔ یہاں پر جنوبی پنجاب کے لئے بھی بحث چھڑی رہتی ہے ہمیں پہلا افسوس تو یہ ہے کہ اتنا قیمتی ٹائم یہاں پر وہ صاحبان بھی ہیں جن کو سال میں جب بجٹ آتا ہے تو بولنے کا موقع ملتا ہے وہ بھی انتظار میں ہوتے ہیں لیکن جب یہ وقت شور شرابے کی نذر ہو جاتا ہے تو بہت افسوس ہوتا ہے۔ یہاں پر مجھے تھوڑی سی شکایت ہے کہ ہمارے ایک معزز ممبر نے یہ کہا ہے کہ جنوبی پنجاب کے صوبہ کی اگر بات کی جائے گی تو یہ ملک توڑنے والی بات ہو گی خدارا! ایسا نہیں کہنا چاہئے۔ ہمیں ایسے الفاظ سوچنا یا کہنا زیب نہیں دیتے جو چیز قانون میں موجود ہے، Rules میں موجود ہے، پنجاب اسمبلی میں بھی ہم قرارداد پیش کر سکتے ہیں، مرکز میں بھی کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے آئین میں صوبے بنانا منع نہیں ہے۔ ہمیں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ جو حالات ہیں ان میں اگر اس کی ضرورت ہے تو ضرور پوری کریں لیکن جنوبی پنجاب کا صوبہ بننا بھی اتنی خوشی والی بات نہیں ہے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ اس عوام نے احساس محرومی کی وجہ سے یہ نعرہ لگایا ہے اس بجٹ میں ان کی percentage اکتیس نکالی گئی ہے اس حساب سے جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے بجٹ دیا ہے یہ پیسے وہاں لگوا دیں اور اسی حساب سے اگر ان کو سیکرٹریٹ اور دیگر جگہوں پر ملازمتیں بھی دی جائیں تو میں واضح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ نعرہ ختم ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ اس کو اس طرح نہیں کہنا چاہئے بلکہ ان کا احساسِ محرومی دور کرنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، عامر جوئیل سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں خواجہ سلمان رفیق صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے minorities کے حوالے سے بڑے خوبصورت الفاظ بیان کئے۔ ان کے خیالات کو میں خراج تحسین پیش کروں گا کہ جس طرح انہوں نے اقلیتوں کو چاند اور ستارے کے ساتھ تشبیہہ دی لیکن بڑے دُکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ عملاً پورے ملک میں آج وہ صورتحال نہیں ہے خصوصاً اقلیتوں کے حوالے سے۔ چونکہ میرا تعلق minority community سے ہے اور میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں minorities کے حوالے سے ہی کچھ گزارشات آپ کی وساطت سے پنجاب کے اس سب سے بڑے floor پر عرض کروں۔ سب سے پہلے میں اس بات کے لئے بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ 1947 میں جب کرسچین کمیونٹی کے ایک سپیکر دیوان بہادر ایس پی سنگھا صاحب پنجاب اسمبلی کے سپیکر بنے تھے تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ پہلا موقع ہے کہ کم ازکم پینل آف چیئرمین میں کسی minority ممبر کا نام شامل کیا گیا ہے اور اس کا تعلق بھی اپوزیشن سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو کم از کم minorities کی طرف سے اپوزیشن کو ضرور appreciate کرنا چاہئے تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر جب میں محترم وزیر خزانہ صاحب کی budget speech سُن رہا تھا تو انہوں نے خصوصاً دو دفعہ اٹھارھویں ترمیم کا ذکر کیا، اس بات کے لئے میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کو اور محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ کو اور خصوصاً میں سمجھتا ہوں کہ اٹھارھویں ترمیم میں جس طرح ضیاء الحق ایک ڈکٹیٹر آمر کا نام delete کیا گیا لیکن آج لمحہ فکریہ ہے کہ اسی ڈکٹیٹر کے بنائے ہوئے قوانین آج بھی اس ملک میں نافذ ہیں اور خصوصاً ایسے قوانین کا میں ذکر ضرور کرنا چاہوں گا جن کے حوالے سے پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کو اور خصوصاً کرسچین کمیونٹی کو بہت ساری مشکلات کا سامنا ہے بلکہ مشکلات کا لفظ میں چھوٹا کہوں گا کہ ایسے قوانین کے استعمال سے ہماری زندگیوں کو اجیرن بنادیا جاتا ہے۔

میں یہ گزارش کروں گا جہاں پر دو بڑی سیاسی جماعتوں نے ایک آمر کا نام اٹھارھویں ترمیم کے ذریعے سے نکالا ہے تو (C)295 کے حوالے سے میں ذکر کرنا چاہوں گا کہ ایسے قوانین میں مناسب ترامیم کی جائیں یا ان کو ختم کیا جائے جن کا استعمال ایسے طریقے سے کیا جاتا ہے کہ minorities کو بہت

زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی آمر نے 1985 میں جب ایک طویل مارشل لاء کے بعد پہلی اسمبلی بنی تھی، ایک جمہوری دور شروع ہوا تھا تو انہوں نے minorities کی نمائندگی جداگانہ طرز انتخاب کے ذریعے ان اسمبلیوں کو دی اور جو تعداد قومی اسمبلی میں اقلیتوں کی نمائندگی کے لئے رکھی گئی اور جتنی تعداد چاروں صوبوں میں اس ڈکٹیٹر کے ایک حکم کے ذریعے رکھی گئی آج بھی اقلیتوں کے نمائندوں کی تعداد وہی ہے۔ میری اس ہاؤس کی وساطت سے اپنے سیاسی قائدین سے یہ گزارش ہوگی اور خصوصاً میری وفاقی حکومت سے یہ گزارش ہوگی کہ ان نشستوں کی تعداد کو بڑھایا جائے کیونکہ آپ اور میں سب اس بات سے باخبر ہیں کہ اگر ایک طرف ہم نشستوں کا اضافہ آبادی کی بنیاد پر کرتے ہیں تو یہ ممکن نہیں کہ اقلیتوں کی آبادی میں اضافہ نہیں ہوا۔ 1985 میں بھی اقلیتوں کی نمائندگی کے لئے تعداد وہی تھی اور آج بھی ان کی تعداد وہی ہے۔ میری تمام سیاسی جماعتوں سے یہ گزارش ہوگی کہ اس بات کو seriously لیا جائے کیونکہ یہ اقلیتوں کی ایک demand ہے۔ بارہا اس floor پر اس بات کو highlight کیا گیا ہے اور وفاقی حکومت سے گزارش کی گئی ہے کہ ہمارا جو اس وقت مخصوص نشستوں پر طرز انتخاب ہے اس کو تبدیل کیا جائے کیونکہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے اور میں نے پہلے بھی یہ بات یہاں پر عرض کی تھی کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ بطور وزیر اعظم اپنی دوسری term میں، دوسرے tenure میں اس بات کا ان کی کیبنٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ اقلیتوں کو دہرے ووٹ کا حق دیا جائے۔ اگر ایسا فیصلہ موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام سیاسی جماعتوں کو اس بات کا نوٹس لینا چاہئے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ براہ راست انتخاب کے ذریعے اگر ہم اس معزز ایوان میں آئیں گے تو بہت سارے مسائل اور بہت ساری ایسی باتیں جو مخصوص نشستوں کے حوالے سے یہاں پر کی جاتی ہیں اقلیتوں کے حوالے سے وہ مسئلے حل ہوں گے اور ہماری worth مخصوص نشستوں کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی تمام باتوں سے ہمیں آزادی ملنی چاہئے اور میری یہ demand ہے، میرا یہ مطالبہ ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ وفاقی حکومت فوری طور پر ایسے اقدامات کرے جو محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کا فیصلہ ہے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر دہشت گردی کے حوالے سے بارہا بہت سارے معزز اراکین اسمبلی نے بات کی۔ یہاں لاہور میں بھی جو دہشت گردی کا واقعہ ہوا اپوزیشن کی طرف سے میری بہن نے اس

کا ذکر کیا، یہاں پر ایک محترم رکن اسمبلی نے مشرف کی کتاب لہرا کر ذکر کیا لیکن جناب کیا ہی اچھا ہوتا آج جبکہ سانحہ گوجرہ اور سانحہ کوریاں کو تقریباً ایک سال گزر چکا ہے آج ہم ان شہداء کا بھی ذکر کرتے، آج ہم ان شہداء کی یاد میں بھی یہاں پر ضرور بات کرتے۔ آج جبکہ تقریباً ایک سال ہو گیا ہے اور سانحہ گوجرہ جو کہ دہشت گردی کی ایک بد ترین مثال تھی اور جس میں اقلیتوں کے ساتھ بے انتہا ظلم کیا گیا لیکن ایک سال گزرنے کے بعد بھی گوجرہ اور کوریاں کے لوگ ابھی تک اس بات کے منتظر ہیں کہ کیا انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا اور جو وعدہ ان کے ساتھ کیا گیا تھا اس کی تکمیل تو ہو رہی ہے لیکن ابھی تک وہ مکمل نہیں ہوا۔ میں وفاقی حکومت اور خصوصاً صوبائی حکومت کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے ڈویلپمنٹ کے حوالے سے وہاں پر کام ضرور شروع کروائے لیکن آج بھی لوگ وہاں پر اس بات کے منتظر ہیں کہ جو وعدے ان کے ساتھ کئے گئے تھے، جس ڈویلپمنٹ کو مکمل کروانے کے لئے ان کو کہا گیا تھا وہ وعدے آج بھی مکمل نہیں ہو سکے۔ مجھے بڑا دکھ ہوا جب خواجہ صاحب نے چاند ستارے کے ساتھ تشبیہ دی تو مجھے اسی وقت گوجرہ کے وہ افسران بالا ضرور یاد آئے جو بطور ڈی سی او، جو بطور ڈی پی او اور جو بطور ایڈیشنل آئی جی وہاں پر تعینات تھے۔ میں یہاں پر کھل کر اور بغیر کسی لگی لپٹی کے بات کروں گا یا میری وابستگی کس جماعت کے ساتھ ہے سیاسی وابستگی سے بالا تر ہو کر یہ بات کروں گا اور گزارش کرنا چاہوں گا کہ ان تمام افسران کو وفاقی حکومت نے اور صوبائی حکومت نے بجائے اس کے کہ ایک جوڈیشل انکوائری جس میں ان کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا تھا ان کو سزا دیتے، وفاق کی حکومت نے اس ڈی سی او کو کمشنر اور ایس پی کی تعیناتی بطور ڈی آئی جی کر دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں نے پہلے ہی بات کی تھی۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! یہاں پر اقلیتوں کے لئے پچھلے بجٹ میں 30 کروڑ روپے کا اعلان کیا گیا تھا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اقلیتوں کے لئے یہ رقم ناکافی ہے، بہتر ہو تا کہ وزیر خزانہ اس کو 30 کروڑ روپے کی بجائے 60 کروڑ روپے کرتے، اس کو 21 کروڑ 50 لاکھ روپے پر لے آئے ہیں۔ آخری بات میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ رواں مالی سال میں ایک ارب 80 کروڑ روپے کی جو کتابیں ہیں وہ سکولوں میں مفت تقسیم کی گئی ہیں اور اتنی ہی کتابیں دوبارہ تقسیم کرنے کا حکومت کا ارادہ ہے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے لیکن اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے ایسے طالب علم جن کو یہ option دی گئی ہے کہ آپ اخلاقیات یا Ethics پڑھیں لیکن ابھی تک بازار میں Ethics کی کتاب ہی available نہیں ہے تو جناب اقلیتوں کے طالب علم کہاں سے Ethics پڑھیں گے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کتاب کا جلد از جلد اجراء کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے موقع فراہم کیا۔ اس حکومت کا یہ تیسرا بجٹ ہے جو اس وقت ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے اور پچھلے دو بجٹ جو ہمارے سامنے پیش کئے گئے تھے ان پر جس طریقے سے عمل ہوا ہے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ میں کوئی Mathematician نہیں ہوں اور میں نمبروں کی زیادہ juggglery بھی نہیں جانتی یہ تو فنانس ڈیپارٹمنٹ کا کام ہوتا ہے اور وہ یہ کام بخوبی کر لیتے ہیں لیکن میرے اپنے اندازے کے مطابق جو ایک بجٹ ہے اس کا مقصد یہ ہے کیونکہ اس میں ہمارے ملک کا اور عوام کا پیسا ہوتا ہے تو اس سے ہمارے عوام کی زندگیوں میں بہتری لائی جائے، ان کی زندگیوں کو آسان کیا جائے، ان کے لئے نوکریوں کے مواقع فراہم کئے جائیں اور ان کے لئے کھانے پینے کا سامان سستا فراہم کیا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کو بہتر طریقے سے گزار سکیں۔ ان کے بچوں کو سکول فراہم کیا جائے تاکہ وہ پڑھ سکیں اور ان سب کے مال اور زندگیوں کو تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ وہ پُرامن شہری کے طور پر پُرامن ماحول میں زندگی گزار سکیں۔ Numbers میں جائے بغیر میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ اپنی دیانت داری سے مجھے یہ بتائیں کہ اس میں سے کون سا کوئی ایک مقصد بھی ایسا ہے جو پچھلے دو سالوں

میں گورنمنٹ نےachieve کیا ہے۔ میں تو یہ کہوں گی کہ اس میں تو کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو آج تکachieve ہوئی ہے۔ یہ جو تیسرا بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سے بھی اسی قسم کی امید ہے کہ اس کا بھی عوام کو فائدہ نہیں ہو گا۔ روٹی کپڑا اور مکان کا جو یہ نعرہ لگاتے ہیں اور جس کے ذریعے الیکشن جیتنے کی بھی کوشش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ دو سو سے لے کر تین سو فیصد تک ہر کھانے پینے کی چیزوں میں اضافہ ہو چکا ہے اور لوگ poverty line سے اور نیچےpush ہو چکے ہیں اور اگر کوئی چیزیں بڑھی ہیں تو وہ corruption بڑھی ہے، دہشت گردی بڑھی ہے، لوگوں کی بے روزگاری بڑھی ہے، لوگوں کے مسائل بڑھے ہیں اور خودکشیاں بڑھی ہیں، لوگ اپنے بچوں کو بیچنے اور زہر دینے پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ بہر حال یہ سب تنقید تو ہوتی رہے گی۔ یہاں پر صرف تنقید کرنا میرا مقصد نہیں ہے میری صرف چند تجاویز ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! کم از کم آپ تو توجہ دے دیں نہ یہاں چیف منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں اور نہ ہی وزیر قانون صاحب ہیں۔ وزیر خزانہ بھی نہیں ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فنانس کے جو پارلیمانی سیکرٹری ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ آپ کے points نوٹ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب والا! میں صرف چند تجاویز دینے کی کوشش کروں گی۔ مجھے کوئی خاص امید نہیں ہے کہ ان پر بھی غور کیا جائے گا بہر حال میں نے اپنا فرض پورا کرنا ہے، اللہ کو جواب دینا ہے، میں اپنی تجاویز پیش کرتی ہوں۔ بہت چھوٹے سے points ہیں۔ پچھلے سال کے جو developmental funds تھے ان میں ہم نے دیکھا کہ آدھے فنڈز جو تھے تقریباً50۔ارب روپیہ ان میں سے استعمال نہیں ہو سکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ ایسی مدوں میں رکھا گیا تھا جہاں وہ استعمال نہیں ہو سکتے تھے اور اس سال اس کو 195۔ارب روپے تک بڑھا دیا گیا ہے۔ اگر آپ اندازاً probably decade history دیکھیں تو یہی لگتا ہے کہ کم از کم 50۔ارب،60۔ارب روپیہ اس سال بھی استعمال نہیں ہو گا تو میری یہ رائے ہے کہ جو developmental schemes آپ کی پچھلے سال نہیں چلیں اور آپ کو پتا ہے کہ اب بھی نہیں چلیں گی تو یہ 50۔ارب روپے کو اگر آپ براہ راست اپنے غریب عوام کی poverty elevation میں لگا دیں تو اس سے خاطر خواہ فائدہ بھی ہو گا اور ایک ایسی چیز ہو گی جو

گورنمنٹ کی بہتری کے لئے ہوگی اور فوری طور پر غریب کو اس سے relief ملے گا۔وہ لوگ جن کی families اس وقت poverty line پر ہیں ان کو کوئی ہنر سکھا دیں اس کے ساتھ ان کو اتنے پیسے دے دیں جس سے وہ اس ہنر کے ساتھ اپنی income generation خود کر سکیں۔اس میں اگر آپ 50۔ارب روپے مختص کر دیں تو آپ دیکھیں گے کہ لاکھوں لوگوں کو آپ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔یہ لوگ بھکاری نہیں بنیں گے اور ہر سال آپ پر depend نہیں کریں گے کہ گورنمنٹ ان کی مدد کرے، وہ خود اپنی مدد آپ کر سکیں گے۔اسی مد میں جو سستی روٹی کی سکیم ہے وہ بظاہر تو بہت اچھی لگتی ہے لیکن میں یہی کہوں گی کہ یہ سستی روٹی یا روکھی روٹی جو -/2 روپے میں مل رہی ہے۔محترم وزیر اعلیٰ اور باقی ساری کیبنٹ جو ہے وہ صرف اپنی زندگی کا ایک ہفتہ ان تنوروں سے صرف اس روٹی پر گزارہ کریں اور میرا ان کو یہ چیلنج ہے کہ وہ ایک ہفتہ یہ روٹی کھا کر دکھائیں اور کیا اس کے بعد وہ چاہیں گے کہ ان کے غریب عوام جن کے نام پر اور جن کے ووٹ لے کر وہ آئے ہیں وہ غریب عوام صرف یہ روٹی کھا کر اپنا گزارہ کریں۔میرے خیال میں گورنمنٹ کو خود بھی اس بات کی سمجھ آگئی ہے کہ اس کا فائدہ نہیں ہے، بس اپنی انا اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اسے continue رکھا جا رہا ہے۔پچھلے سال ان کا جو بجٹ تھا اس سال اس مد میں 2۔ارب روپے کم کر دیا گیا ہے اس لئے کہ گورنمنٹ کا اپنا اعتراف ہے کہ اس میں بہت corruption ہوئی ہے اور پیسے کھائے گئے ہیں اس لئے اس کا بجٹ کم کر دیا گیا ہے لیکن بہر حال اسے چلانا ہے۔اگر یہ خود ایک ہفتہ subsistent کر کے مجھے دکھا دیں تو پھر میں مانوں کہ غریب عوام کے لئے بھی یہ صحیح ہے۔اپنے اور دوسرں کے اندر اتنا تضاد کیوں؟میری رائے ہے کہ پچھلے سال آپ کی جن سکیموں میں پیسے استعمال نہیں ہوئے آپ ان پیسوں کو اکٹھا کر کے لوگوں کے لئے راشن کارڈ سکیم جاری کریں جیسے پہلے کبھی ہوا کرتی تھی کیونکہ غریب لوگوں کے بھی بچے ہیں، ان کا سال ڈیڑھ سال کا بچہ سوکھی روٹی کے ساتھ گزارا نہیں کر سکتا۔اسے دال چاہئے، اسے چاول چاہئیں، اسے چینی چاہئے اور اسے دودھ بھی چاہئے لہذا یہ چار پانچ چیزیں جن میں دودھ، چاول، چینی اور گھی راشننگ کریں اور غریب عوام کے لئے راشن کارڈ مہیا کریں اور اس کے لئے آپ جتنے بھی سنٹرز بنا سکتے ہیں وہ بنائیں اور جتنے بھی منتخب ایم این ایز اور ایم پی ایز ہیں ان سب کی ذمہ داری لگائیں کہ وہ یہ دیکھیں تاکہ یہ عوام تک صحیح پہنچے۔میں

پھر گزارش کرتی ہوں کہ صرف خالی روٹی سے بات بن رہی ہے اور نہ ہی وہ بنے گی- میں نے جن باقی چیزوں کی گزارش کی ہے یہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہیں-

جناب سپیکر! ہم نے poverty lavation کے لئے خیال نہیں رکھا جیسے آپ روز سنتے ہیں کہ لوگ قرضوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور اپنی جانیں لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور بچوں کو زہر دینے کے لئے بھی مجبور ہو رہے ہیں- اسے روکنے کا ایک یہ طریقہ ہے کہ حکومت ایک micro trade fund دے جو بغیر سود کے ہو- آج کل micro fund پر 25 سے 30 فیصد overhead ہے- ایک غریب انسان جو پہلے ہی مرا ہوا ہے اگر وہ سود کی مد میں مزید 30 فیصد ادا کرے گا تو پھر اس کا وہی حال ہو گا جو اس وقت گورنمنٹ کا ہو رہا ہے کہ وہ 21- ارب سود میں ہی دیئے چلے جا رہی ہے اور اصل رقم کہاں سے پیش کریں گے ؟ کم از کم ان لوگوں کو micro trade دیں چونکہ ان کے چھوٹے چھوٹے قرضے ہوتے ہیں اس کے لئے یہ بھی تجویز ہے کہ حکومت اپنے وسائل کے علاوہ تمام بنکوں کو بھی حکم دے کہ وہ اپنے 5- ارب روپے کے اثاثوں میں سے interest free micro loan کی مد میں دیں اور اسے enforce کیا جائے کہ یہ غریبوں کو دیا جائے گا- اس سے پہلے کہ کسی قرضے کی وجہ سے اپنی جان لیں وہ یہاں آکر مدد لے سکیں- ہم بعد میں جا کر جو ان کو دس لاکھ روپیہ دیں گے اس سے بہتر ہے کہ انہیں پہلے ہی 20/25 ہزار روپے جو ان کی ضرورت ہے وہ دے کر ان کی جانیں بچالیں- بنک کے ساتھ micro loan کا کام بہت بخوبی ہو سکتا ہے لیکن بات وہی ہے کہ جب intension ہو ایک کام کرنے کی نیت ہو تو کام بخوبی ہو سکتا ہے ورنہ وہ باتیں ہی رہ جاتی ہیں-

جناب سپیکر! جب دانش سکول کے بارے میں بات کی جاتی ہے تو ہمارے ساتھی بہت پریشان ہو جاتے ہیں- آپ نے اس کے لئے پچھلے سال 3 کروڑ روپے رکھا تھا- اگر آپ کہہ بھی رہے ہیں کہ کچھ سکول شروع ہوئے ہیں تو میرے خیال میں probably پانچ یا چھ سے زیادہ سکول ابھی تک شروع نہیں ہوئے- حالانکہ مجھے تو ایک سکول کی بھی location کا نہیں پتا جہاں وہ actually شروع ہو چکے ہیں- TEVTA پنجاب کا ڈیپارٹمنٹ ہے، اس کے چھ سو ادارے ہیں اور ان میں ہر سال ایک لاکھ بچہ کوئی نہ کوئی فنی تعلیم حاصل کرتا ہے اور یہ ایک بہت اچھا ادارہ ہے جو کئی سالوں سے چل رہا ہے لیکن اس کی مد میں صرف 2- ارب روپیہ رکھا گیا ہے- یعنی لاکھوں بچے جو اس ادارے میں جا رہے ہیں ان کے لئے

2-ارب روپیہ اور باقیوں کے لئے چند سکول؟ فنانس منسٹر صاحب! مجھے اس کی logic سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے کس طرح اس کا حساب کیا ہے؟ اگر دانش سکولوں کی بجائے وہی پیسا ان ووکیشنل ایجوکیشن سکولوں میں لگائیں، ان کو double کریں کیونکہ یہاں سے لاکھوں کے حساب سے لوگ فائدہ مند ہوں گے۔Even دانش سکول سے پڑھنے کے بعد پھر بھی انہوں نے کوئی ہنر حاصل کرنے کے لئے انہی ووکیشنل سنٹرز میں آنا ہے۔اگر انہیں بعد میں بھی ہنر حاصل کرنے اور انکم کے لئے یہیں بھیجنا ہے تو پھر پہلے ہی اس پر غور کیوں نہ کیا جائے؟ already جو سکول ہیں ان کی missing facilities بحال کریں۔نئی چیز بنانے سے بہتر نہیں ہے کہ جو چیز بنی ہوئی ہے اس پر تھوڑا خرچ کر کے اسے properly استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی کہ یہ موبائل ہسپتال شروع کریں گے۔ آپ ان کے لئے ڈاکٹر کہاں سے لے کر آئیں گے؟ already آپ کے جو ہسپتال ہیں ان میں 2600 ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں - تقریباً 24 ہزار ہیلتھ ورکرز کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ آپ یہ اسامیاں fill کریں جب آپ انہیں fill کر لیں گے تو ان ہسپتالوں کو اور ان اداروں کو properly چلانا شروع کر دیں گے تو پھر ضرور نئے موبائل سنٹر بھی شروع کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! wind up کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! بجلی کے بحران کی وجہ سے انڈسٹری ختم ہو رہی ہے۔انڈسٹری میں جو skilled لوگ تھے ان کی نوکریاں جا رہی ہیں اس وجہ سے وہ مجبور ہو رہے ہیں کہ وہ اپنے بچوں کو لیبر میں ڈالیں اور chilled labour کا فروغ ہو رہا ہے۔بچوں کے تحفظ کے لئے ایک چھوٹا سا ڈیپارٹمنٹ ہے جس کا potential اور کام بہت بہترین ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ پچھلی حکومت نے اسے بنایا تھا اس لئے اسے بالکل lift نہیں دی جا رہی۔ یہ ایک چھوٹا سا واحد ادارہ ہے جو بچوں کے تحفظ کے لئے کام کرتا ہے۔ اس حکومت کو آئے اڑھائی سال ہو گئے ہیں اس کے بورڈ آف گورنرز جس کے patron خود وزیر اعلیٰ صاحب ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کی patron ship میں اس ادارے کی اڑھائی سال میں ایک بھی بورڈ کی میٹنگ نہیں ہوئی حالانکہ اس کے لئے بے تحاشا requests بھیجی جا رہی ہیں۔اسی سے ہمیں کام کرنے کی نیت کی سمجھ آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

ڈاکٹر فائزہ اصغر: ایک سیکنڈ پلیز۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب کے لئے ایک ہی rule ہے۔ میں نے یہاں پر سب کو منع کیا ہے۔ I am very sorry

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): wind up کے لئے ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے wind up کے لئے پورا ایک منٹ دیا ہے۔ جی، wind up کریں۔

ڈاکٹر فائزہ اصغر: جناب سپیکر! ضرورت یہ ہے کہ ہم یہاں پر جتنے بھی عہدیداران ہیں وہ سب قرآن پاک کو اپنے ہاتھ میں پکڑیں اور اس پر ہاتھ رکھ کر اپنے ملک کے ساتھ، اپنی قوم کے ساتھ ایک social contract کریں کہ ہم آج کے بعد قوم سے جھوٹ نہیں بولیں گے، ہم قوم کے اثاثوں کو خود نہیں کھائیں گے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقے سے سرانجام دیں گے، ہم خود رشوت ستانی کریں گے اور نہ ہی اپنے کسی ساتھی کو کرنے دیں گے۔ ہم میرٹ اور صرف میرٹ پر لوگوں کو نوکریاں دیں گے اور جو ذمہ داری سونپی گئی ہے ہم اسے دیانتداری سے ادا کریں گے۔ اگر ہم میں ہمت ہے اور حکومتی بنچوں کی نیت ہے تو پھر وہ اپنے یہ کام اپنے ملک کے سامنے کریں کیونکہ اندھیروں کے اس زمانے میں لوگوں کو کوئی امید نظر نہیں آ رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Please now this is enough اب چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ) توسیع کی تحریک پیش کریں گے۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

نشان زدہ سوال نمبر 279 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 279 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31- اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 279 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31- اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 279 پیش کردہ محترمہ عارفہ خالد پرویز ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31- اگست 2010 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 11-2010 پر عام بحث

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلے مقرر جناب محمد اعجاز شفیع!---میری دوبارہ گزارش ہے کہ دس منٹ کا مطلب دس منٹ ہی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی قوم اور کوئی ملک تعلیم کے فروغ کے سوا کبھی بھی جہالت کے اندھیروں، دہشت گردی اور منشیات کی لعنت سے نہیں نکل سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر 2010-11 کے بجٹ کو تعلیم دوست بجٹ نہ کہا جائے تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ اس بجٹ میں جہاں دوسرے departments کو focus کیا گیا ہے وہاں جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس issue کو زیادہ

focus کیا گیا ہے۔یہاں ہمارے بہت سارے دوستوں نے اور ابھی میری بہن نے بھی یہ بات کی تھی کہ دانش سکول کا وجود نہیں ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس دانش سکول کا نام دانش کی بجائے کیڈٹ کالج رکھا جاتا، ایچی سن کالج رکھا جاتا یا کوئی اور جاگیر دارانہ نام رکھا جاتا تو شاید ہمارے یہ دوست اس پر تنقید نہ کرتے۔ دانش اس لئے رکھا گیا کہ موجودہ حکومت کا یہ vision تھا کہ ان سکولوں کے اندر صرف اور صرف وہ بچے پڑھیں گے ، صرف اور صرف ان والدین کی اولادیں پڑھیں گی جو مزدور ہیں ، جو محنت کش ہیں، جو سارادن دھوپ، گرمی اور سردی میں اپنے بچوں کی روزی کمانے کے لئے آٹھ آٹھ ، دس دس گھنٹے کام کرتے ہیں اور وہ بچے پڑھیں گے جن کے ہاتھوں میں کتابیں نہیں بلکہ ان کے ہاتھوں میں جھاڑو ہیں یا جن کے ہاتھوں میں اس طرح کے instruments ہیں جو ورکشاپوں میں کام کرتے ہیں، جو کسی کے گھر میں کام کرتے ہیں ، کسی دکان یا کسی ہوٹل میں کام کرتے ہیں ۔Vision یہ تھا کہ جو والدین کی affording position نہیں ہے یا وہ afford نہیں کر سکتے وہ اپنے بچوں کو ایچی سن لاہور یا صادق پبلک سکول بہاولپور میں پڑھائیں یا بیکن ہاؤس میں اپنے بچوں کو لے کر جائیں تو میں پوری ذمہ داری سے on the floor of the House, challenge کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ آج میرے ساتھ اس ہاؤس کا جو بھی دوست جانا چاہتا ہے، دیکھنا چاہتا ہے تو وہ چلے میں اس کو دکھاؤں گا کیونکہ میں خود ذاتی طور پر تین دانش سکولوں کو visit کر چکا ہوں۔جو سکول رحیم یار خان، حاصل پور اور چشتیاں میں بن رہے ہیں میں ان کا visit کر چکا ہوں۔میں یہاں پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ان کا civil work تقریباً 80 فیصد مکمل ہو چکا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ ستمبر میں ان سکولوں میں بچے داخلہ لیں گے،خاص طور پر میرے جنوبی پنجاب کے غریب بچے داخلہ لیں گے۔اگر مجھے دوبارہ موقع ملا تو ستمبر کے بعد میں اسی ہاؤس میں،اسی جگہ پر کھڑا ہو کر اپنے ان دوستوں کو بتاؤں گا، جو کہہ رہے ہیں کہ ان سکولوں کا کہیں پر نام و نشان بھی نہیں ہے کہ آپ دیکھ لیں یہ سکول مکمل ہو چکے ہیں۔ان سکولوں کی عمارتیں almost 80% مکمل ہو چکی ہیں۔ان میں صرف بچے ہی نہیں پڑھیں گے بلکہ بچیوں کے داخلے بھی ہوں گے۔دو علیحدہ علیحدہ portions رکھے گئے ہیں۔جہاں بچے علیحدہ boarding میں رہیں گے اور بچیاں علیحدہ boarding میں رہیں گی۔ان کے تمام اخراجات حکومت وقت برداشت کرے گی اور ان بچوں کو وہ

تعلیم دی جائے گی جو کہ ایک امیر آدمی کے بچے، خان زادے، نواب اور بڑے لوگوں کے بچے حاصل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! دنیاGlobal Village بن گئی ہے۔ آج سے چار ماہ قبل میں نے اپنے حلقے کے دور دراز علاقے L-109/1 کے ایک ہائی سکول میں computer I.T Lab کا افتتاح کیا تھا۔ وہاں کے بچوں اور والدین کی نظریں دیکھنے والی تھیں، وہ تجسس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ ہمارے دور دراز کے علاقے میں بھی کمپیوٹر کی تعلیم بچوں کو دی جائے گی۔ یہ اس علاقے کے لئے ایک بہت ہی انمول تحفہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کا یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انہوں نے تمام ہائی سکولوں میں I.T Lab بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ Without any discrimination, male and female سب سکولوں میں I.T lab بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس موجودہ بجٹ کے اندر بھی اس مد میں funds رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح ایلیمنٹری سکولوں کی computer education کے لئے جو 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں وہ واقعی قابل تعریف بات ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ 800 پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دینے کے لئے 4۔ارب روپے اور 200 مڈل سکولوں کو high schools کا درجہ دینے کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا step ہے۔ اس حوالے سے میں ایک تجویز دینا چاہوں گا۔ یہاں on the floor of the House ایک اجلاس میں یہ بات بھی ہوئی تھی کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک ہائی سکول قائم کیا جائے۔ ہماری حکومت کا یہ vision ہونا چاہئے کہ at least ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک High School for Boys اور ایک High School for Girls لازمی طور پر قائم کیا جانا چاہئے تاکہ وہاں کے رہنے والے بچوں اور بچیوں کو ان کے doorsteps پر ہی ایجوکیشن کی تمام بنیادی سہولیات میسر ہو سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن کے حوالے سے ایک نیا vision دیا گیا ہے کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر کالجوں کے اندر four year education system کو رائج کیا جا رہا ہے۔ یہ بھی ایک احسن اقدام ہے جس کا ذکر نہ کرنا میں سمجھتا ہوں کہ زیادتی ہو گی۔ ہمارے دور دراز کے اضلاع، خاص طور پر رحیم یار خان، لیہ، مظفر گڑھ کے بچوں کو four year education کو complete کرنے کے لئے بڑے شہروں میں آنا پڑتا تھا۔ جن بچوں کے والدین یہ اخراجات afford نہیں کر سکتے

تھے ان کے بچوں کی four year education مکمل کرنے کی حسرت دم توڑ جاتی تھی۔اب اس اقدام کی وجہ سے یہ سب بچے اپنے اپنے اضلاع میں four year education مکمل کر سکیں گے۔یہ ایک انتہائی احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر!میں نے جو800اور200 سکولوں کی بات کی ہے اس کی division اس طرح سے ہو کہ تمام علاقوں کے اندر district wise ان کو divide کیا جائے تاکہ ہمارے South کے اضلاع کو بھی اس کا پورا پورا حصہ مل سکے۔

جناب سپیکر!تعلیم وہ sector ہے کہ جس سے جہالت،منشیات کی لعنت اور دہشت گردی کی لعنت سے بچا جا سکتا ہے۔اسی طرح ایک ایسا sector ہے جو کہ ہماری ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتا ہے اور وہ زراعت ہے۔زراعت کے شعبے کو موجودہ بجٹ میں خصوصی توجہ دی گئی ہے۔تنقید کرنا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن اچھی باتوں کو مناسب طریقے سے بیان کرنا،ان پر اپنی positive thinking دینا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔شعبہ زراعت کے لئے 3۔ارب20 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔اس میں زرعی تحقیق کا بجٹ96 کروڑ روپے مختص کیا گیا ہے۔ہمارے خان پور کے اندر ایک زرعی تحقیقاتی ادارہ ہے۔ماضی میں اس نے بہت اچھے seeds produce کئے ہیں۔میری یہ گزارش ہو گی کہ اس ادارے کو بھی strengthen کیا جائے۔

جناب سپیکر!اسی طرح ہمارے تھل کے علاقے میں pressure irrigation system کے تحت2000 ایکڑ کاٹن کاشت کی گئی ہے۔یہ بھی ایک احسن اقدام ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی base یہی فصل ہے جس سے ہمیں زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے،جس سے ہمارے ہاں بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے۔تھل کے علاقے میں اس طرح کے اقدامات سے ہماری معیشت کے اندر بہت بہتر نتائج آئیں گے۔

جناب سپیکر!اسی طرح زرعی گریجویٹس کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔اس حوالے سے میں یہ کہوں گا کہ یہ زمین ریٹائرڈ گریجویٹس کو نہ دی جائے بلکہ یہ زمین ان نئے گریجویٹس کو دی جائے جو کہ بے روزگار ہیں تاکہ نئی generation آ کر وزیر اعلیٰ صاحب کے اس vision کو promote کرے کہ ہم نے اس پنجاب کو سرسبز و شاداب بنانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! wind up کرلیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ مجھے دو چار منٹ کا مزید وقت دے دیں کیونکہ میں کچھ باتیں Southern Punjab کے حوالے سے بھی کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیشہ Southern Punjab کی محرومیوں کا رونا رویا گیا ہے لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے کسی بھی معزز ممبر نے یہ نہیں بتایا کہ Southern Punjab کی محرومیاں کیوں ہیں، یہ کس وجہ سے پیدا ہوئی ہیں اور ان کے issues کیا ہیں؟ اگر ان issues کو discuss کیا جائے تو اس کے ذمہ دار ہم لوگ ہی ہوں گے جو کہ ان ایوانوں میں بیٹھے ہیں یا بیٹھتے رہے ہیں۔ ہم سب کی کوتاہیوں کی وجہ سے ہی آج ہمارا جنوبی پنجاب محرومیوں کا شکار ہے۔ ہماری حکومت نے پچھلے سال 5۔ارب روپے کے funds جنوبی پنجاب کے لئے رکھے تھے اور اس موجودہ بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے 8۔ارب روپے کے funds رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! مظفر گڑھ، میانوالی، خوشاب اور جھنگ کے لئے جو 2۔ارب روپے کا fund رکھا گیا ہے وہ بھی قابل ستائش ہے۔ یہ علاقے بھی محرومیوں کا شکار ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ لودھراں، مظفر گڑھ، بہاولپور، بہاولنگر کے لئے بھی اس سال 2۔ارب روپے کے funds رکھے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈیرہ غازی خان اور ساہیوال میں نئے میڈیکل کالجوں کے قیام کا اعلان بھی ایک بہت ہی احسن اقدام ہے۔

میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ جتنے funds اور منصوبے موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں رکھے ہیں ان پر عملدرآمد کو ensure کریں۔ موجودہ حکومت نے کہا ہے کہ ہم نے اپنے ترقیاتی بجٹ کا رُخ Southern Punjab کی طرف کر دیا ہے تو ہمیں اس چیز کو ensure کروانا ہو گا۔ انشاءاللہ مجھے پوری امید ہے کہ اس ترقیاتی بجٹ کو ہم اپنے Southern Punjab میں لے کر جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ صاحب کو اتنا متوازن اور معیاری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ جو لوگ آج اس متوازن اور معیاری بجٹ کو الفاظ اور ہندسوں کی جادوگری کہہ رہے ہیں میں ان سے سوال کرتی ہوں کہ کیا وہ موجودہ حالات میں موجودہ وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس سے زیادہ معیاری بجٹ پیش کر سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں کیونکہ ان کے پاس گزشتہ آٹھ سال تھے اور انہوں نے جو بھی بجٹ پیش کیا اس سے عوام کو کوئی relief نہیں ملا۔ ہمارے قائدین نے ہمیشہ تعمیری تنقید کو سراہا اور اس پر عمل کرتے ہوئے policies مرتب کی ہیں۔ آج اپوزیشن والے بے جا تنقید اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کے کرپشن کے راستے بند ہو گئے ہیں جو انہوں نے عوام کے پیسے کو لوٹا۔ آج وہ پیسا عوام پر ہی خرچ ہو رہا ہے اور ان کو اسی بات کی تکلیف ہے۔ میں آج یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ آج اگر کسی project پر کوئی رقم مختص کی جاتی ہے تو میں مانتی ہوں کہ وہ رقم اس project پر 100 فیصد خرچ نہ ہوتی ہو لیکن 90 فیصد ضرور اس کام پر خرچ ہوتی ہے۔ کیا یہ پرویز الٰہی دور کا کوئی ایک کام ایسا بتا سکتے ہیں کہ جس پر 50 فیصد رقم بھی خرچ کی گئی ہو، ان کے پاس ایسا کوئی کام نہیں ہو گا۔ آج حقائق موجود ہیں کہ 2000 سے 2008 تک جو بھی ترقیاتی کام شروع کئے گئے ان میں سے بے شمار کام تکمیل کے مراحل عبور نہیں کر سکے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ اس دور میں نام نہاد کمپنیوں کو ٹھیکے دیئے گئے اور کمیشن کے مطالبے کی وجہ سے وہ projects ادھورے کے ادھورے رہ گئے اور آج ہماری حکومت ان projects کو مکمل کر رہی ہے جن projects کا انہوں نے پیسا کھایا ہے۔ یہ بات بتاتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ آج اس ایوان میں وہ لوگ بھی موجود ہیں اور اپنی آواز میں نہایت درد پیدا کر کے یہ بات کرتے ہیں کہ معصوم کلیوں کو زہر دے دیا گیا، یقیناً یہ ایک افسوسناک واقعہ ہے اس میں ان کے کوئی گھریلو مسئلے تھے اور ان کے والدین نے یہ سب کچھ کیا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا انہوں نے یہ بات کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھا کہ جن کے ہاتھ لال مسجد کی بیٹیوں کے لہو سے رنگے ہیں، لال مسجد کی بیٹیوں کے لہو سے ان کے دامن سرخ ہیں وہ کیسے یہ بات کر سکتے ہیں۔ آج وہ بیٹیوں کو پریاں اور معصوم کلیاں کہتے ہیں، کیا وہ بیٹیاں نہیں تھیں، کیا وہ معصوم کلیاں نہیں تھیں جن کے اپنے دامن لہو سے رنگے ہوں وہ کس طرح یہ بات کر سکتے ہیں؟

جناب والا! یہاں پر لوٹ مار اور کرپشن کو بند کرنے کی بات کی گئی۔ پنجاب بنک میں جو لوٹ مار ہوئی اس کا آپ سب کو معلوم ہے اگر میں یہاں پر پنجاب کے بڑے محکموں کے علاوہ صرف LDA اور PHA میں لوٹ مار کا خاکہ ہی پیش کر دوں تو ان کو کہیں جائے پناہ نہ ملے گی۔ جتنے بھی sign boards and hoardings تھے ان کے ٹھیکے صرف چند ہزار روپے سالانہ میں دیئے گئے اور ہماری موجودہ حکومت نے وہ ٹھیکے کروڑوں میں نیلام کئے ہیں۔

جناب والا! ضلعی حکومتیں یقیناً عوام کی بہتری کے لئے کوشاں ہوتی ہیں، کام کرتی ہیں اور ان کے مسائل میں مددگار ثابت ہوتی ہیں لیکن آج یہ بات کرتے ہیں کہ Administrators لگا دیئے گئے۔ ضلعی حکومتوں کا حال تو کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، Solid Waste Management کے محکمے میں ضلعی حکومت نے ایک نام نہاد کمپنی کو ٹھیکہ دیا جس کا سرے سے وجود ہی نہیں تھا جس پر 60 کروڑ کا خرچہ آیا اس ٹھیکے کے تحت محمود بوٹی میں 300 کنال اراضی اس کمپنی کو lease کر دی گئی اور معاہدہ یہ تھا کہ وہ کمپنی کچرے سے کھاد بنائے گی اور اس کا 10 فیصد منافع ضلعی حکومت کو دے گی، آج تک اس کمپنی نے ایک روپیہ بھی ضلعی حکومت کو نہیں دیا۔ یہ سب کچھ کرنے کے باوجود یہ لوٹ مار کو بند کرنے کی باتیں کرتے ہیں۔ ان کو کہیں دو سالہ دانش نظر نہیں آتا میں ان سے پوچھتی ہوں کہ دانش تو ابھی چلنا بھی شروع نہیں ہوا اور یہ اس کو بھاگتے ہوئے دیکھنے کی باتیں کرتے ہیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ ان کا آٹھ سالہ "پڑھا لکھا پنجاب" کہاں ہے؟ اس کو تو آج تک کسی نے نہیں دیکھا حالانکہ اس کے نام پر انہوں نے اربوں روپیہ کھایا۔ میں سکولوں کے حوالے سے بات کروں گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب کا طلباء کو انعامات دینے اور غیر ملکی دورے کروانے کا پروگرام بہت ہی احسن اقدام ہے اور اس کو یقیناً جاری رہنا چاہئے۔ ان کو دانش سکول کی تکلیف اس لئے ہوتی ہے کہ آج ان کے مزارع اور ان کے گھریلو ملازم کا بیٹا وہی تعلیم اور وہی سہولیات مفت حاصل کرے گا جو کہ یہ لاکھوں روپے خرچ کر کے اپنی اولاد کو ایسی سہولیات دلاتے ہیں اور آنے والے وقت میں انشاء اللہ تعالیٰ اسی غریب کا بیٹا ان کی اولاد کے برابر تعلیم یافتہ ہو گا اور قابلیت میں وہ بھی کسی سے پیچھے نہیں ہو گا۔

جناب والا! میں یہاں پر حکومت کی توجہ چند سکولوں کی طرف دلوانا چاہوں گی جن پر ناجائز قبضے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سیکنڈری سکول لیاقت باغ 1886 میں قائم ہوا اس کی 42 کنال

اراضی تھی اس اراضی پر ناجائز قبضہ ہوتے ہوتے اب چند کنال رہ گئی ہے۔ سنڈینس سکول کشمیر روڈ مری پر قبضہ گروپ نے اپنی نظریں جمار کھی ہیں اور وہاں کے ہوسٹل کو اس مقصد کے لئے دو مرتبہ آگ لگا دی گئی ہے کہ یہ سکول یہاں سے ختم ہو اور اربوں روپے کی اس property پر قبضہ کیا جا سکے۔ تعلیم کے حوالے سے ایک اور اہم بات یہ ہے کہ صوبہ بھر میں لڑکوں کے تو boarding schools ہیں لیکن لڑکیوں کے boarding schools کا فقدان ہے لہذا گورنمنٹ کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! Punjab Land Development Company کا قیام یقیناً غریب لوگوں کے لئے ایک بہت ہی اچھا قدم ہے اس سے وہ غریب لوگ اپنا گھر حاصل کر سکیں گے جو ہمیشہ سے اپنے گھر کا خواب دیکھتے تھے۔ اس میں میری چند گزارشات ہیں کہ یہ گھر کس criteria پر دیئے جائیں گے؟ یہ گھر non transferable ہونے چاہئیں کیونکہ گزشتہ سکیموں میں دیکھا جائے تو جو گھر یا پلاٹ دیئے جاتے ہیں وہ زیادہ منافع لے کر آگے فروخت کر دیئے جاتے ہیں تو یہ نہیں ہونا چاہئے کہ گھر transfer ہو سکے۔ وہاں پر LDA کی approved schemes کے مطابق سہولیات ہونی چاہئیں یعنی ٹرانسپورٹ کی سہولت ہونی چاہئے لیکن چائنا بسوں کا تلخ تجربہ نہیں دہرانا چاہئے، وہاں no profit no loss کی shuttle service شروع کرنی چاہئے اور اس سکیم میں روزگار کے مواقع دینے چاہئیں تاکہ لوگوں کو روزگار کے حصول کے لئے دور دراز جگہوں پر نہ جانا پڑے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں خواتین کے لئے 15۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یقیناً یہ ایک بہت ہی اچھا کام ہے اور اس مرتبہ خواتین کے بارے میں بھی سوچا گیا ہے۔ میں اس میں گزارش کروں گی کہ جو بھی کام شروع کئے جائیں وہ ممبران خواتین کی monitoring میں ہوں اور یہ پیسا ان کی monitoring میں خرچ کیا جائے۔ خواتین کے لئے ہنر گھر بنائے جائیں جہاں پر انہیں نہ صرف مختلف products بنانے کی ٹریننگ دی جائے بلکہ گورنمنٹ کی سطح پر ان کے لئے exhibitions کا اہتمام بھی کیا جائے تاکہ وہ خود اپنی products کو فروخت کر سکیں۔ بنگلہ دیش میں garments ready made کے حوالے سے خواتین کا کردار ہمارے سامنے ہے کہ بنگلہ دیش کے پاس اپنی cotton نہیں ہے لیکن بنگلہ دیش نے آج پوری دنیا میں ready made garments میں ایک نام پیدا کیا ہے اور اس کا سارا credit وہاں کی خواتین کو جاتا ہے۔ ہمیں بھی اپنی خواتین کو encourage کرنا چاہئے، انہیں چھوٹے قرضے دینے چاہئیں اور وہ جو

products بنائیں انہیں market میں لے جانا چاہئے اور ان کی exhibitions کروانی چاہئیں اس سے ہمارے زرمبادلہ میں بھی اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف ایک بات کروں گی کہ روزنامہ "جنگ" کی خبر کے مطابق Pharmaceutical Companies سے ڈاکٹر کمیشن لے رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کی بڑھی ہوئی قیمتوں سے غریب عوام بہت پریشان ہیں اور یہ کمپنیاں 100 سے 1000 فیصد تک منافع لے رہی ہیں۔ ان کا ایک ہتھکنڈہ research and development کا ہے جس کی base پر یہ لوگوں کی جیبیں لوٹ رہی ہیں۔ ان کمپنیوں کے وہ کمیشن جو یہ اپنے ایجنٹوں کو دیتے ہیں وہ 25 سے 35 فیصد تک ہوتا ہے اس سے آپ ان کے منافع کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس پر خصوصی توجہ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر! میری آخر میں یہ گزارش ہے کہ گریڈ ایک سے 16 تک کے ملازمین کو میڈیکل الاؤنس صرف -/500 روپے دیا جاتا ہے جبکہ 17 سے 22 گریڈ تک کے لئے کوئی حد نہیں ہے اور وہ لاکھوں روپے وصول کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ غریب آدمی کو ریلیف دینا چاہئے اور اسے بہتر سہولیات دینی چاہئیں۔ اس پر ضرور غور کیا جائے اور ان کے میڈیکل الاؤنس کو بڑھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ میرا گلا بھی خراب ہے اور میری طبیعت بھی کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر کچھ لغزش آئے تو اسے نظرانداز کر دیا جانا چاہئے۔

جناب والا! NFC ایوارڈ کے اجراء کے بعد یہ تمام صوبائی اسمبلیوں کا پہلا بجٹ ہے۔ اس NFC ایوارڈ پر تمام سیاسی قوتیں بلاشبہ خراج تحسین کی مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! مجھے آج یہ کہتے ہوئے بھی خوشی ہو رہی ہے کہ جہاں ہمیشہ مختلف وفاقی حکومتیں صوبائی حکومتوں کو اپنے under رکھ کر کام کرنا بہتر اور مناسب سمجھتی ہیں وہاں پر وفاقی حکومت کی طرف سے اپنے فنڈز صوبوں کو منتقل کر دینا ایک بہت بڑا قدم ہے۔ اگر آج چاروں صوبوں کے ترقیاتی فنڈز کو ملا کر دیکھا جائے تو وہ وفاقی حکومت کے ترقیاتی فنڈ سے کہیں زیادہ ہیں اس لئے یہ جمہوریت کی طرف ایک بڑا مثبت قدم ہے جس پر تمام سیاسی قوتوں کو مبارکباد دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں بہت ساری اچھی باتیں ہیں جن کو میں ضرور سراہنا چاہوں گی۔ اس میں میڈیکل کالجوں کی تعداد میں اضافہ، liver transplant کا منصوبہ شروع کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ اس کے بعد سب سے اچھی بات یہ ہے کہ چودھری نثار صاحب کی مرضی کے خلاف سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو اضافہ propose کیا گیا اس پر یقیناً وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت خراج تحسین کی مستحق ہے۔ یہ کچھ اچھی اور میٹھی میٹھی باتیں تھیں۔ اب کچھ کڑوی گولیاں بھی میں سمجھتی ہوں کہ نگلنا پڑیں گی۔

جناب سپیکر! سارا سال ہماری زباں بندی ہوتی ہے، بجٹ کے اس موقع پر مجھے آپ کو یہ گزارشات کرنی ہیں۔ میں پنجاب کے محکمہ Youth and Cultural Affairs کی پارلیمانی سیکرٹری ہوں۔ مجھے ایک بات کی حیرت ہوئی کہ ایک صبح جب میں نے اخبار پڑھا تو اس میں کسی Youth Commission کا اعلان خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے کیا گیا تھا مجھے اس میں تکلیف یہ ہوئی کہ محکمہ تعلیم کی طرف سے اشتہار دیا گیا تھا اور محکمہ تعلیم کو اس میں involve کیا گیا تھا۔ مجھے محکمہ تعلیم کو involve کرنے پر اعتراض نہیں لیکن میرا یہ اعتراض بجا ہے کہ جب ایک Department Youth حکومت پنجاب کا موجود ہے تو اس محکمے کو نظر انداز کر کے اس Commission Youth کا انعقاد بالکل میری سمجھ سے باہر ہے اس طرح سے یہ پیغام دیا جاتا کہ جن محکموں کے اندر پیپلز پارٹی کے وزراء یا ان کے اراکین اسمبلی موجود ہیں وہاں پر انہیں نظر انداز کیا جانا کسی صورت جمہوریت کی کامیابی ہے اور نہ ہی کوئی نیک شگون ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے محکمہ کے حوالے سے دوسری بات کرنا چاہتی ہوں کہ میرا محکمہ اس حوالے سے سب سے زیادہ نظرانداز ہوا ہے کہ پچھلے چالیس سال میں صرف Culture Department کے ملازمین کو تیس چالیس سال ملازمت کرنے کے باوجود کوئی پنشن نہیں دی جاتی۔ تیس چالیس سال حکومت پنجاب کی سرکاری ملازمت کرنے کے بعد یہ خالی ہاتھ اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ اس محکمے کے بعد بھی بہت سارے ایسے محکمے بنے ہیں جن میں پنجابی آرٹ لینگوئج کا سنٹر ہے اس کے ملازمین کو بھی پنشن دی گئی ہے لیکن پنجاب آرٹ کونسل کے ملازمین کے لئے کوئی پنشن نہیں ہے، یہ سراسر ناانصافی ہے۔ وہ ملازمین بھی حکومت پنجاب کو serve کرتے ہیں اس لئے

میری strong recommendation ہے اور میری وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ ان کے لئے بھی پنشن کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ سستی روٹی کے بارے میں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں۔ سستی روٹی پر وزیر اعلیٰ صاحب کا بڑا emphasis ہے مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ سستی روٹی دینا چاہتے ہیں تو دیں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ وہ کہاں بکتی ہے؟ سستی روٹی کے نام پر ترقیاتی فنڈ کو کاٹ دینا ناانصافی ہے، سستی روٹی کے نام پر سرکاری ملازمین کو چار چار مہینے تنخواہیں نہ ملنا زیادتی ہے۔ اگر روٹی سستی کرنے کا شوق ہے اور سستی روٹی پر اخراجات کرنے کا شوق ہے تو میاں برادران کی بہت سی ایسی اراضی ہے جو wastage ہے جس پر کوئی کام نہیں ہو رہا اس کو بیچ کر سستی روٹی پر اخراجات کئے جاسکتے ہیں اس لئے پنجاب کے لوگوں کے لئے سستی روٹی کے علاوہ بھی بہت سے concerns ہیں۔ پنجاب کے لوگوں کے اور بھی بہت سارے مسائل ہیں جن کو صرف سستی روٹی کے نام پر نظرانداز کر دینا عقلمندی نہیں ہے۔ اپنی اس سستی روٹی کے لئے اپنے وسائل میں اضافہ فرمائیے اور وہ آپ نے کہاں سے فرمانے ہیں یہ میرا concern نہیں ہے لیکن میرا یہ concern ضرور ہے کہ ترقیاتی فنڈز میں سے کٹوتی کر کے اور مختلف محکموں کے فنڈز میں کٹوتی کر کے سستی روٹی بانٹنا میں کسی صورت اس کو مناسب نہیں سمجھتی۔

جناب سپیکر! میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ وفاقی حکومت کا ایک پروگرام جس کا نام بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے جب یہ شروع کیا گیا تو اس کی نقل میں ایک فوڈ سپورٹ پروگرام پنجاب میں بھی شروع کیا گیا جو چھ مہینے کے اندر اندر بند ہو گیا۔ اللہ کا فضل ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام جاری ہے، یہ کوئی ایک ہزار روپے کا پروگرام نہیں ہے۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتی لیکن ایک concern مجھے ضرور ہے کہ چودھری نثار صاحب نے اپنی بجٹ تقریر کے اندر کہا کہ اس پروگرام کا نام تبدیل ہو جانا چاہئے، میں سمجھتی ہوں کہ چودھری نثار صاحب اس نام کے ساتھ اپنی دشمنی زیادہ دیر تک نہیں چھپا سکے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت کے بعد محترمہ کے نام پر ووٹ لینے کے لئے جلسے کئے گئے۔ محترمہ سے ہمدردی show کی گئی لیکن آخر وہ دشمنی باہر آ گئی، اس کو باہر آنا ہی تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ بڑے لوگوں کے نام پر ہمیشہ پروگرام شروع کئے جاتے ہیں اور پوری دنیا میں ایسا ہوتا ہے لیکن اگر چودھری نثار صاحب کو اتنی تکلیف ہے تو میں کہتی ہوں کہ بے نظیر بھٹو بننا آسان کام

نہیں ہے، بے نظیر بھٹو بننے کے لئے جان کی قربانی دینی پڑتی ہے اس لئے میں چودھری نثار صاحب سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میرا ان سے وعدہ ہے، میں وفاقی حکومت کی طرف سے وعدہ کرتی ہوں کہ اگر ان کی پارٹی کی طرف سے ایک بکرا یا بکری بھی قتل ہو جائے تو ہم اس کے نام پر بہت سارے پروگرام رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے لئے یہ حوصلہ تو پیدا کریں کم از کم بے نظیر کے نام کی مخالفت کرنے کے لئے وہ guts تو ہونے چاہئیں کہ بے نظیر کا نام ہٹا دیا جائے، بے نظیر کا نام اس ملک کے لوگوں کے دلوں سے کوئی ہٹا سکا ہے اور نہ چودھری نثار جیسا کوئی ایجنٹ محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام ہٹا سکتا ہے۔ جن لوگوں کو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے تکلیف ہے تو مجھے اس پر حیرت ہوتی ہے کہ میں نے شیخوپورہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے فارموں پر بی بی کی تصویر کے اوپر نواز شریف کی تصویر لگا کر وہ فارم تقسیم کئے گئے، کیا اس طرح بے نظیر بھٹو کا نام ختم ہو جائے گا، کیا اس طرح آپ بے نظیر بھٹو کی جو اس ملک کے لئے قربانی ہے اس کو نظر انداز کر لیں گے؟ بے نظیر بھٹو بننے کے لئے وہ guts لایئے، اس قیادت کی وہ تمام چیزیں لائیں جو ان میں تھیں نہ کہ ان کی تصویر کے اوپر اپنی تصویر لگا کر سیاسی دکانداری چمکانے کی کوشش کریں۔ اس کے علاوہ جن لوگوں کو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے تکلیف ہے تو وہ لکھ کر دے دیں کہ ہمیں اس بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے اختلاف ہے۔ ہم ان کے حلقے میں جا کر ان کی مرضی کے بغیر وہاں کے لوگوں کا poverty survey کریں گے، وہاں پر لوگوں کو ہیلتھ انشورنس دی جائے گی، ان کے بچوں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دی جائے گی اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا نام کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا بلکہ پاکستان کے اندر، جب تک پیپلز پارٹی میں صرف پیپلز پارٹی ہی نہیں کہوں گی بلکہ پاکستان کے اندر، جب تک ایک غیور انسان موجود ہے بے نظیر کا نام ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ لوگ ضرور ختم ہو جائیں گے، جو کسی سیاسی ایجنڈے کے تحت آئے ہیں، جو ایجنسیوں کے پیروکار ہیں اور جو سیاسی مفاہمت کی اس فضا کو خراب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میاں محمد نواز شریف صاحب کو ہر تیسرے دن محترمہ بے نظیر بھٹو کی یاد آتی ہے، وہ ہمیشہ ان کے بارے میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور چودھری نثار صاحب اور ان کی پارٹی کے کچھ ایسے لوگ ہیں جو ہمیشہ محترمہ کے خلاف بات کرتے ہیں جو ان کی زندگی میں بھی ان کے پیچھے پڑے رہے۔ مجھے یہ حیرت ہوتی ہے کہ یہ محترمہ کے بارے میں ایسے جذبات رکھتے ہیں، محترمہ انہی کی مہربانیوں سے اپنے چھوٹے

چھوٹے بچوں کو لے کر اٹک جیل کے باہر مٹی کے ایک ٹیلے پر تین تین گھنٹے بیٹھتی رہیں، ان کے بچوں کو ان کے باپ سے ملاقات نہیں کرنے دی گئی۔ اس قسم کی باتیں میں سمجھتی تھی کہ محترمہ کی شہادت کے بعد جس طرح مفاہمت کا پیغام دیا گیا اور نوڈیرو میں آ کر جس طرح نواز شریف صاحب نے محترمہ کے بارے میں تعزیت کی اور اس کے بعد تمام پارٹیوں کی election campaign محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر ہوئی۔ سب نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے نام پر ووٹ مانگے۔ آج جو لوگ ان کی وجہ سے اسمبلیوں میں موجود ہیں، آج وہ ان کا نام برداشت نہیں کر سکتے۔ یہ وہ اندر کی jealousy اور منافقت ہے جس کو وہ بہت دیر تک برداشت نہیں کر سکے اور آج وہ سامنے آگئی ہے جب یہ کہہ دیا گیا جسے میں بتانا چاہتی ہوں۔ میں یہ بات categorically آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام جن سکیموں کے ساتھ جڑا ہے وہ تو بہت بعد کی بات ہے لیکن جب بھی اس ملک میں جمہوریت کے لئے کوئی کام ہو گا یا جب بھی عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی کام ہو گا تو یقیناً اس میں محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام آئے گا۔ اُن کا نام اس ملک سے کوئی ختم نہیں کر سکتا اور چودھری نثار جیسے سیاسی بندے سے میں اس قسم کی کوئی توقع نہیں کر سکتی کہ وہ محترمہ بے نظیر بھٹو کا نام بھی لے سکے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اُن کا محترمہ کے بارے میں نام لینا بھی محترمہ کے نام کی توہین ہے۔ جیو بھٹو، جئے بے نظیر، جئے پاکستان۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR DEPUTY SPEAKER: No point of order please.

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! یہ کوئی بجٹ پر تقریر نہیں بلکہ ایک political speech ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ اُن کا ٹائم ہے۔ خان صاحب! یہ Chair کا right ہے، آپ تشریف رکھیں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انتہائی افسوس ہے کہ یہ اس طرح کی بات کر رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ And no point of order allowed

جناب اعجاز احمد خان: ہم نے وفاقی حکومت پر کبھی بات نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ یہ اُن کا ٹائم ہے اس کے اندر وہ جو مرضی بات کریں، respond کرنے کا ٹائم اُن کے پاس موجود ہے۔ پلیز تشریف رکھئے۔ جی، شاہد محمود صاحب!

جناب شاہد محمود خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العالمینo الرحمٰن الرحیم۔ پنجاب کے پیش کردہ حالیہ بجٹ میں جنوبی پنجاب پر مشتمل خطے کی ترقی وخوشحالی کے لئے 52۔ارب روپے کی جو خطیر رقم مختص کی گئی ہے وہ بلاشبہ پنجاب حکومت کا ایک احسن اور بہت بڑا اقدام ہے جس کے لئے میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور اعلیٰ قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ اگر52۔ارب روپے کی یہ خطیر رقم اس خطے کے مجبور عوام کے بنیادی مسائل کے حل کرنے کی ٹھوس منصوبہ بندی کی گئی ہے تو یہاں کے عوام میں موجود احساس محرومی کو دور کرنے میں مدد ملے گی بلکہ قیام پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ اس خطے میں حقیقی اور فلاحی ترقی کی مستقل بنیاد ہو گی لیکن یہ سب کچھ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس رقم کے استعمال کی منصوبہ بندی کا کام بیوروکریسی کے روایتی افسران کے سپرد کرنے کی بجائے سرائیکی خطے کے عوام کے ووٹوں سے منتخب کردہ نمائندگان کے حوالے کیا جائے جو یہاں کے عوام کے بنیادی اور حقیقی مسائل سے آگاہ ہیں۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ party politics سے بالاتر جنوبی پنجاب کے خطے سے منتخب شدہ تمام ممبران صوبائی اسمبلی پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی جائے جس کے لئے میرے نزدیک "وسیب کمیٹی" کا نام سب سے بہتر ہے لہٰذا میری یہ تجویز ہے کہ اس کی قیادت کا فریضہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو سونپا جائے جو یہ کمیٹی بجٹ میں مختص اس خطیر رقم کو سرائیکی وسیب کے عوام کے اجتماعی مسائل کو حل کرنے اور خطے کی تعمیر و ترقی کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کرے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ اگر یہ فلاحی کام ایک بار پھر بیوروکریسی کے روایتی ڈھانچے کے سپرد کیا گیا تو اس رقم کے ضائع ہونے سے نہ صرف عوام کے کندھوں اور قومی خزانے پر قرضوں کے بوجھ میں اضافہ ہو گا بلکہ جنوبی پنجاب کی اصلاح پر ایک نئے صوبے کا مطالبہ زور پکڑے گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ پر اعتراض آرہا ہے اس لئے آپ صرف consult کر سکتے ہیں لیکن ساری تقریر دیکھ کر نہیں کر سکتے۔

جناب شاہد محمود خان: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ نہ صرف قرضوں کے بوجھ میں اضافہ ہو گا بلکہ ایک نئے صوبے کے قیام کا مطالبہ ایک زبردست سیلاب کی صورت میں پھیلے گا اور نئے صوبے کے قیام کو روکا نہیں جا سکے گا۔ اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے مسائل اور خطے کے عوام کے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ایک صوبائی منسٹری برائے جنوبی پنجاب بنا دی جائے تاکہ اسے focus کرکے وہاں کے مسائل کا حل نکالا جائے۔ اسی طرح میں گزارش کروں گا کہ جس طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے NFC ایوارڈ تقسیم کرانے میں جو کردار ادا کیا اس کا اعتراف تمام وزرائے اعلیٰ نے بھی کیا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نوانی صاحب! کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو گا۔ Let him talk and this is no way.

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر کسی ممبر نے تقریر پڑھ کر کرنی ہے تو وہ آپ کو جمع کروا دے۔ اس طرح کرنا rules کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد خان صاحب! یہ بالکل valid پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ پہلے بھی اس طرح ہوا ہے۔ آپ صرف consult کر سکتے ہیں لیکن دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ اب اگر آپ نے دیکھ کر پڑھی تو پھر میں آپ کو روک دوں گا۔

جناب شاہد محمود خان: جی، ٹھیک ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح NFC ایوارڈ تقسیم کروایا اس کو تمام وزرائے اعلیٰ اور وفاقی حکومت نے بھی سراہا، خصوصی طور پر انہوں نے پنجاب کے حصے کا 11۔ارب روپیہ بلوچستان کو دیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے 2۔ارب روپے کا امراض قلب کا ہسپتال بلوچستان میں بنانے کے لئے بھی کہا، میں اس کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میں یہ بھی کہوں گا کہ جب بلوچستان میں پنجابی قتل ہو رہے ہیں اور جو پنجابی قتل و غارت کے بعد وہاں سے ہجرت کرکے پنجاب میں واپس آئے ہیں ان پنجابیوں کے لئے کسی روزگار اور رہائش کا بھی بندوبست کیا جائے۔ میری یہ خصوصی گزارش ہو گی کہ ان کو گھر دیئے جائیں۔

میں اپنی بجٹ تقریر دو حصوں میں تقسیم کرتا ہوں، ایک جنوبی پنجاب کی احساس محرومی اور دوسری پنجاب پر قرضوں کا بوجھ۔ اس حوالے سے چونکہ figures کی بات ہو گی اس لئے مجھے پڑھ کر سنانا پڑے گا۔ موجودہ حالات میں حکومت پنجاب نے 485۔ارب روپے کے قرضے ادا کرنے ہیں جس میں 95۔ارب روپے کے قرضے ملکی بنکوں کے ہیں اور 391۔ارب روپے کے بیرونی بنکوں کے قرضے ہیں۔ قرضے کی صورت آپ خود دیکھ لیں کہ علامہ اقبال نے بھی پنجہ یہود کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ پنجہ یہود قرضوں کی صورت میں آپ کو جکڑ لیتا ہے، پھر وہ اپنی شرائط منواتے ہیں جو آپ کی غیرت و حرمت کو بھی خرید لیتے ہیں اس لئے ہمیں ان قرضوں سے جان چھڑانی چاہئے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ان قرضوں کی مد میں ہم نے اسی بجٹ میں 53۔ارب روپے کا قرضہ واپس کرنا ہے اور ملکی قرضہ جو ہم نے واپس کرنا ہے وہ 23۔ارب روپے ہے لیکن اُس پر 17۔ارب روپے کا سود ہے۔ غیر ملکی قرضہ 8۔ارب روپے کا ہے جس پر 3۔ارب روپے کا سود ہے۔ پنجاب میں پچھلے سات سالوں میں جنوبی پنجاب پر صرف 130۔ارب روپے خرچ کئے گئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس طرح سالانہ 16۔ارب روپیہ جنوبی پنجاب پر خرچ ہوا۔ جو قرضے ہم نے لئے ہیں ہم سے اسی قرضوں کی مد میں ٹیکس لیا جائے باقی 546۔ارب روپے پنجاب میں جہاں پر خرچ ہوئے ہیں وہاں کے لوگوں سے ٹیکس collect کر کے اُن قرضوں کی واپسی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں سبسڈی کا ذکر کروں گا کہ اس بجٹ میں 21۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے جس میں گندم پر 13۔ارب، ramzan package پر 2۔ارب، شمسی توانائی کے ٹیوب ویلوں پر ایک ارب 16 کروڑ، سالڈ ویسٹ پراجیکٹ پر 2۔ارب، سستی روٹی پر 5۔ارب اور پبلک ٹرانسپورٹ پر ایک ارب روپے دیئے گئے ہیں۔ میں گزارش یہ کروں گا کہ جنوبی پنجاب کا اس سبسڈی میں علیحدہ حصہ متعین کر دیا جائے کیونکہ ہمارا علاقہ بہت زیادہ احساس محرومی، پسماندگی اور غربت میں ہے اس لئے خصوصی طور پر خیال کیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں اس بجٹ میں کچھ تجاویز بھی دینا چاہوں گا اور جنوبی پنجاب کی احساس محرومی کی وجہ بھی بتاؤں گا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہ پچاس فیصد بڑھائی گئی ہے جو بہت ہی خوش آئند بات ہے۔ پنجاب کے 42 محکمے ہیں جن میں 12 لاکھ سرکاری ملازم ہیں جو کہ بہت بڑا بوجھ ہیں لہٰذا محکموں

میں ملازمین کی تعداد کم کی جائے۔ جنوبی پنجاب کی آبادی31فیصد ہے جبکہ ہمارے سرکاری ملازم صرف 11فیصد ہیں۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ہماری آبادی 31فیصد ہے جبکہ ہمارے حصے میں سرکاری ملازمتیں صرف 11فیصد ہیں۔ میں فنانس منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی تقریر میں ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے tribal areas کی ترقی کے لئے 3۔ارب38کروڑ روپے کی لاگت سے ایک ترقیاتی منصوبہ Tribal Area Development Programme شروع کیا گیا ہے اس منصوبے کے لئے اس سال25کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ ستم ظریفی یہ دیکھیں کہ پچھلے سال اس پر صرف 2کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ ویسے یہ منصوبہ 3۔ارب38کروڑ روپے کا ہے لیکن پچھلے سال صرف 2کروڑ روپیہ خرچ ہوا تھا۔ سیاحت کے لئے ایک ارب67کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ آئندہ برس مری میں سیاحوں کے لئے جدید طرز پر chair lift system بہت خوش آئند بات ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ فورٹ منرو کے لئے بھی مری جتنی رقم رکھی جائے۔ میری وزیر موصوف سے خصوصی گزارش ہوگی کہ ہمارا علاقہ اس حد تک ہے کہ راجن پور سے مری آنے میں پندرہ سولہ گھنٹے لگتے ہیں تو میری منسٹر صاحب سے گزارش ہوگی کہ فورٹ منرو کے لئے بھی وہی رقم رکھی جائے۔ اسی طرح بڑے شہروں کی انفراسٹرکچر کی بحالی کے لئے 2۔ارب20کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ان میں فیصل آباد، راولپنڈی، سرگودھا اور گوجرانوالہ کو شامل کیا گیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ملتان، ڈیرہ غازی خان اور لودھراں کو بھی شامل کیا جائے کیونکہ ان کے انفراسٹرکچر کا بھی بہت برا حال ہے۔ ملتان کی sewerage کا اتنا زیادہ برا حال ہے کہ لوگ روتے پھرتے ہیں اور sewerage کے گندے نظام کی وجہ سے Hepatitis-C کی بیماری بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔

میں اپنی تقریر کو ختم نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ points تو بہت تھے لیکن یہی کہوں گا کہ آئندہ سال میں Hepatitis-C کے لئے رکھے گئے، 33کروڑ انتہائی کم ہیں کیونکہ جنوبی پنجاب میں یہ بیماری سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح پسماندہ اور دور دراز کے علاقوں کے بچوں کی تشویشناک حد تک شرح خواندگی کے پیش نظر میٹرک تک تعلیم کے وظائف میں ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے تو جنوبی پنجاب میں کسی کو وظیفہ نہیں ملا۔ اس سال ایک ارب5کروڑ روپیہ اور رکھا گیا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ منسٹر صاحب لازمی یہ بتائیں کہ وہ پیسے کہاں کہاں خرچ ہوئے ہیں؟ اسی طرح ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، گوجرانوالہ اور

سیالکوٹ میں نئے بنائے گئے میڈیکل کالجوں میں employees Social Security کے دو کالجوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ان کے علاقے نہیں بتائے گئے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ وہ بتائیں اور راولپنڈی میں دل کے امراض کا بنایا جانے والا ہسپتال جہلم یا چکوال میں بنایا جائے کیونکہ راولپنڈی میں پہلے ہی ملٹری ہسپتال کے علاوہ بہت سے ہسپتال ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا۔ ہماری اس حکومت کو معرض وجود میں آئے ہوئے آج دو سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے تو الحمدللہ اس دو سال کے عرصے میں تمام تر نامساعد حالات کے باوجود، ورثے میں ملی ہوئی دہشت گردی کے باوجود، ورثے میں ملے ہوئے خالی خزانوں کے باوجود میں مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب، ان کی ٹیم کو، وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب، سیکرٹری خزانہ اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے ان نامساعد حالات کے باوجود ایک بہترین اور متوازی بجٹ پنجاب کے عوام کے لئے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! جو لوگ تعصب کی عینک لگا کر بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان دو سالوں میں کوئی کام نہیں ہوا اور کچھ نہیں ہوا تو انہیں شاید 42 ہزار ایجوکیٹرز کی میرٹ پر بھرتی نظر نہیں آتی کہ جس میں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے کسی ایک شخص کی کوئی سفارش نہیں چلی۔ ہم سب نے کسی کے لئے کوئی سفارش نہیں کی اور سو فیصد میرٹ پر 42 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی ہو کر آئے۔ ان لوگوں کو شاید یہ نظر نہیں آتا کہ ایک لاکھ سے زائد اساتذہ کرام کو دوبارہ train کیا گیا ہے جن کی خصوصی training کی گئی تاکہ معیار تعلیم کو بلند کیا جائے۔ انہیں شاید پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر اربوں روپے اشتہارات کی نذر کرنے اور ایک شخص کی قصیدہ گوئی کرنے کا سٹائل پسند تھا جو کہ سٹائل اس ملک میں موجود نہیں ہے۔ اس ملک میں تعلیم کے شعبے میں جو ترقی اور اس ملک میں خاص طور پر صوبہ پنجاب میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کا جو وژن ہے جس طرح سے وہ پنجاب کی education کو دیکھنا چاہتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ایک ایک بچہ international standard پر education حاصل کرے۔ دانش سکولوں کی ابھی جیسے میرے بھائی نے بات کی تو دانش سکول ابتدائی مراحل میں ہیں اور ابھی آپ صبر

کیجئے۔ پڑھا لکھا پنجاب پر آپ نے اربوں روپے برباد کر دیئے۔ الحمد للہ ہمیں بڑا احساس ہے کہ ہم نے آپ کی طرح mobilization advance کے طور پر اربوں روپے نہیں دیئے۔ پنجاب کا پیسا پنجاب کے عوام کی امانت ہے اورانشاء اللہ ایک ایک روپے کو نہایت سوچ اور سمجھ کر استعمال کیا جائے گا۔ 5۔ ارب روپے کی خطیر رقم سے 4286 سکولوں میں computerized labs بنائی گئی ہیں اور اس کے علاوہ لاکھوں اساتذہ، ڈاکٹروں کو regular کیا گیا ہے وہ بھی آج اس حکومت کو دعائیں دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات کو رضاکارانہ طور پر اس حد تک کم کیا کہ آج وہاں پر گلچھرے نہیں اڑائے جاتے۔ پچھلی حکومتوں نے جس طرح اس پیسے کو بے دریغ لوٹا تو آج اللہ کے فضل و کرم سے سادہ چائے اور کافی کے ساتھ مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے اور اس طریقے سے ہم نے رقم بچائی ہے۔ اربوں روپے سے وہ لوگ جو سرکاری دورے کیا کرتے تھے آج تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ واقعات ہوئے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کسی بیرونی سرکاری دورے پر تشریف لے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ اگر اس ایوان میں بیٹھا میرا کوئی ساتھی یا بھائی جاتا ہے، کوئی وزیر جاتا ہے، میں بھی ایک دفعہ جا چکا ہوں تو اللہ کے فضل و کرم سے ہم سرکاری پیسا نہیں اڑاتے۔ وہاں جا کر اگر ایک بسکٹ بھی کھایا جاتا ہے تو اپنی ذاتی جیب سے اس کی ادائیگی کی جاتی ہے اور وہ پیسے بچا کر اس ملک کے position holders بچوں کو protocol دینے پر خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ پیسا اس ملک کے position holders کو یورپ اور انگلینڈ کی یونیورسٹیوں کی سیر کرانے پر خرچ کیا جاتا ہے۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے سکولوں اور کالجوں میں missing facilities کو دور کرنے پر یہ پیسا خرچ کیا جاتا ہے۔ یہاں پر بہت بات ہوتی ہے سستی روٹی، سستی روٹی تو مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے کہ آج لوگ اگر خودکشیاں کرتے ہیں تو الزام لگانے والے ہی سستی روٹی کی مخالفت کرتے ہیں، ان کی سوچوں پر افسوس ہے۔ یہاں پر کچھ لوگوں کو فوبیا ہو گیا ہے جیسے پنجاب کی ایک اعلیٰ شخصیت کو رانا ثناء اللہ فوبیا ہو گیا ہے اور اسی طرح آج میری ایک colleague کو چودھری نثار فوبیا ہو گیا ہے۔ آج شاید چودھری نثار کا یہ گناہ ہے کہ وہ مرکز میں بیٹھ کر حکومتی ایوانوں کی corruption پر نظر رکھتے ہیں۔ آج انہیں فوبیا سے باہر نکلنے کی ضرورت ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے بارے میں شاید ہی کوئی ایسا بدبخت ہو گا جو ان کے لئے نیک جذبات نہیں رکھتا ہو گا۔ محترمہ عظیم شخصیت تھیں، ہم تمام ان کی یاد میں روتے ہیں لیکن بے نظیر

انکم سپورٹ پروگرام تمام تر معاملات کے باوجود بہت اچھا پروگرام ہو گا، مجھے اس سے کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے محض اس بات کے کہ الزامات لگتے ہیں جس طرح یہاں بھی لگتے ہیں لیکن میرا مشورہ ہے کہ اگر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی تصویر لگا کر بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام چلانے میں کوئی عظمت ہے تو کیا آج قوم یہ پوچھنے کا حق نہیں رکھتی کہ محترمہ کی تصویر کو اتنی عقیدت مگر محترمہ کے قاتلوں کو guard of honour دے کر اس ملک سے رخصت کر دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ دورُخی ہے۔ آج پیپلز پارٹی کا بنیادی رکن یہ سوال پوچھنے کا حق رکھتا ہے کہ محترمہ کے قاتلوں کو گود میں بٹھانا اور پھر محترمہ کی بات کرنا یہ double standards ہیں اور انہیں اس double standards سے باہر نکلنا پڑے گا۔ آج سستی روٹی پر تنقید کرنے والوں کو یہ چیز ہضم نہیں ہوتی کہ آج ایک غریب -/2 روپے میں روٹی کھا لیتا ہے۔ یہاں پر پھر میں وہ بات کروں گا کہ اربوں روپے mobilization کے نام پر کاموں کے لئے ایڈوانس دے دیئے جاتے ہیں اور پھر انہیں پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔5۔ارب روپے کی رقم کچھ بھی نہیں، 5۔ارب روپے کی رقم محمد شہباز شریف کا بس چلے تو سارا بجٹ ان غریبوں پر لگا دے جو بھوک سے بلک رہے ہیں اور مر رہے ہیں لیکن آج میں بتانا چاہتا ہوں کہ ramzan package، گندم سبسڈی اور پبلک ٹرانسپورٹ پر ایک ارب روپے رکھا گیا ہے اور میں پھر واپس آؤں گا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام پر بڑا مفید مشورہ دیا گیا قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب کی جائیداد کا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ این آر او کے ذریعے اربوں روپے کی corruption کو معاف کروایا گیا تھا، یہ سرے محل کو بیچیں اور سرے محل کی رقم سے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو چلائیں۔ اپنی ذاتی تشہیر اگر انہوں نے کرنی ہے تو پھر یہ بھی اپنا پیسا استعمال کریں مگر ہم ایسی باتیں نہیں کرتے۔ بڑے ادب سے میں نے یہ باتیں عرض کی ہیں۔ ہم ایسی باتوں پر نہیں جاتے کیونکہ ہم عملی کام پر جاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے ہمارا کام بولتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج پنجاب میں بے گھر لوگوں کے لئے پانچ مرلہ سکیم شروع کی جارہی ہے۔ Punjab Land Development Company کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کے لئے 250 ملین روپے دیئے گئے ہیں اور اس مرتبہ اس پر 500 ملین روپے دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! روزگار ہمارے لوگوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور آج اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے پنجاب کا ادارہ TEVTA لوگوں کو skilled کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ آپ کی حکومت Skilled Development Endowment Fund کا قیام عمل میں لے کر آئی ہے اور اس کے لئے 50 کروڑ روپے کی ابتدائی رقم رکھی گئی ہے۔

میں صحت کے متعلق بات کروں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے صحت کو بڑا focus کیا ہے۔ آج آپ پنجاب کے طول و عرض کے کسی بھی ہسپتال میں چلے جائیں، آپ کو اللہ کے فضل و کرم سے غریب مریض کو کہیں باہر سے medicine نہیں لانی پڑتی۔ آج پنجاب کے almost ہسپتالوں میں ائرکنڈیشنز اور جنریٹرز لگا دیئے گئے ہیں۔ آج میں یہاں آنے سے پہلے صبح بھی اپنے حلقے کے ٹی بی ہسپتال میں visit کر کے آیا وہاں میں نے لوگوں سے پوچھا تو پتا چلا کہ وہاں لوگوں کو کھانا بھی ملتا ہے۔ ہمیں عوام نے عوام الناس کی تکالیف کے ازالے کے لئے mandate دیا ہے نہ کہ یہاں پر بیٹھ کر ایسی باتیں کرنے کے لئے جس سے controversy بڑھے۔ میں نے دو روز پہلے اخبار میں ایک محل کی تصویر دیکھی، being پاکستانی، being political worker میرا دل تو اس سے بہت زیادہ جلا۔ ترکی میں ایک محل ہے جس میں وہ شہزادہ جو اس اسمبلی میں دس بار elect ہونے جا رہا تھا اور وہ شہزادہ جس کو انہوں نے شہزادہ اعظم بنا کر رکھا ہوا تھا، اس وقت یہاں میرے وہ بہن بھائی موجود نہیں ہیں جو اس کی تعریفوں میں آسمان اور زمین کے کلابیں ملایا کرتے تھے آج شاید یہ بھی اس کا نام لیتے ہیں یا نہیں لیتے؟ ترکی میں جنرل پرویز مشرف نے محل بنایا ہوا ہے جس میں وہ سال میں صرف دو مرتبہ اس ایکڑوں پر محیط مہنگے ترین محل میں جاتا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ کیا یہ اس کے باپ کا پیسا تھا، اس کے پاس یہ پیسا کہاں سے آ گیا؟ یہی دس سال کی لوٹ کھسوٹ ان بنچوں پر بیٹھنے والوں کے ساتھ مل کر اس نے کی اور یہی لوٹ کھسوٹ کر کے آج وہ اربوں روپے کا محل لے کر ان سے Guard of Honour لے کر چلا گیا۔ آج قوم پوچھتی ہے کہ آپ نے دس سال جس کے خلاف جدوجہد کی اس کے خلاف آپ نے آرٹیکل 6 کے تحت ٹرائل کیوں نہ کیا، آپ نے اس کو Guard of Honour کیوں دیا اور آپ 3۔نومبر کے اقدامات کو تحفظ دینے کی کیوں بات کرتے تھے؟ یہ وہ سوالات ہیں جب تاریخ دان تاریخ لکھے گا تو اس کا جواب بھی بہت سے لوگوں کو دینا پڑے گا۔ میں دوبارہ بجٹ کی speech پر آتا ہوں۔ (قہقہہ)

سچ بات بہت سے ساتھیوں کو شاید ہضم نہیں ہوتی لیکن میرا ان تمام ساتھیوں کے لئے مشورہ ہے جو یہاں جذباتی ہو کر محترمہ بے نظیر بھٹو شہید، اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنت دے، ان کا نام لیتے ہیں۔ خدارا ان کے قاتلوں کا، آپ کے صدر کہہ چکے ہیں کہ ان کے قاتلوں کا مجھے پتا ہے تو خدارا ان کے قاتلوں کو بے نقاب کیجئے۔ ورنہ آپ کا political worker آپ کو معاف نہیں کرے گا۔ میں نے بہت ساری باتیں کرنی تھیں۔ اتنے اچھے اچھے کام الحمدللہ ہوئے ہیں لیکن چونکہ وقت کی قلت ہے میں اپنے ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات کا خاتمہ کرتا ہوں اور اس عہد کے ساتھ اپنی بات کا خاتمہ کرتا ہوں کہ:

تسلیم کہ رات اندھیری ہے الام کی گھمبن گھیری ہے
تیرا تن زخموں سے چور بہت میرا دل غم سے رنجور بہت
اے کعبہ و دل اے معبد جاں تجھے زخمی چھوڑ کے جاؤں کہاں
میرے جیتے جی ان شہروں پر ان کھیتوں پر ان نہروں پر
آسیب کی زردی چھائے کیوں تیرے نین کنول مرجھائے کیوں
اے میرے دیار وفا و یقیں خوشحال سدا آباد سدا تیرے بازو گجرے لال سدا
سر رکھ دیں گے ہر پتھر پر دل رکھ دیں گے ہر ڈالی پر
ہم آنچ نہ آنے دیں گے کبھی اس ملک کی خوش اقبالی پر

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

لاکھ آندھیاں اٹھیں ہزار برق گرے
وہ پھول کھلتے رہے ہیں جو کھلنے والے تھے
فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
بدل سکتا ہے رخ تقدیر کا تدبیر کی جانب
خلوص دل سے جب ہم کوئی تدبیر کرتے ہیں

آدمی شب خون مارے گا پرانی سوچ پر
اک نئی صورت سے یہ دنیا اجالی جائے گی
دکھ ہمارے مشترک ہوں گے تو سکھ بھی مشترک
فکر انسانی ان سانچے میں ڈھالی جائے گی

میں سچے دل سے اور اپنے رب کو حاضر ناظر جان کر کہتی ہوں کہ یہ نہ صرف میرے دل کی آواز ہے بلکہ کروڑوں پاکستانیوں کے دل کی پکار ہے۔ میں وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جن کا character اسمبلی کے لئے اور باہر balancedہے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے سینئر مشیر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب، کیبنٹ کے ممبران، تمام سیکرٹریوں اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے اس شاندار بجٹ کو ترتیب دیا۔ انہوں نے عوام کے دکھ اور درد کو محسوس کرتے ہوئے ایک مکینیکل، ٹیکنیکل اور نفسیات کو سمجھتے ہوئے سیاسی بجٹ دیا ہے اس پر میں اللہ رب العزت کی شکر گزار ہوں کہ اس نے ہمارے قائد محترم کو ایسا ذہن دیا، ان کے رفقائے کار کو اتنی ہمت دی کہ اتنے sensitive حالات اور اتنے خاص وقت میں اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ ان کا یہ سچائی کا جذبہ تھا، ان کے خلوص کی صداقت تھی کہ ایسے complicated حالات میں سے یہ گزرے ہیں۔ یہاں پر ہمارے قائدین محترم اور ہمارے سینئر قائد ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بیٹھے ہیں ہم disciplinaryلوگ ہیں ، ہمیں اخلاقیات کا درس دیا گیا ہے اور ہم شتر بے مہار بات نہیں کرتے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا آپ ان کے جھوٹے خداؤں کو برا نہ کہو ورنہ وہ آپ کے سچے خدا کو برا کہیں گے۔ ابھی حالیہ اخبار میں چینی نائب وزیراعظم کا بیان آیا کہ "ایہہ میاں محمد نواز شریف جتنے آپ پاکستان میں مقبول ہیں اتنے ہی چائنا میں مقبول ہیں۔" ہماری پنجابی میں کہاوت ہے کہ "کاواں دے آکھیاں ڈھگیاں نوں کجھ نئی ہوندا"۔ یہ خود منہ میاں مٹھو بننے والی بات نہیں ہے۔ ہم حقیقت پسند لوگ ہیں، ہم الحمدللہ سچائی پر قائم رہنے والے ہیں اور ہم جبر و ظلم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے والے ہیں۔ ہمارے کردار پر کوئی دھبہ نہیں ہے، ہمارے قائد نے جو جو پالیسیاں دی ہیں اور جو جو پراجیکٹ شروع کئے ہیں کوئی ان کے مقابلے میں لائے ایسا ذہن اور اپنی کوئی سوچ لائے۔ ہمارے قائد کی سوچ کو ہر سطح پر سراہا گیا ہے اور سراہا جاتا ہے۔ جس میں سچائی ہوتی ہے وہ ہر کرپشن سے پاک ہوتا ہے۔ یہ بجٹ انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل

میں نشان منزل ثابت ہو گا اور یہ وہ کتاب کی روشنی ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ قدم کی روشنی ملے تو اگلا قدم خود اٹھایا جاتا ہے۔ یہ بجٹ ایک جگنو ہے جس کی مشعل انشاء اللہ تعالیٰ پورے پاکستان میں پھیلے گی۔ میں اس بات پر بھی اپنے قائدین کے تدبر اور ان کی فراست کو داد پیش کرتی ہوں جنہوں نے کالا باغ ڈیم کے لئے دس لاکھ ٹوکن منی رکھی۔ اس وقت ایک اور issue ہے دانشور لکھتے ہیں کہ اس وقت پاکستان قحط زدہ ہو رہا ہے، پاکستان پیاسا ہے اور پاکستان کو اپنے کھیتوں کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔ پاکستان کے پاس پینے کا پانی نہیں ہے تو اللہ کے فضل و کرم سے یہ منصوبہ جس کو تنگ نظر اپوزیشن بلکہ میں کہتی ہوں کہ یہ اپوزیشن نہیں ہے، اپوزیشن تو وہ ہوتی ہے جو آج کے دور میں، آج کے وقت میں جو پراجیکٹ، پالیسیوں کو بغور دیکھ کر اور معائنہ کر کے اچھائیوں کو سراہتی ہے اور غلطیوں کو بتاتی ہے۔ آپ کے پاس ایسا دماغ نہیں ہے، آپ کے پاس تو صرف الف بابا جس کے بارے میں میرے پاس ثبوت ہیں اور اخبارات ہیں جو میں ایوان کو دکھاؤں گی۔ کارگل کے بارے میں فرحت اللہ بابر کہتے ہیں کہ یہ انکوائری رپورٹ کو اس وقت کا آمر کیوں چھپاتا ہے جس وقت کارگل کی انکوائری آئی تو یہ لوگ اس وقت بھی نعوذ باللہ اسمبلیوں سے elect کروا رہے تھے۔ آج نعوذ باللہ اس آمر کا ساتھ دینا، ہم نے اس وقت بھی کہا اور آج بھی کہتے ہیں کہ وہ مکروہ تھا اس آمر کی وجہ سے پاکستان تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اور یہ قیادت جس کے بارے میں دانشوروں نے بھی لکھا کہ پاکستان میں میاں محمد نواز شریف کی بھی ضرورت ہے اور نواز شریف پاکستان میں واپس آئیں گے تو یہ پاکستان کا استحکام ہو گا، ان کو شان و شوکت کے ساتھ پاکستان اسی بناء پر لایا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا وقت دو گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! علم انبیاء کی میراث ہے اور تعلیم پر جتنی توجہ دی جائے اتنی کم ہے۔ آپ دیکھیں کہ جس وقت سے حکومت آئی ہے اس قلیل ٹائم میں کیسے کیسے منصوبے، کیسے کیسے اقدامات کئے گئے ہیں اور خطیر رقم ایجوکیشن کی مد میں رکھی گئی ہے۔ talented students کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا کیا شاندار مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں اور تعلیمی میدان میں دانش کدہ سکول جو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کے خوابوں کی تعبیر ہے کیا جھونپڑیوں میں رہنے والے بچے ہمیشہ حسرت سے دیکھیں کہ ایچی سن میں پڑھنے والے بچے کون ہوتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم کو ترسیں۔ یہ وہ vision ہے جو

کہ یہاں پر امیر اور غریب کی تفریق کو ختم کرتا ہے اور وہ لوگ جو ساری زندگی سہانی حسرت لئے اس دنیا سے گزر جاتے وہ انشاءاللہ تعالیٰ اس دانش کدہ تحریک سے فیض یاب ہو کر اس ملک اور قوم کی خدمت کریں گے اور بہترین تابوت ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں اور میرے خیال میں سستی روٹی کی مخالفت کرنے والے سستی شہرت چاہتے ہیں۔ جب آپ نے اربوں روپے کے قرضے معاف کروائے، جب آپ نے اس ملک کے وسائل کو بیرون ملک منتقل کیا، جب آپ نے "پڑھا لکھا پنجاب" کے نام پر 63 ہزار سکولوں کا پیسا ہضم کیا اس وقت آپ کو زرمبادلہ یاد نہ آیا۔ آج اگر مسافر خانوں میں سٹیشن اور لاری اڈوں پر اور ایسی جگہوں پر جہاں پر لوگ بھوکے پیاسے پھر رہے ہوتے ہیں ان کے لئے روٹی سستی کر دی تو آپ کے پیٹ میں کیوں اتنی تکلیف اٹھتی ہے؟ کیا ہمارے خزانوں پر غریب عوام کا حق نہیں ہے جن وسائل پر آپ نے قبضہ کیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اب آپ wind up کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ اگر یہ جرم ہے تو ہم ڈنکے کی چوٹ پر یہ جرم بار بار کریں گے اور میرے پاس تو ابھی بہت material ہے میں یہاں پر اپوزیشن کے ہر مرد اور ہر خاتون کو چیلنج کرتی ہوں کہ وہ اس بجٹ پر point to point میرے ساتھ مناظرہ کریں، میرے ساتھ وہ بات کریں اور وہ اعداد و شمار کے مطابق بتائیں کہ اس بجٹ میں کیا خامی ہے؟ اس میں ایک point اٹھایا گیا کہ لائیو سٹاک کا بجٹ کیوں کم کیا گیا ہے، لائیو سٹاک کا بجٹ اس لئے کم کیا گیا ہے کہ وہاں پر سابق وزیر اعلیٰ پرویز الٰہی سے تحریک کارکنان اور افسران نے تالیاں بجا کر 55 کروڑ بکرا منڈی کے ٹیکسوں کا وصول کر لیا۔ پانچ جگہ سے ان کو بجٹ ملتا ہے جو کروڑوں اربوں روپے پر مشتمل ہے اور ویکسین کہاں جاتی ہے، وہ چودھریوں کے ڈیروں پر جاتی ہے۔ وہ بجٹ کرپشن کا شکار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: طیبہ ضمیر صاحبہ! بہت شکریہ۔ آپ کو wind up کا ٹائم دیا تھا۔ اب سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا نمبر 75 تھا اور 74 والے اپنی تقریر کر کے ایک گھنٹے سے چلے گئے ہوئے ہیں۔ میرا نمبر کس کو دے دیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کسی کو نہیں دیا گیا، ابھی انیسواں اور اٹھارھواں نمبر چل رہا ہے تشریف رکھیں۔ جی، اب ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ!

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب اور فنانس منسٹر تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک عوام دوست، متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا اور اس سے بھی زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس بجٹ سے پہلے جو pre-budget session میں تجاویز پیش کی گئیں تھیں ان ساری تجاویز کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے تو بجٹ کو ہمیشہ ہی الفاظ کا گورکھ دھندا کہا جاتا ہے لیکن بجٹ حکومت کے vision کا نام ہے، اگر بجٹ میں زیادہ تر ترقیاتی منصوبے شامل کئے گئے ہوں یا لوگوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کے کام کئے گئے ہوں تو یقینی طور پر اس بجٹ کی تعریف میں کسی بغض سے کام نہیں لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ پہلے سے موجود جائیداد کی خرید و فروخت کے لئے جو ٹیکس تھا اس میں بھی دو فیصد کٹوتی کی گئی ہے۔ ہمارے وزراء کرام کی تنخواہوں میں 25 فیصد کمی کی گئی ہے اور سب سے بڑھ کر اقتدار کے ایوانوں کی شاہ خرچیوں کے آگے پل باندھنے کی کوشش کی گئی جس طرح سے وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں 25 فیصد کمی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہو تا کہ وفاق بھی اس کی تقلید کرتا اور اسی طرح سے ایوان صدر اور وزیراعظم سیکرٹریٹ اور باقی سارے گورنر ہاؤس اور سارے صوبوں کے جو وزیراعلیٰ ہیں اگر وہ سیکرٹریٹ کے اخراجات کو 25 فیصد کم کر دیں اور ان تمام رقوم کو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جائے تو ان کی محرومیوں کا کچھ تو ازالہ ہو گا۔

جناب سپیکر! ہماری پولیس فورس کے لئے جس طرح سے ہمارے قائد نے پچھلے دنوں تنخواہوں کا اضافہ کیا بہت سارے لوگوں کو اس پر اعتراض تھا اور بہت سارے لوگوں کو یہ شک ہے کہ

وہ شاید اپنے اہداف اس طرح سے حاصل نہ کر سکیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان میں بھی جیسے ہمارے معاشرے میں بھی مسائل ہیں وہاں پر کرپشن ہے اور وہاں پر بھی کچھ کالی بھیڑیں ہے لیکن اس کے باوجود جس طرح سے حالیہ دہشت گردی کی لہروں میں ہماری پولیس فورس نے جدید آلات نہ ہونے کے باوجود بھی جس طرح سے اپنے سینوں پر دشمنوں کی گولیاں کھائیں اور اپنے عوام کی جان ومال کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور شہادتوں کا درجہ حاصل کیا تو میں ان شہیدوں کو سلام پیش کرتی ہوں، ان ماؤں اور ان بہنوں اور ان بیٹیوں کو جنہوں نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو اپنے سروں کے تاجوں اور اپنی حفاظت کرنے والی باہوں کو لوگوں کی حفاظت کرنے کے لئے قربان کر دیا اور جس طرح سے 30 فیصد اضافہ پولیس فورس کے لئے کیا گیا ہے اور اس کو بڑھا کر تقریباً 50۔ارب روپے کے قریب تک کر دیا گیا ہے یہ یقیناً بہت اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر! Where there is conflict, where there is injustice there is conflict. اس conflict کے ساتھ ہی محرومیاں پیدا ہوتی ہیں اور انہی کا ازالہ کرنے کے لئے جس طرح سے فہم وفراست سے اور معاملہ فہمی کے ساتھ NFC Award میں ہمارے قائد نے جو کردار ادا کیا اور جس کا آپ جانتے ہیں تمام صوبوں کے وزیر اعلیٰ نے ادراک کیا اور اس کی تعریف کی وہ یقیناً قابل ستائش ہے، بالکل انہی خطوط پر چلتے ہوئے جنوبی پنجاب کے عوام کے لئے جہاں پر صرف 31 فیصد آبادی ہے وہاں کے لئے پنجاب کے بجٹ کا 36 فیصد حصہ لوگوں کے لئے محرومی کے ازالہ کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے تو یہ کیسی بات ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ وہ لوگ جنوبی پنجاب کو نیا صوبہ دینے کے چکر میں ہیں اور پاکستان کو توڑنے کی سازشیں کرنا چاہتے ہیں، ان لوگوں پر یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ وہ پنجاب کا حصہ ہے اور پنجاب انشاءاللہ تعالیٰ ایک پنجاب اور پاکستان کے وہی صوبے رہیں گے اور ان لوگوں کی باتیں اور سازشیوں کو پایہ تکمیل نہیں پہنچنے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اگر یہاں پر pro poor سکیموں کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یقیناً یہ بہت غلط بات ہو گی، pro poor سکیموں کی ٹوٹل مد میں جو پیسے تھے وہ بڑھا کر 15۔ارب سے 21۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں جس میں 13۔ارب روپے کی گندم پر سبسڈی، 2۔ارب روپے کا ramzan package اور سستی روٹی اور سستی روٹی جس کی وجہ سے بہت سارے لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئیں، انہوں نے

سونا چھوڑ دیا اور ہر وقت دن میں بھی سستی روٹی کے خواب آتے اور اس کے علاوہ اور کوئی کام بھی نہیں ہے اور اس مد صرف میں 5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس سے بھی زیادہ خوش آئند بات یہ ہے کہ میرے ہاتھ میں آج کا "نوائے وقت" ہے اس میں ان لنگر خانوں کی بھی تفصیل دے دی گئی ہے جس میں لکھا ہے کہ آج سے پنجاب میں 42 لنگر خانے کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس ماہ کے آخر میں ایک سو لنگر خانے ہوں گے جہاں پر -/10 روپے میں کھانا فراہم کیا جائے گا۔ یہ اتنی اچھی اور قابل ستائش بات ہے کہ جس کی کوئی مثال مل ہی نہیں سکتی اور یہ اصل میں ان لوگوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے جو ہمیشہ سستی روٹی پر تنقید کرتے رہے۔ اس کی وجہ انہیں جو بہت research کے بعد پتا چلی وہ صرف یہی تھی کہ وہ 5۔ ارب روپے جس کا ان کو دکھ ہے اور وہ دکھ صرف اس بات کا ہے کہ وہ 5۔ ارب روپے لوگوں کے پیٹ کا دوزخ بننے کے لئے کیوں استعمال ہو رہے ہیں، وہ ان کو پینے پلانے کے لئے کیوں نہیں دیئے جا رہے؟

جناب سپیکر! صحت اور تعلیم حکومت پنجاب کی شروع سے ہی priority رہی ہے اس میں بالترتیب 53 اور 43۔ ارب روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ .Health is beyond races and waders یہ غریب، امیر، مسلم، عیسائی، سکھ سب کو چاہئے ہوتا ہے۔ مجھے اس بات کو بتاتے ہوئے بہت خوشی ہوئی ہے کہ Tertiary Centres DHQs, THQs سارے ہسپتالوں میں سارے اداروں میں 6۔ ارب روپے کی خطیر رقم کے ساتھ انشاء اللہ و تعالیٰ ساری ادویات مفت ملیں گی اور اب کوئی شخص علاج کی سہولت کے بغیر نہیں رہے گا اور جب ان کو treatment بھی ملے گا تو وہ بھی respectable way میں۔ Free Dialysis Centre جس کا پہلے سے ہی قیام تھا اب جگہ جگہ پورے پنجاب میں وہ availability ہے اور خوشی کی بات یہ ہے میں آپ کو دو چار چیزیں بتاتی چلوں اس میں جو main کام ہو رہے ہیں establishment of 300 bedded hospital at Bahawalpur, establishment of kidney care centre اور لاہور کی طرح راولپنڈی میں بھی Cardiac Institute کھولا جا رہا ہے اور سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ ستمبر 2010 سے میڈیکل کالجوں میں 452 سیٹوں کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور چار میڈیکل کالج سیالکوٹ، گوجرانوالہ، ساہیوال اور ڈی جی خان میں بنائے جا رہے ہیں، جیسے ہی یہ چاروں میڈیکل کالجز completion کی طرف جائیں گے تو 550 سیٹوں کا مزید اضافہ کر دیا جائے گا، اگر

ان کو collectively دیکھا جائے تو ایک ہزار نئے اضافی ڈاکٹر ہر سال انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی خدمت کے لئے موجود رہا کریں گے۔ اگر ہم education کو دیکھیں تو اس میں بہت لمبی لسٹ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی 41 فیصد آبادی ابھی تک تعلیم کے زیور سے محروم ہے لیکن ہماری پنجاب حکومت کا عزم ہے کہ 2015 تک ہم انشاء اللہ تعالیٰ یقینی طور پر millennium development goals achieve کر کے رہیں گے اور ہمارے صوبے کے ہر بچے کو تعلیم تک رسائی ہو گی۔ Education میں بہت زیادہ اقدامات کئے جا رہے ہیں، ایک ارب 80 کروڑ روپے سے مفت کتابیں دی جا رہی ہیں۔ Position holders کو جس طرح سے نوازا جا رہا ہے، جس طرح سے ان کو عزت دی گئی ہے، جس طرح سے مطالعاتی دوروں کے لئے غیر ممالک میں بھجوایا گیا ہے، ان کے ٹیچرز کی ٹریننگ کی گئی ہے اور سب سے خوشی کی بات اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ کچھ سال پہلے تک کبھی کوئی غریب آدمی کا بچہ یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ IT Labs تک اس کی رسائی ہو گی۔ چار ہزار دو سو IT Labs سرکاری سکولوں میں قائم کر دی گئی ہیں۔ مجھے فخر ہے اس بات پر کہ پنجاب کا کوئی بچہ صرف اس لئے تعلیم سے محروم نہیں رہ جائے گا کہ اس کے ماں باپ غریب ہیں اور وہ اس کی فیس نہیں دے سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیجئے، آج مجھے بات کرنی ہے ان غریبوں کی، ان دُکھی دِلوں کی کہ جن کے حقوق کی پامالی پچھلے دس سالوں سے ہو رہی ہے۔ آج جب ان غریبوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی بات ہو رہی ہے تو انہیں افسوس ہو رہا ہے، آج جب غریبوں کے پیٹ کا دوزخ -/2 روپے کی روٹی سے بھرا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے پیٹ میں مروڑ اُٹھ رہے ہیں، آج جب بیمار لوگوں کے لئے علاج معالجہ کی سہولت respectable way میں دی جا رہی ہے تو ان لوگوں کو یہ دُکھ ہے کہ کہیں پنجاب کے بیمار لوگ صحت مند معاشرے کی طرف نہ چلے جائیں اور آج جب لوگوں میں شعور اور آگہی پیدا کرنے کے لئے دانش سکول ایچی سن کی طرز پر بنائے جا رہے ہیں تو یہی دُکھ ہو رہا ہے کہ کہیں یہ لوگ پڑھ لکھ کر ان کے مقابلے میں نہ کھڑے ہو جائیں۔

جناب سپیکر! مجھے بات کر لینے دیجئے اس لئے کہ آج میں یہ بات واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک کے وسائل پر ہمارے غریب عوام کا حق ہے اور ان وسائل کی منصفانہ تقسیم ہو کر رہے گی۔

ہم غریبوں کو کھانا دیں گے، بے گھروں کو گھر دیا جائے گا، بے روز گاروں کو روز گار دیا جائے گا، وہ لوگ جو کاشتکار ہیں ان کو ٹریکٹرز دیئے جائیں گے اور وہ جو زرعی انجینئرز ہیں ان کو یقینی طور پر جس طرح سے بھی ہو سکے حکومت ان کو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، wind up کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، اب آصف بشیر بھاگٹ صاحب! (قطع کلامیاں)

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جناب سپیکر! بس ایک منٹ دے دیں۔ میں آپ کے توسط سے ایک بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: جن لوگوں کو اس چیز کا بہت زیادہ دُکھ ہے کہ -/2 روپے کی روٹی کیوں مل رہی ہے یہ سُن کر ان کے تو پیٹ میں مزید مروڑ اُٹھیں گے کہ -/2 روپے کی روٹی کے علاوہ لنگر خانے بھی کھول دیئے گئے ہیں جن کی تعداد اس مہینے کے آخر تک 100 ہو جائے گی۔ وہاں پر -/10 روپے کا کھانا ملا کرے گا تو میں وزیر قانون صاحب سے صرف ایک گزارش کروں گی کہ وہ ان لوگوں کو ایک بہت ہی اچھی luxury سی بس میں بٹھا کر ان تنوروں اور لنگر خانوں کا معائنہ کروا دیں تا کہ یہ بحث بھی ختم ہو جائے اور اس کی تقلید باقی صوبے بھی کر سکیں اور باقی صوبوں کی عوام کو بھی اسی طرح سے یہ کھانا اور یہ روٹی میسر ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، بھاگٹ صاحب!

جناب آصف بشیر بھاگٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کا مشکور ہوں کہ اس سال کے اہم ترین موقع پر آپ کی وساطت سے حکومت کو کچھ گزارشات کرنے کا موقع ملا۔ میں پنجاب کا لگاتار تیسرا بجٹ پیش ہونے پر پنجاب کی تمام جمہوری قوتوں، تمام جمہوری پارٹیوں اور ان کے سربراہان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسرے نمبر پر وزیر خزانہ، ان کی ٹیم، چیئرمین (پی اینڈ ڈی) اور ان کے دیگر ساتھیوں کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنے مشکل حالات میں، جنہیں کہہ کہہ کر اتنا مشکل کر دیا گیا ہے کہ اب تو ہر بندے کو یہ احساس ہونا شروع ہو گیا ہے کہ اتنے مشکل حالات میں تو

بجٹ پیش ہی نہیں ہونا چاہئے تھا لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کی ہمت ہے کہ انہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کرنے کی کوشش کی۔

اس سے آگے جو دوسری بات اس بجٹ میں قابل تحسین ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت نے Prime Minister کی تقلید کرتے ہوئے اور وفاقی حکومت کے اس فیصلے کو مانتے ہوئے پنجاب کے تمام ملازمین کی تنخواہوں میں پچاس فیصد اضافہ کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس پورے بجٹ میں بہت بڑی چیز ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ ہمیں دس منٹ کا بہت مختصر ٹائم ملا ہے تو وہ باتیں نہ کی جائیں جو میرے دیگر ساتھی دو تین دنوں سے بار بار دہرا رہے ہیں۔ میں یہاں پر ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہم لوگ جمہوری لوگ ہیں، ہماری کچھ سیاسی روایات ہیں، کچھ اس ہاؤس کا decorum ہے، کچھ اس ہاؤس کے اصول اور پالیسیاں ہیں ہمیں ان پر بھی نظر رکھنی چاہئے کیونکہ پچھلے دو تین دن سے یہاں پر جو ماجرہ ہو رہا ہے، مجھ جیسے دیگر میرے ساتھی اس کوشش میں تھے کہ پچھلے تین دن سے ہم اپنی بجٹ تقریر کر سکیں اور ایک دن میں دو یا تین لوگوں کی speeches ہوتی ہیں اور باقی سارا وقت ہمارے اپوزیشن کے ارکان شور مچاتے ہوئے اور حکومت پر بے جا تنقید کرتے ہوئے گزارتے ہیں اور اس کے جواب میں ہمارے treasury benches کے وہ دوست جو شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اس کے بدلے ان پر الزامات لگائیں تو اسی میں سارا وقت گزر جاتا ہے۔ میں وقت کی کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں پر دو چار تجاویز بجٹ کے حوالے سے دینا چاہوں گا۔

اس میں سب سے پہلی میری تجویز یہ ہے کہ جیسے کہ بجٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ 12۔ارب روپے سرکاری املاک کو فروخت کر کے اس کا revenue اکٹھا ہو گا اور وہ development schemes پر لگایا جائے گا۔ میری وزیر خزانہ اور سی ایم صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ جو املاک فروخت کر کے ریسٹ ہاؤس یا زرعی زمین فروخت کر کے جو پیسے اکٹھے کئے جائیں گے وہ انہی اضلاع کو واپس دیئے جائیں جن اضلاع سے وہ property فروخت کی جائے گی تو ان اضلاع کو ہی وہ پیسے دیئے جائیں جس طرح پچھلے کئی دنوں سے یہاں پر تخت لاہور، جنوبی پنجاب اور نئے صوبوں کا جو چرچا ہو رہا ہے ان لوگوں کی اس demand کو تقویت پہنچے گی اگر وہ سارے پیسے اکٹھے کر کے بڑے شہروں میں لگا دیئے جائیں گے۔ اس سے آگے میں یہ گزارش کرتا چلوں کہ ہم ایم پی ایز کو Local Government کے ذریعے 80 لاکھ

روپے کا صوابدیدی فنڈ دیا جا رہا ہے تو میری یہاں پر یہ گزارش ہے کہ آج سے تین سال پہلے جو سکیمیں 80لاکھ روپے میں مکمل ہوتی تھیں، اس سال inflation اور price variation کی وجہ سے وہ مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ لہذا ہمیں اب تقریباً ایک کروڑ 60لاکھ روپے دیئے جائیں۔ میری یہ گزارش ہے اور یہ میری proposal ہے کہ بجٹ میں یہ جو ہمارا80لاکھ روپے کا صوابدیدی فنڈ ہے اس کو double کیا جائے کیونکہ پچھلے تین سال سے جو مہنگائی ہے وہ کم از کم double ہو چکی ہے۔ تین سال پہلے ہم اس80لاکھ میں تین یا چار کلومیٹر soling لگوا لیا کرتے تھے مگر اب وہی soling چار کلومیٹر سے کم ہو کر دو کلومیٹر تک ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے باقی سارے funds development کو بڑھایا گیا ہے۔ تعلیم میں15فیصد یا دوسرے فنڈز کو بھی بڑھایا گیا ہے تو اس پر بھی توجہ دی جانی چاہیے۔

اس سے آگے میں زراعت کے حوالے سے کیونکہ میں خود ایک زمیندار ہوں تو اس بجٹ کے حوالے سے میرے کچھ خدشات ہیں کیونکہ زراعت کو اس بجٹ میں سب سے زیادہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی میرے ایک بھائی نے یہاں کہا کہ یہاں پر گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی تھی جو پچھلے دو سال چھوٹے زمینداروں کو یہ ٹریکٹر مہیا کئے گئے اور یہ کسی بڑے زمیندار کے لئے سکیم نہیں تھی بلکہ چھوٹے زمینداروں کے لئے 2لاکھ روپے کی subsidy رکھی گئی تھی۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس سکیم کو دوبارہ شروع کیا جائے اور اس پر غور کیا جائے۔ اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ جو کہ خود بھی ایک زمیندار ہیں اور اس House میں بیٹھے ہوئے اکثر میرے دوستوں کا تعلق بھی زراعت سے ہے اور صوبہ کی 70فیصد آمدن ہے وہ بھی زراعت سے منسلک ہے اس لئے میری یہ خواہش ہو گی کہ میری اس تجویز پر ضرور غور کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس حکومت سے پہلے شاید جب ہمارا پہلا سال تھا یا اس سے پہلے جب مسلم لیگ (ق) کی حکومت تھی یا اس سے پہلے جو بھی حکومت تھی پنجاب کے جتنے بھی کاشتکار ہیں ان کے لئے تین ماہ کے لئے ایک subsidy دی جاتی تھی اور جب بھی ہماری دھان کی فصل آتی تھی، میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ دھان اور چاول export item ہے پنجاب کے چھوٹے زمیندار بڑی محنت سے چاول پیدا کرتے ہیں اور پھر یہ چاول پوری دنیا میں ایکسپورٹ ہوتا ہے۔ آپ ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے اس point کو نوٹ کیا جائے کہ پچھلے

آٹھ نو سالوں سے یہ روایت ہے ہر تین ماہ کے لئے جب دھان کی فصل آتی تھی تو زرعی ٹیوب ویلوں کو 25فیصد یا33فیصدsubsidized کیا جاتا تھا۔ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس بجٹ میں کاشتکار کو نظر انداز کیا گیا ہے اور میرے خیال میں اس بجٹ کی جو سب سے منفی چیز ہے وہ یہی ہے کہ اس میں زمیندار کوneglect کیا گیا ہے۔ اس میں آپ اندازہ لگالیں کہ وہ حکومتیں جن پر ہم کھڑے ہو کر الزامات لگاتے ہیں کہ وہ ڈکٹیٹر کی حکومت تھی یا وہ ڈکٹیٹر کے پروردہ تھے لیکن ان کے ادوار میں زمیندار کو33فیصد زرعی ٹیوب ویل پرsubsidy دی جاتی تھی۔ اگر ہم سستی روٹی پرsubsidy دے سکتے ہیں، اگر ہم سستے آٹے پرsubsidy دے سکتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر اس چھوٹے زمیندار کا بھی اتنا ہی حق بنتا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ33فیصد زرعی ٹیوب ویلوں پرsubsidy دی جائے۔

اس سے آگے میں دانش سکول کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ یہاں پر میرے ایک ساتھی نے بھی کہا ہے کہ میں تین دانش سکول دیکھ کر آیا ہوں کہ جہاں پر سول ورکس مکمل ہو چکا ہے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے کم از کم گوجرانوالہ ڈویژن ساری دیکھی ہے، بشمول میرے ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین کے وہاں پر تو کوئی ایسا منصوبہ ابھی تک شروع بھی نہیں کیا گیا، مکمل کیا جانا تو بڑی دور کی بات ہے۔ میری ایک تجویز ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب میری اس تجویز پر غور کریں۔ ہم نے 7۔ارب روپے دانش سکول سسٹم کے لئے رکھا ہے۔ دانش سکول سسٹم کا جو ہمconcept لے کر آئے ہیں وہconcept یہ ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دو دانش سکول سسٹم بنائیں گے۔ 7۔ارب سے تو میرے خیال میں تین دانش سکول بھی نہیں بن سکتے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ بجائے دانش سکول سسٹم کے ہم نام بے شک دانش سکول سسٹم کا ہی رکھیں تو ہم ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر دو ماڈل سکول بنا دیں انہیexisting سکولوں کو جو بڑے سکول ہیں، جن میں بچوں کی تعداد زیادہ ہے ان کو ہی دانش سکول کا نام دے دیا جائے ان کی بلڈنگیں بھی ہم استعمال کر سکتے ہیں وہاں پر ہم ان کی ایکautonomous body بنا دیں کہ جس طرح ایچی سن ہے یا گورنمنٹ کالج ہے تاکہ اس کو بہتر طریقے سے چلایا جا سکے۔ اب ہم اس کو انا کا مسئلہ نہ بنائیں کہ ہم نے اگر دانش سکولannounce کر دیا ہے تو اسی طریقے سے ہی بنانے ہیں جس میں ایک سکول ایک بلین کا بنے گا کم از کم ایک ارب روپے اس سکول پر لگے گا۔ میں یہ

گزارش کرتا چلوں کہ پنجاب کے تین ڈویژن میں وہ سکول سسٹم شروع کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہمارے پاس already existing buildings بھی ہیں اور ہمارے پاس وہاں پر سٹاف بھی موجود ہے۔ صرف بورڈ آف گورنر کو وہ سکول اگر دے دیئے جائیں تو میرے خیال میں یہ ایک بہتر طریقہ ہو گا۔ جس طریقے سے اس سکول سسٹم پر تنقید کی جارہی ہے اس کو بھی کم کیا جاسکتا ہے۔

اس سے آگے میں ایک اور گزارش بھی کرتا چلوں جو کہ لائیوسٹاک کے حوالے سے ہے۔ زمیندار کا یہ دوسرا بڑا مسئلہ ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ پہلے تو زراعت کو نظر انداز کیا گیا ہے اور لائیوسٹاک بھی زمیندار سے متعلقہ ہے وہ بھی چھوٹے کاشتکار سے متعلقہ ہے اور وہ بھی غیر کاشتکار سے متعلقہ ہے جو بھیڑ بکریاں پال کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ اس سال لائیوسٹاک کے لئے بھی کوئی extra رقم نہیں رکھی گئی۔ جو بجٹ پچھلے سال دیا گیا تھا سیکرٹری فنانس یہاں پر بیٹھے ہیں، ہمارے منسٹر فنانس بھی بیٹھے ہیں اس میں بھی ساٹھ فیصد پچھلے سال کٹ لگایا گیا تھا۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سال وہ کٹ لگایا تھا وہ کٹ بھی نہ لگایا جائے اور لائیوسٹاک کے لئے رقم بڑھائی جائے کیونکہ ہمارے زمینداروں کا فصل کاشت کرنے کے بعد جو سب سے بڑا source of income ہے وہ لائیوسٹاک ہے۔ دوسری بات یہ کروں گا کہ میرے ایک دوست نے یہاں پر لائیوسٹاک کو ایکسپورٹ کرنے پر تنقید کی مجھے نہیں پتا کہ ان کا اس کے پیچھے کیا motive تھا لیکن لائیوسٹاک کی ایکسپورٹ جو ہے اس کو encourage کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جو لائیوسٹاک کی منسٹری ہے اس منسٹری کو یہ حکم دیا جائے کہ لائیوسٹاک کو ایکسپورٹ کرنے کے لئے حکومتی سطح پر یہاں پر جو مختلف ادارے ہیں جو ایکسپورٹ کر رہے ہیں ان کی سرپرستی کی جائے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بجٹ کے حوالے سے میں ایک اور گزارش بھی کرتا چلوں کہ یہاں پر اس سال پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے لئے وہی رقم رکھی گئی ہے جو پچھلے سال رکھی گئی تھی تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ہمارے جو sanitation کے اور واٹر سپلائی کے مسائل ہیں وہ سارے پنجاب میں یکساں ہیں۔ یہاں پر یہ تفریق کی جاتی ہے کہ جن علاقوں میں sweet water ہے وہاں پر واٹر سپلائی نہ لگائی جائے اور جن علاقوں میں آرسنک ہے یا کیمیکلز ہیں وہاں پر واٹر سپلائی لگائی جائے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے sanitation اور سیوریج کے ناقص نظام کی وجہ سے پورے پنجاب کا جو ہمارا پانی ہے وہ سارا

contaminated ہو چکا ہے اور اس میں بیکٹیریا جا چکے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس پابندی کو ختم کیا جائے کہ میٹھے پانی والے علاقوں میں واٹر سپلائی سکیم شروع نہیں کرنی۔ ایک میری تجویز یہ بھی ہے کہ mini WASAs بنائے جائیں۔ بڑے شہروں میں جیسے لاہور میں بہت بڑا WASA بنایا گیا ہے اسی طرح سے گوجرانوالہ میں بھی بنایا گیا ہے تو میری یہ آپ کی وساطت سے آخری submission ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کو یہ حکم دیا جائے کہ آپ لوگوں کے پاس سٹاف بھی موجود ہے تو کیوں نہ تحصیل ہیڈ کوارٹر پر پوری تحصیل کے لئے mini WASAs بنائے جائیں کیونکہ ہمارا بھی یہ حق ہے کہ ہمارے گھروں کے سامنے سے بھی کوڑا کرکٹ اٹھایا جائے۔ ہمارا دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں کا بھی یہ حق ہے کہ ہمیں بھی صاف پانی دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ میری گزاش ہو گی کہ اس پر ضرور غور کیا جائے اور میں یہ آج اس House میں گزارش کر رہا ہوں۔ یہ بات میں اس سے پہلے بھی کر چکا ہوں، پچھلے تین سیکرٹریوں کے پاس جا کر ان کے آفس میں بھی یہ گزارش کر چکا ہوں کہ آپ کے پاس XEN ہے، SDO ہے اور سٹاف ہے تو آپ مہربانی کریں ہم گاؤں کے لوگ بل دینے کے لئے بھی تیار ہیں۔ ہمارے گھر کے سامنے جو کوڑا پڑا ہے یا ہماری جو نالیاں صاف کرنے والی ہیں اگر لاہور کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے ایک بہت بڑا WASA بنایا جائے اور بڑے فنڈز رکھے جائیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہم دیہاتوں کے رہنے والے لوگوں کو بھی صحت کی ضرورت ہے، اس پر غور و خوض کیا جائے۔ بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار شہزاد رسول خان جتوئی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، میاں محمد شفیق ارائیں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ پنجاب کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اعلان فرمایا ہے کہ راولپنڈی میں جہاں میری عظیم قائد محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ شہید ہوئی تھیں وہاں پر پنجاب حکومت اپنے خرچے سے ایک یادگار تعمیر کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ وہ جمہوری رویہ ہے جس کی بنیاد میری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف صاحب نے رکھی تھی۔ الحمد للہ یہ معاملات کامیابی سے اپنی منازل طے کرتے ہوئے پایہ

تکمیل تک پہنچیں گے اور اس ملک میں جمہوری رویے فروغ پائیں گے۔پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) کی مخلوط حکومت نے پنجاب میں ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے جس پر اپوزیشن بے شمار نکتہ چینی کر رہی ہے لیکن حقیقت سے نظریں نہیں چرائی جا سکتیں۔ آپ کے سامنے پنجاب میں ہمیں جو حکومت ملی ان دو سالوں میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ(ن) نے دانشمندی سے اور خوبصورت انداز میں حکومت چلائی ہے۔حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت کی کوشش ہو گی کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں دی جائیں۔اس سلسلے میں پنجاب حکومت نے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا میں اس پر وزیراعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دو سالوں میں چھوٹے طبقے کے کسانوں کو سہولتیں دی ہیں اور غریب کسانوں کو ٹریکٹر میسر آئے ہیں۔اس سے پہلے تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا لہٰذا میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس سکیم کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے تاکہ اس صوبہ پنجاب میں جس کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے وہاں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ یہ سہولت میسر آ سکے اور زراعت فروغ پائے۔حکومت پنجاب نے اریگیشن سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے ایک خطیر رقم رکھی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو نہری پانی کی cute shortage ہے اس سے جو saline area ہے،brackish area ہے اس میں میرا ضلع سرگودھا، میری تحصیل سلانوالی، میرا حلقہ پی پی-36 بھی شامل ہے۔جنوبی پنجاب کے مختلف علاقے بھی شامل ہیں، قصور کے علاقے بھی شامل ہیں۔ میری آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ وہاں جو نہریں بند کی جاتی ہیں جو وارابندی کی جاتی ہے انہیں ترجیح دی جائے تاکہ saline area کے زمیندار اپنی فصلیں کاشت کر سکیں اور پنجاب میں فصلیں کاشت کرنے کا جو target ہے وہ زیادہ بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے دوبارہ پانچ مرلہ سکیم کا اجراء کیا ہے جس کی بنیاد میرے قائد ، قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو نے 1973 میں رکھی تھی جس سے غریب لوگوں کو کالونیاں میسر آئیں، انہیں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ ملے اور آج وہ باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔ان پانچ مرلہ کالونیوں سے غریبوں کو یہ فائدہ ہو گا کہ جن کے گھروں کی آبادی زیادہ ہو چکی ہے، جن کے گھر کے افراد زیادہ ہو چکے ہیں اور جن میں اپنے نئے پلاٹ خریدنے کی سکت نہیں ہے ان غریب لوگوں کو یہ فائدہ ہو گا لہٰذا میری گزارش ہے کہ اسے transparent طریقے سے تقسیم کیا جائے اور اس کا طریق کار بہتر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! یہاں پر تجویز دی گئی کہ دیہاتوں میں بھی واٹر سپلائی سکیم ہونی چاہئے اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے حکومتیں واٹر سپلائی سکیمیں بناتی آ رہی ہیں اور ہر سال بجٹ میں ان کے لئے خطیر رقم رکھی جاتی ہے۔میں نے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی یہ تجویز دی تھی کہ PHE ڈیپارٹمنٹ کو اپنا Operation and Maintenance Wing علیحدہ بنانا چاہئے تاکہ واٹر سپلائی سکیموں کو بہتر طریقے سے چلایا جائے اور جب وہ خراب ہو جائیں یا ان کے بلوں کی عدم ادائیگی ہو تو وہ set up انہیں بہتر طریقے سے چلا سکے لہذا میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور PHE ڈیپارٹمنٹ سے گزارش ہے کہ maintenance and operation wing علیحدہ سے قائم کیا جائے تاکہ لوگوں کو یہ سہولت بہم میسر آتی رہے اور واٹر سپلائی سکیمیں بہتر طریقے سے چلتی رہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب نے صحت کے شعبہ میں ایک خطیر رقم رکھی ہے جس میں liver transplant نئے چلڈرن ہسپتال اور کڈنی سنٹرز بنائے ہیں اور ہمارے سرگودھا کے DHQ کو full funded scheme دی ہے جس سے DHQ کی تعمیر مکمل ہو گی اور وہاں جدید سہولتیں میسر آئیں گی اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں سرگودھا کو یاد رکھا۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کو بہت تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ پاکستان پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کی مخلوط حکومت ہے اس میں روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔غریب لوگوں، غریب کالونیوں، غریب آبادیوں کو سستی روٹی کی سہولت میسر آ رہی ہے۔میری گزارش ہے کہ اس کو بہتر طریقے سے transparent بنایا جائے اور اس پر مکمل طور پر عملدرآمد کرایا جائے اور جہاں کوئی کمی بیشی آ رہی ہے حکومت پنجاب کو اس پر نظر رکھنی چاہئے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے پنجاب یوتھ ایمپلائمنٹ فنڈ قائم کیا ہے۔یہ حکومت پنجاب کا ایک خوش آئند اقدام ہے لیکن اس کے طریق کار کے بارے میں وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں واضح کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی اور پمفلٹ کے ذریعے اس کی پالیسی سامنے آئی ہے لہذا اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ فنڈ ان نوجوانوں کو دیا جائے۔جیسے آپ نے agriculture graduates کو آدھ آدھ مربع رقبہ ایک transparent طریقے سے قرعہ اندازی کے ذریعے دیا ہے اسی طرح اس فنڈ کو بھی اچھے طریقے

سے utilize کیا جائے تاکہ وہ مستحق نوجوان جن کو نوکریاں نہیں ملیں یا جن کے پاس روزگار کا کوئی وسیلہ دستیاب نہیں ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر لائیو سٹاک کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح پنجاب میں زراعت ایک ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے اسی طرح لائیو سٹاک بھی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ہم جس طرح عام شہریوں کو مفت ادویات دے رہے ہیں اور انہیں بہتر طبی سہولتیں میسر آرہی ہیں اور انشاء اللہ آئیں گی اسی طرح لائیو سٹاک کی بہتری کے لئے مفت ادویات فراہم کی جائیں اور مفت سروسز بھی فراہم کی جائیں تاکہ لائیو سٹاک کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ پنجاب میں تعلیم کا نظام پچھلے دس سالوں سے ان دو سالوں میں بہت بہتر ہوا ہے۔جس طرح سے مفت کتابیں، فری تعلیم، فیسیں معاف کر دی گئی ہیں، یونیورسٹیوں، کالجوں اور غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے طلباء کو سہولتیں دی جا رہی ہیں اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ سکولوں کو زیادہ سے زیادہ توسیع دی جائے۔دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ سکولوں کو upgrade کیا جائے کیونکہ جس شرح سے آبادی بڑھ رہی ہے اس شرح سے سرکاری سکولوں اور کالجوں کی تعداد نہیں بڑھ رہی بلکہ پرائیویٹ ادارے زیادہ فروغ پا رہے ہیں اور وہ لوگوں سے زیادہ فیسیں وصول کر رہے ہیں۔میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر تعلیم سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ جو پرائیویٹ ادارے لوگوں سے زیادہ فیسیں وصول کر رہے ان پر بھی کوئی check and balance کا نظام قائم کیا جائے تاکہ وہ بھی سرکاری اداروں کے برابر آئیں اور عام لوگوں کو ان سے فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! ترکی نے پاکستان اور پنجاب میں ایک Investment Board قائم کیا ہے---

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، رانا منور صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ ترکی کے تعاون سے پاکستان اور پنجاب میں بہت سے منصوبے کام کرنا شروع کریں گے اور یہ ایک خوش آئند بات ہے۔

میں اس پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر اعظم پاکستان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اپنی خصوصی کاوشوں سے انوسٹمنٹ پاکستان میں لائے ہیں۔انشاء اللہ یہ منصوبے کام کریں گے اور پاکستان کی عوام کو فائدہ ہوگا۔میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں پر پنجاب حکومت نے عوام کی سہولتوں کے لئے اتنے منصوبے بنائے ہیں وہاں پر یہ ایک خصوصی اعلان فرمادیں کہ پرائمری تک تعلیم لازمی اور مفت قرار دی جائے گی۔بے حد شکریہ

جناب سپیکر: اگلے مقرر چودھری جاوید احمد صاحب ہیں۔ تشریف نہیں رکھتے ؟لابی میں تو نہیں ہیں ؟ چودھری صاحب نہیں ہیں۔اگلے مقرر محمد حفیظ اختر چودھری صاحب ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اس ایوان میں تیسرا جمہوری بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب،وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔10-2009 کے بجٹ میں انہوں نے ایک شعر استعمال کیا تھامیں اسی سے شروع کرتا ہوں۔

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا؟

جناب سپیکر! اس مقدس ایوان میں ہمیشہ معزز اراکین اپنی تجاویز بروقت دیتے رہے ہیں لیکن ہمارے اس ایوان کے معزز ممبران کی تجاویز کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیااور ان تجاویز کو بجٹ کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ آج میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس کا درد ہمیں ہمیشہ سال کے آخر میں محسوس ہوتا ہے لیکن معزز ممبران صبر کی حالت میں پھر بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا جو vision ہے اس کے چند الفاظ میں ضرور پڑھنا چاہوں گا جو کہ 10-2009 کی بجٹ تقریر میں دیا گیا تھا۔اس میں یہ کہا گیا تھا کہ "صوبہ پنجاب کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے،زرعی شعبہ ہماری خوراک کی ضرورت کو پورا کرتا ہے، صوبہ کی انڈسٹریز کو خام مال مہیا کرتا ہے۔زرعی سیکٹر صوبہ کی 45فیصد آبادی کے لئے روزگار کا وسیلہ ہے اور industrial products کے لئے ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔"اُس وقت بجٹ میں زراعت کے لئے 3۔ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے جس میں ریسرچ کے لئے ایک ارب2 کروڑ

روپے، لائیوسٹاک کے لئے 2 کروڑ روپے اور جنگلات کے لئے 90 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ جب ہم یہ حقیقت مانتے ہیں کہ زراعت ہمارے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور زراعت کی ترقی کے بغیر ہمارے ملک کا چلنا مشکل ہے۔ ایک سروے کے مطابق ہمارے پاکستان کی GDP میں زراعت کا کردار 22 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ ہماری 55 فیصد آبادی جو کہ شعبہ زراعت سے منسلک ہے۔ یہ 45 فیصد آبادی کے لئے روزگار مہیا کرتے ہیں اور ان کی food security کا بندوبست کرتے ہیں۔ مجھے آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے اس بجٹ میں اس چیز کو ignore کیا گیا ہے۔ اس وقت ہمارا بجٹ 175 بلین سے بڑھ کر 193 بلین پر چلا گیا ہے لیکن ہمارے شعبہ زراعت کا share پچھلے بجٹ جتنا ہی ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ زراعت کا بجٹ 3.21 فیصد ہو گیا ہے۔ پچھلے بجٹ کی نسبت اس مرتبہ زراعت کا بجٹ بڑھنا چاہئے تھا لیکن وہ کم ہو گیا ہے۔ اگر اعداد و شمار کے مطابق دیکھا جائے تو ہمارے 25 ہزار دیہات میں سے تقریباً 23941 دیہات rural areas سے تعلق رکھتے ہیں باقی تقریباً پندرہ سو یا سوا پندرہ سو کے قریب دیہات urban areas کے دیہات ہیں یا urban areas میں convert ہو چکے ہیں۔ اس وقت ان دیہات میں 45 فیصد آبادی کے لئے نہیں بلکہ اس ملک کی 100 فیصد آبادی کے لئے روزگار کا بندوبست کیا جاتا ہے، ان کو خوراک مہیا کرتے ہیں تو ان لوگوں کے لئے یہ موجودہ بجٹ ناکافی اور نامناسب ہو گا۔ اس وقت زراعت کے لئے total budget 6.2 billion rupees رکھا گیا ہے۔ 6.2billion rupees زراعت کے تمام sectors کے لئے مختص کیا گیا ہے جو کہ اس بجٹ کا تقریباً 3.21 فیصد بنتا ہے۔ یہاں پر food security کی بات کی جاتی ہے۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے لیکن زراعت کی ترقی کے لئے کبھی بھی ہم نے سنجیدگی کے ساتھ نہیں سوچا۔ یہاں اکثر consensus کی بات کی جاتی ہے۔ ہمارے ملک، ہمارے پنجاب نے جب بھی compromise کیا تو اس وقت تمام صوبوں کا consensus develop ہو گیا۔ N.F.C Award میں بھی جب مرکز نے زائد حصہ دے دیا اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اپنے پنجاب کے حصے میں سے کچھ حصہ ان کو دے دیا تو اسی وقت consensus ہو گیا۔ یہ پنجاب کب تک قربانیاں دیتا رہے گا؟ پانی کے حوالے سے بات کر لیں، جب بھی پنجاب نے ارسا میں اپنے حصے کے پانی پر compromise کیا تو اسی وقت consensus develop ہو گیا۔

جناب سپیکر! اگر آپ agriculture کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور مانتے ہیں کہ زراعت آپ کے ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور آپ کے ملک کی economy میں ایک اہم role play کر رہی ہے۔ آپ کی GDP میں اس کا role ہے تو پھر اس کی طرف توجہ دینا ہو گی اور اس کے بجٹ میں اضافہ کرنا ہو گا۔ کوئی بھی ادارہ یا شعبہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس میں ریسرچ کو promote نہ کیا جائے۔ Research basic technology فراہم کرتی ہے۔ اس سال ریسرچ کے بجٹ کو پچھلے سال 2009-10 کی نسبت کم کر دیا گیا ہے۔ اس وقت devalue ہو کر ہمارے ملک میں روپے کی قدر کتنی کم ہو گئی ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو پھر یہ جو ریسرچ کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے، بہت ہی کم ہے۔ اسی طرح agriculture کی development کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے وہ بھی بہت کم ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ باتیں آپ کو پسند آ رہی ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جی ہاں! پسند آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ ان کے notes لے رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جی، ہاں میں ان کے notes لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔ ذرا ان باتوں پر خصوصی توجہ فرمائیں۔ جی، حفیظ اختر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ارسا کے مطابق ہمیں ربیع میں 19 ملین ایکڑ فٹ پانی دیا جا رہا ہے جبکہ خریف میں ہمیں 37 ملین ایکڑ فٹ پانی اس وقت مل رہا ہے لیکن جو available on ground reality ہے، جو پانی ہمیں اس وقت مل رہا ہے وہ 13.65 ملین ایکڑ فٹ ربیع میں اور 34 ملین ایکڑ فٹ خریف میں مل رہا ہے۔ اس طرح ہم تقریباً 40 ملین ایکڑ فٹ پانی other sources سے حاصل کر رہے ہیں اور tube wells چاہے بجلی سے چلتے ہیں یا ڈیزل سے چل رہے ہیں یہ پانی ہم ان ٹیوب ویلوں سے حاصل کر رہے ہیں اس میں بات وہی water price کی آ جاتی ہے۔ اگر خریف کو تین irrigations میں divide کر دیا جائے تو اس کا آبیانہ 85/90 روپے فی ایکڑ بنتا

ہے۔ ہمیں اس وقت جو per hour پانی مل رہا ہے وہ تقریباً30 اور -/40روپے کے درمیان مل رہا ہے۔اگر ہم other sources پر چلے جائیں، اگر ہم بجلی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں پر چلے جائیں تو اس میں ہمیں -/200روپے per hour پانی مل رہا ہے۔اس کو اگر ہم convert کریں تو تقریباً -/500 روپے میں ہمیں ایک ایکڑ پانی مل رہا ہے۔اگر ہم ڈیزل پر چلے جائیں تو پھر ہمیں per acre ایک ہزار روپے میں cost پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ جو گندم پر subsidy دی جاری ہے، یہ جو سستی روٹی سکیم میں subsidy دی جارہی ہے ہم اس سے منع نہیں کرتے، ہم اس کے خلاف نہیں ہیں۔ غریبوں کی فلاح کے لئے جو بھی منصوبہ آئے گا ہم ہمیشہ اس کی حمایت کریں گے کیونکہ ہمارا تعلق بھی درمیانے طبقے سے ہے۔ہم اسی درمیانے طبقے کے لوگوں میں رہتے ہیں۔ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر یہ subsidy اس طرح convert کر دی جائے کہ یہ farmer کی جو water price ہے اس پر focus ہو جائے، farmer کو کوئی direct subsidy دے دی جائے تو یہ -/950روپے فی من دی جانے والی گندم ہم -/750یا -/700روپے میں دینے کے لئے تیار ہیں تو زمیندار -/250روپے کا compromise کرنے کے لئے تیار ہے اگر اس subsidy کو directly farmers کی water prices پر ہی دے دیا جائے، اس کو seeds میں subsidy دے دی جائے اور ہم اس کے rates کم کر دیں تو زمیندار اس کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو گا۔اگر آپ اس وقت انڈیا کی example لیں تو اس وقت انڈیا میں جو seed دیا جارہا ہے وہ80 فیصد ہے اور ہمارے ملک میں اس کا20 فیصد دیا جارہا ہے تو اس seed technology میں جب ہم اچھی reputed companies involve کرکے ان کی technology کو زمینداروں تک پہنچائیں گے تو اس کے نتائج بہت مفید ہوں گے۔میں گرین ٹریکٹر سکیم کی بات کروں گا کہ اس میں جو قرعہ اندازی ہوئی وہ بڑی crystal and clear تھی (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن بات یہ ہے کہ آج بھی میں یہ دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس سکیم کے 90 فیصد ٹریکٹر misuse ہوئے ہیں جو فوری طور پر فروخت کر دیئے گئے اور ان لوگوں نے 2لاکھ روپیہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔ قرعہ اندازی سے پہلے جب ان سے فارم لئے جاتے ہیں تو اس میں کوئی ایسا قانون وضع کیا گیا ہو گا کہ وہ دو سال، تین سال یا پانچ سال تک اس ٹریکٹر کو خود operate کریں گے، زمیندار خود اپنی زمینوں میں

اپنی فصل پر چلائیں گے تو جتنے زمینداروں نے ان ٹریکٹروں کو misuse کیا ہے وہ پیسا گورنمنٹ کے خزانے میں واپس جمع ہونا چاہئے جن کو 2لاکھ روپے کی یہ subsidy دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت بجٹ میں مجھے کوئی ایسی سکیم نظر نہیں آئی جو productively enhancement and yield enhancement میں مدد دے سکے کہ ہم اپنے زمینداروں کی فصلات کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان کو کوئی incentive دے سکیں۔ پچھلے بجٹ میں ایسی سکیمیں موجود تھیں لیکن اس بجٹ میں productivity enhancement کی کوئی ایسی سکیم نہیں دی گئی۔ جب پہلا بجٹ پیش ہوا تو اس وقت tunnel farming کا اس وقت facility airport پر دی گئی تھی cold storage کی ایک facility ایک منصوبہ announce ہوا تھا تو وہ project دو سال چلا لیکن اس کا infrastructure complete نہ ہو سکا اور وہ cold storage کچھ ائرپورٹس پر لگ گئے لیکن وہ صرف airport facility کے لئے تھے اور اس میں farmer facility نہیں تھی اگر اس میں Vegetable Export Zone, Fruit Export Zone بن جاتے تو آج farmer کی حالت بدل چکی ہوتی۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس وقت productivity enhancement کے جتنے بھی projects ہیں ان کو launch کیا جائے اور خاص طور پر جہاں ہمارے farmers کو پانی کی کمی ہے اس میں Laser levelling کا ایک project چل رہا تھا جو دو سال سے بند ہے اگر اس کو دوبارہ شروع کیا جائے تو وہ ہمارے زمینداروں کے لئے بہت مفید ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں آپ کا، وزیر خزانہ کا، Finance Department and P&D Department کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ساہیوال میں ہمیں 50 کروڑ روپے کا ایک میڈیکل کالج دیا لیکن ایک گزارش ضرور کروں گا کہ پچھلے سال جو Food Sector Programme چل رہا تھا اس project میں ہمیں منع کیا گیا تھا کہ rural area میں جتنی بھی Public Health کی Water Sewerage Schemes ہیں ان میں آپ rehabilitation کے لئے پیسا نہیں دے سکتے تو میرے اپنے حلقہ میں تقریباً 70 percent area کے اوپر یہ Sewerage Schemes چل رہی ہیں جن میں اگر تھوڑا تھوڑا پیسا دے دیا جائے تو وہ پھر پانچ دس سال کے لئے کارآمد ہو جائیں گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب ظفر ذوالقرنین ساہی صاحب!

جناب ظفر ذوالقرنین ساہی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہر سال پنجاب کی عوام بلکہ پورے ملک کی عوام بہت سی امیدوں اور بہت سی امنگوں کے ساتھ بجٹ کا انتظار کرتی ہے مگر بدقسمتی سے یہ امیدیں اتنی دفعہ مایوسی میں تبدیل ہو چکی ہیں کہ اب ان امیدوں پر دوبارہ پورا اترنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔Technically speaking میں بجٹ محض ایک document ہے۔

A document that depots the economic policy of government through projected revenue and expenditures.

یہ document آنے والے سال کے لئے micro level پر حکومت کی policy economic کا اظہار کرتی ہے۔ اس بجٹ میں بطور document صلاحیت ہے کہ یہ کامیاب بجٹ ہو سکے اور اس document کی base پر میں وزیر خزانہ، وزیر اعلیٰ اور Finance Department کو مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس بجٹ کی کامیابی اور ناکامی کا تعین کہ آیا یہ بجٹ غریب دوست اور عوام دوست ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ اس سال کے اختتام پر عوام کے حالات اور صوبہ کی معاشی صورتحال کی روشنی میں کیا جا سکے گا۔ ہمیں یہ ensure کرنا ہو گا کہ اس بجٹ میں دیئے گئے تمام ترقیاتی اخراجات کو پورے طریقے سے عوامی فلاح کے لئے استعمال کیا جائے اور اس کا ایک روپیہ بھی کرپشن اور in competency کی نذر نہ ہو سکے۔ کرپشن ایک ایسی بیماری ہے جس نے ہمارے صوبے اور ہمارے ملک کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے۔ بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ کرپشن کسی ایک خاص ادارے کی میراث ہے، یہ کسی سیاسی نظام کے، کسی سیاسی جماعت کے اور نہ ہی کسی ادارے کی مرہون منت ہے۔ میں یہ بات بہت افسوس سے کہتا ہوں کہ ہم بحیثیت قوم corrupt جانے جاتے ہیں۔ یہاں پر ایک fruit کی ریڑھی لگانے والا بھی اتنی ہی کرپشن کی صلاحیت رکھتا ہے جتنا ایک اعلیٰ عہدیدار۔ رمضان جیسے مقدس مہینے میں fruits اور سبزیوں کی قیمتیں بڑھا کر عوام کی ضروریات کو exploit کرنے والا وہ سبزی فروش اتنا ہی corrupt ہے جتنا ایک صنعت کار، جو عوام کی ضروریات کو نظر انداز کرتے ہوئے ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔ یہاں پر گوالا جو دودھ میں ملاوٹ کرتا ہے اور پرچون فروش جو کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کرتا ہے وہ بھی اتنا ہی corrupt ہے جتنا کوئی اعلیٰ عہدیدار، جو اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کر کے اربوں کا غبن کرتا ہے۔ ہمیں اس کرپشن سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے کیونکہ اس کرپشن

سے چھٹکارا حاصل کئے بغیر ہم پنجاب یا پاکستان کو ترقی و خوشحالی کی ان بلندیوں تک نہیں لے جا سکیں گے جس کا ہمارے بزرگوں نے خواب دیکھا تھا اور جو پاکستان ہم اپنی آنے والی نسلوں کو دینا چاہتے ہیں۔ یہ بات قابل ستائش ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ خود کرپشن کا نوٹس لیتے ہیں اور ایک سے زیادہ forums پر وہ یہ بات کہہ چکے ہیں کہ ترقیاتی مد میں جاری ہونے والا -/100 روپیہ ترقیاتی منصوبے پر استعمال ہونے تک -/50 روپیہ رہ جاتا ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیے کہ اگر اس 50 فیصد کرپشن پر قابو پا لیا جائے تو 598۔ارب روپے کے اس بجٹ سے زیادہ افادیت شاید 299۔ارب روپے کے بجٹ کی ہو۔ بے شک کسی بھی مرض کی تشخیص اس کے علاج کا پہلا قدم ہے لیکن تشخیص سے علاج شروع ہوتا ہے، مکمل نہیں ہوتا۔ وزیر اعلیٰ کا اس بات کا نوٹس لینا اور حکومت کا اس کے لئے اقدامات کرنا اس سفر کا پہلا قدم ہے۔ یہاں پر میں ایک سروے کا ذکر کرنا چاہوں گا، Survey National Corruption کے مطابق پاکستان میں کرپشن 2009 کی 195 بلین روپے سے بڑھ کر 2010 میں 223 بلین روپے تک پہنچ گئی ہے۔ ہمیں stringent anti corruption laws کی ضرورت ہے۔ ایسے قوانین جو بد دیانت اور بے ایمان شخص کو اپنی گرفت میں لیں اور اس قانون سے کوئی بھی شخص خواہ وہ سرکاری افسر ہو، صنعت کار ہو، عام آدمی ہو، سیاست دان ہو یا کوئی فوجی ہو، کوئی بھی شخص اس قانون کے دائرہ کار سے باہر نہ ہو۔ ممبران صوبائی اسمبلی اور Parliamentarians کی بھی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم بجٹ کی implementation میں کرپشن اور in competency کو avoid کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ ہمیں ان تمام ترقیاتی منصوبوں کی verticals monitoring کرنی ہوگی اور اس کے علاوہ ہمیں یہ ensure کرنا ہوگا کہ دیگر امور میں بھی ملک میں کرپشن کو discourage and condemn کیا جائے۔ یہاں پر میں austerity drive کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ 2008 کے الیکشن کے بعد وفاقی حکومت اور پنجاب کی صوبائی حکومت نے austerity drive کا ذکر کیا اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ پنجاب حکومت نے اس ضمن میں کچھ اقدامات کئے ہیں۔ حالیہ مثال CM Secretariat کے اخراجات میں کمی اور وزراء کی تنخواہوں میں 25 فیصد کمی ہے لیکن یہ بھی ایک بہت لمبے سفر کا پہلا قدم ہے۔ We have a lot of room for austerity غیر ترقیاتی اخراجات میں سے بے تحاشا پیسا بچا کر ڈویلپمنٹ کی مد میں لگایا جا سکتا ہے۔ کل ہی میرے ایک ساتھی نے یہاں پر چیف سیکرٹری کے دفتر کے برآمدے کی renovation کے لئے 4 کروڑ

روپے اور جی او آر کے کلب کے جمنیزیم کے لئے جاری کردہ 20 کروڑ روپے کا ذکر کیا۔ میں یا اس ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی بھی شخص بیوروکریسی یا چیف سیکرٹری سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں رکھتا لیکن ایک دفتر کے برآمدے کے لئے 4 کروڑ روپے رکھنا، اس وقت جب اس صوبے میں فیصل آباد سمیت بیشتر اضلاع ایسے ہیں، جہاں پینے کے پانی کی بنیادی ضرورت میسر نہیں ہے۔ جہاں ہسپتال موجود نہیں ہیں اور جہاں بچے تعلیم کے زیور سے محروم ہیں ان حالات میں اگر آپ ایک دفتر کے برآمدے کے لئے 4 کروڑ روپیہ جاری کرتے ہیں تو میرے حساب سے یہ زیادتی ہے۔ آپ 4 کروڑ روپے خرچ کیجئے، بے شک 8 کروڑ روپے خرچ کیجئے لیکن اس وقت کیجئے کہ جب پنجاب کے عوام کے لئے اس پیسے کی اس سے زیادہ افادیت یہاں کے علاوہ کہیں اور نہ ہو۔ اگر اسی پیسے سے ہسپتال بن سکتے ہیں، سکول بن سکتے ہیں، BHUs بن سکتے ہیں تو پہلے اس عوام کا حق ہے جن کو ان سہولیات کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ اگر 20 کروڑ روپے جمنیزیم پر لگانے سے سرکاری افسران کی کارکردگی میں بہتری آئے اور وہ سالانہ حکومت کو 20 کروڑ روپے سے زیادہ کا منافع دے سکتے ہیں تو بے شک 20 کروڑ روپے جمنیزیم میں لگانا چاہئے لیکن اخراجات کی افادیت کا اندازہ لگانا چاہئے سڑک پر یا اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے غریب عوام جب یہ باتیں سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو ان کے دل کو تکلیف پہنچتی ہے کہ ہمارے پاس بنیادی سہولیات میسر نہیں ہیں اور ایک دفتر کی ایسی جگہ جہاں پر کسی افسر نے بیٹھنا بھی نہیں ہے اس کی renovation کے لئے اتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! Austerity drive کو صرف وزیر اعلیٰ اور وزراء تک محدود نہ رکھا جائے اس میں صنعتکاروں کو، سرکاری افسران اور عام آدمی کو یہاں تک کہ ممبران اسمبلی کو بھی شامل کیا جائے۔ میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ گارنٹی ہو کہ austerity سے بچنے والا پیسا عوام کی فلاح کے لئے استعمال ہو گا، اس سے ہسپتال بنیں گے، اس سے سکول بنیں گے اور اس سے عوام کو خوشحالی کی طرف گامزن کیا جائے گا تو اس ایوان میں بیٹھا ہوا ہر نمائندہ آپ کے ساتھ اس drive میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے گا اور کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! ہم عوامی نمائندے ہیں، ہم عوام کے درمیان سے آتے ہیں، ان کے درد اور مسائل کا احساس رکھتے ہیں۔ ہم سب اولاد کی محبت سے واقف ہیں اور ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اگر آپ کا بچہ

آپ کے سامنے بھوک سے بلک رہا ہو اور آپ کے پاس اس کی بھوک کا سامان کرنے کے وسائل موجود نہ ہوں تو آپ کے پاس کیا راستہ رہ جاتا ہے؟ آپ یا تو جرم کا راستہ اختیار کریں گے یا پھر مایوس ہو کر خودکشی کا راستہ اختیار کریں گے۔

The trend for suicide is unfortunately on the rise in Punjab as well as in Pakistan

اور یہ بہت خطرناک اور مایوس کن حالات ہیں۔ یہ بے شک حالات بڑے drastic ہیں، ہمیں ان drastic حالات میں drastic measures ہی لینے پڑیں گے۔ Desperate time calls for desperate measures ہمیں ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے کہ جن سے عوام کی فلاح اور عوام کی بہبود ہو ہمیں قربانیاں دینی پڑیں گی اور ہمیں ایسے اقدامات عمل میں لانے پڑیں گے کہ جس طرح اگر ہم یہ اعلان کر دیں کہ یہ سال elevation poverty کا سال ہے۔ ہم دیگر تمام مدوں میں سے اخراجات نکال کر اس مد میں ڈالنا چاہیں گے۔ میں اس کی technicalities میں یقیناً اپنی ناقص تجربے کی بنیاد پر کوئی مشورہ نہیں دے سکتا لیکن میں ایک framework کی تجویز وزیر خزانہ اور محکمہ خزانہ کو پیش کرنا چاہوں گا کہ آپ ایک سال کو elevation poverty کے لئے مخصوص کر دیں، ایک کو ایجوکیشن کے لئے کر دیں، ایک کو ہیلتھ کر لئے کر دیں کیونکہ ہم جتنے پسماندہ علاقے میں رہتے ہیں بے شک پنجاب کی ترقیاتی صورتحال کرپشن کی صورتحال اور شرح خواندگی سب وفاق سے بہتر جا رہا ہے لیکن ابھی بھی فرق بہت زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! Infant motility rate پاکستان میں 2008 کے Pakistan Institute of Development Economics کے سروے کے مطابق It stands at alarming 78 of every 1000. ہر ایک ہزار میں سے 78 نومولود بچے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی وجہ poor health facilities اور illiteracy کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی وجہ غربت ہے۔ جو نومولود بچے کسی بھی وجہ سے وفات پا جاتے ہیں ان میں سے جو بچ جاتے ہیں وہ غربت کی وجہ سے، ویکسینیشن نہ ہونے کی وجہ سے کسی بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان میں سے جو بھی بچ جاتے ہیں ان میں سے 50 فیصد ہمارے literacy rate کی وجہ سے معاشرے کا فعال حصہ نہیں بن سکتے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں صرف ایک تجویز دینا چاہوں گا، بے شک پنجاب کے اس سالانہ بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ ایک تاریخی اقدام ہے لیکن میری یہ تجویز ہوگی کہ اس اضافے کو غریب کے prospective کو دیکھ کر ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لئے کیا جائے مثلاً 50 فیصد across the board اضافے سے یہ ہوگا کہ جس جس طرح گریڈ بڑھیں گے اسی طرح تنخواہوں میں روپوں کی صورت میں اضافہ بڑھتا رہے گا اور at the end of the day the result would be کہ جس کو اپنی قوت خرید کو بڑھانے کے لئے سب سے کم ضرورت ہے اس کو سب سے زیادہ فائدہ ہوگا اور جس کو سب سے زیادہ ضرورت ہے اس کو سب سے کم فائدہ ہوگا۔ میں اس کے لئے یہ فارمولہ تجویز کروں گا کہ گریڈ ایک تا 10 کے ملازمین کی تنخواہوں میں 100 فیصد، گریڈ 11 تا 16، 75 فیصد اور 16 سے اوپر گریڈ کے ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ کیا جائے۔ اگر یہ فارمولہ کسی تکنیکی وجہ سے قابل عمل نہیں یعنی گریڈ 10 اور گریڈ 11 کی تنخواہوں میں فرق کم ہو جائے تو آپ ایسا فارمولہ نکال لیجئے کہ اضافہ ہونے والی رقم یکساں ہو جو تین ہزار، پانچ ہزار یا دس ہزار ہو سکتی ہے مگر اس اقدام کا objective غریب کی فلاح ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کا مشکور ہوں اور اپنے حلقے کی عوام اور اپنی طرف سے وزیر خزانہ اور حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور a prayer not only as a congratulation but as یہ دعا کرتا ہوں اللہ کرے یہ بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے مبارک ہو۔ (آمین) شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ محترمہ غزالہ سعد رفیق صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب محمد شفیق خان صاحب!

جناب محمد شفیق خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اپنے معزز بھائی جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے اس معزز ایوان میں تیسری مرتبہ بجٹ پیش کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جب سے اس بجٹ بحث کا آغاز ہوا ہے معزز اراکین اسمبلی نے پورے بجٹ کے جتنے بھی items تھے ان پر سیر حاصل بحث کی ہے لیکن میں اپنی اس بجٹ تقریر میں اپنے حلقہ پی پی۔7 ٹیکسلا چکری اور اپنے ڈویژن راولپنڈی کو focus کروں گا۔

جناب والا! میرا حلقہ تحصیل ٹیکسلا کی 8 اور تحصیل راولپنڈی کی تقریباً 9 یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ میرے حلقہ میں بہت سارے مسائل ہیں۔ ہماری گزشتہ حکومت نے ان پر خصوصی توجہ فرماتے ہوئے تحصیل ٹیکسلا کی ایک یونین کونسل عثمان کھٹر کے مقام پر ایک ٹیکنیکل کالج بنوایا، اس کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو مکمل ہوئے تقریباً سال ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن تاوقت اس میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا، اس ٹیکنیکل کالج میں جلد از جلد کلاسوں کا اجراء کیا جائے۔ علاوہ ازیں میرے حلقہ کی ایک اور یونین کونسل جو دور دراز کی یونین کونسل ہے اس میں ڈگری کالج برائے خواتین سہال ہماری سابق حکومت نے بنوایا تھا۔ اس کالج کی بلڈنگ ہر حوالے سے مکمل ہو چکی ہے لیکن آج تک تین سال ہونے کو ہیں اس ڈگری کالج برائے خواتین سہال میں کلاسوں کا اجراء نہیں ہوا۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ خصوصی گزارش کرتا ہوں کہ وہاں جلد از جلد کلاسوں کا اجراء کیا جائے تاکہ علاقے کی ہماری بچیاں اپنی تعلیم شروع کر سکیں۔

علاوہ ازیں میری یونین کونسل چکری میں سابق حکومت پنجاب نے ایک پٹرولنگ پولیس پوسٹ چکری کے نام سے بنوائی تھی جس کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ پنجاب حکومت کی کیا مجبوری ہے کہ آج تک وہاں سٹاف کی تعیناتی ہوئی ہے اور نہ بجلی فراہم کی گئی ہے اس لئے ہماری شاہرات بہت غیر محفوظ ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے ہماری سابقہ حکومت کے کام جو مکمل ہو چکے ہیں اس کا ضیاع نہ ہونے پائے۔ میں دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ وہاں خصوصی توجہ فرماتے ہوئے سٹاف تعینات کریں، اُن کی گاڑی کا بھی بندوبست کیا جائے اور پٹرولنگ پوسٹ کو جلد از جلد operational کیا جائے۔ اسی طرح کی ایک پٹرولنگ پوسٹ میری اپنی ذاتی یونین کونسل چھٹہ خلیل میں جو کہ گزشتہ ایک ڈیڑھ سال کے عرصہ سے کام کر رہی ہے لیکن اس پٹرولنگ پوسٹ پر سب سے زیادہ پریشانی کا سامنا یہ ہے کہ اُن کو ڈیزل مہیا نہیں کیا جاتا۔ میں جناب کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اس پٹرولنگ پوسٹ کے لئے بالخصوص ڈیزل کا بندوبست کیا جائے کیونکہ ہمارا ضلع راولپنڈی بالخصوص تحصیل ٹیکسلا ایک

bordering تحصیل ہے اور bordering تحصیل ہونے کی وجہ سے جرائم کی شرح بہت زیادہ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جس قدر جلدی ہو سکے وہاں پر ڈیزل کی فراہمی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! اتفاق سے یہاں میرے بھائی ایگریکلچر منسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ چونکہ ہمارا صوبہ بھی ایک زرعی صوبہ ہے اور ہماری تقریباً 65 فیصد آبادی زرعی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ ضلع راولپنڈی بالخصوص اور راولپنڈی ڈویژن بالعموم غیر ہموار علاقہ ہے اور غیر ہموار ہونے کی وجہ سے وہاں پر uncultivable land بہت زیادہ ہے۔ میں نے ایک دفعہ خود معزز وزیر صاحب سے بھی درخواست کی تھی کہ میرے راولپنڈی ڈویژن میں بلڈوزروں کی کل تعداد 44 ہے جو 1993 سے چل رہے ہیں تو اس ڈویژن کے علاقہ کو cultivable بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ بلڈوزروں کی ضرورت ہے۔ میں گزارش کرتا ہوں کیونکہ وہاں 1993 سے نئے بلڈوزر نہیں خریدے گئے اور اب تک ان پرانے بلڈوزروں سے کام لیا جا رہا ہے لہذا جناب سے میری یہ التماس ہو گی کہ نئے بلڈوزر خریدے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ رقبہ cultivable بنایا جا سکے اور زراعت میں لوگ اپنی محنت کر کے رزق کما سکیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے بارانی علاقوں کے لئے دو سو چھوٹے ڈیموں کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس سے پہلے بھی میرے میں ایک بھائی نے اس بارے میں ایک بات کی تھی کہ دو سو ڈیموں کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم بہت کم ہے کیونکہ اس حساب سے ایک ڈیم تقریباً دس لاکھ روپے میں بنتا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ دس لاکھ روپے سے ایک ڈیم بن سکے۔ اس سے جوہڑ ٹائپ کی کوئی چیز تو بن سکتی ہے لیکن ڈیم نہیں بن سکتا اس لئے میں آپ کے توسط سے تنویر اشرف کائرہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس رقم کو بڑھایا جائے بالخصوص جن علاقوں میں یہ ڈیم بنیں گے تو on Farm Water Management کے لئے بھی کچھ فنڈز رکھے جائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ on Farm Water Management کے لئے موجودہ بجٹ میں کوئی فنڈز نہیں رکھے گئے چونکہ ہمارا بارانی علاقہ ہے وہاں پر ڈیم تو بن جائیں گے لیکن چونکہ زمین level نہیں ہے اس لئے پانی لگانے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ جب تک Water Management کے پاس پیسے نہیں ہوں گے تب تک زمیندار کے لئے وہ ڈیم مفید ثابت نہیں ہوں گے۔ میں جناب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان ڈیموں کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اُس کو بڑھایا جائے

اور دوسری on Farm Water Management کے لئے رقم مختص کی جائے تاکہ میرے علاقے کے چھوٹے کاشتکار زیادہ سے زیادہ اپنے رقبوں پر water courses and water lines وغیرہ لے جاکر زمین کو سیراب کر سکیں اور اپنی محنت مشقت سے استفادہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں فرمایا کہ حکومت پنجاب معدنیات کو ترقی دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور معدنی پیداوار کو بڑھانے کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کو آگے لا رہی ہے میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ وہ پرائیویٹ سیکٹر کو آگے لائیں گے لیکن میرے حلقہ تحصیل ٹیکسلا میں 226 crushers تھے جو پنجاب حکومت نے گزشتہ ڈیڑھ سال سے بند کرنے کے احکامات جاری کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے کافی پریشانی ہے۔ ان 226 crushers پر کم از کم 400 loading مشینیں کام کرتی ہیں ان کے علاوہ 700 dumpers وہاں crush لے جانے اور آنے کے کام آتے ہیں اور ہزاروں مزدور اس پیشہ سے منسلک ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معدنی ترقی جو پہلے سے ہم لوگوں نے اپنی ذاتی investment سے پیسا لگا کر کاروبار بنایا تھا اُس کو ختم کیا جا رہا ہے تو پھر نئی investment کہاں سے آئے گی؟ یہ جو ایک انتقامی سیاست کی ابتدا کی گئی ہے اور انتقامی سیاست سے کام لیتے ہوئے وہ crushers بند کئے جا رہے ہیں تو میری اس معزز ایوان میں یہ گزارش ہو گی کہ یہ انتقام نہ لیا جائے اور 226 crushers بند کرنے کے احکامات واپس لئے جائیں۔

جناب سپیکر! آخر پر میں ایک بات مقامی حکومت کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے لئے اس بجٹ میں 164۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ تحصیل اور ضلع میں مقامی ادارے چونکہ ختم ہو چکے ہیں تو ابھی تک الیکشن کا اعلان نہیں ہوا۔ یہ 164۔ارب روپے جو مختص کئے گئے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ یہ ہمارے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ ان کو اگر administratively utilize کریں گے تو misuse ہوں گے اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان کو اُس وقت تک freeze رکھا جائے جب تک نئے انتخابات نہ ہو جائیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلے مقرر قیصر اقبال سندھو صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! 2010-11 کا بجٹ پیش کیا گیا ہے جو لکھا بیورو کریٹس اور سیکرٹریوں نے اور پڑھا وزیر خزانہ نے ہے۔

جناب سپیکر: بڑی خوشی کی بات ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): میں پڑھنے پر بھی وزیر خزانہ کے اس حوصلے کو داد دیتی ہوں کہ اتنے مشکل لفظوں میں لکھے ہوئے بجٹ اور اتنے بھاری اور جھوٹ کے پلندے کو خوبصورت انداز میں وزیر خزانہ نے پڑھا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو بجٹ بناتے وقت اُن سے رائے لی جاتی تاکہ بہتر اور خوبصورت بجٹ بنتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! کتاب تو ماشاءاللہ بڑی خوبصورت ہے۔ کیا آپ نے دیکھی نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! کتاب بھی خوبصورت ہے اور اندر figures بھی خوبصورت ہیں۔ ویسے تو CD بھی بہت اچھی ہے اس لئے تو میں نے وزیر خزانہ کو داد دی ہے کہ خوبصورت چیزیں پیش کی ہیں لیکن اُس کے اندر کچھ نہیں ہے۔ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کی رائے لینا تو ایک طرف تھا لیکن انہوں نے اپنے coalition میں بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے بھی رائے لینا پسند نہیں کیا۔ میں یہی کہوں گی کہ یہ پھر اعداد و شمار اور ایک ایسا ہیر پھیر ہے جس سے ملک کے مزدوروں، محنت کشوں کی آمدنی میں اضافہ ہو گا، غریبوں کی حالت بہتر ہو گی، بے روزگاری ختم ہو گی اور نہ ہی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے اژدھا کو روکے گا جو ہر زہریلے ناگ کی طرح غریبوں کے خون کو چوسنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر خزانہ ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر! پھر یہ کہا جاتا ہے کہ بجٹ میں غربت میں کمی اور غریبوں کے کندھوں سے زندگی کے مسائل کا بوجھ کم کرنے کے لئے سستی روٹی سکیم شروع کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا سخت الفاظ استعمال نہ کریں کیونکہ منسٹر صاحب میرے خیال میں اسی لئے باہر تو نہیں چلے گئے، واک آوٹ تو نہیں کر گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! تاریخ میں محمد شاہ تغلق ایک ناکام بادشاہ تھا کیونکہ وہ منصوبے بہت بناتا تھا لیکن ان منصوبوں پر عمل نہیں کر سکتا تھا اور ہوتا یہ تھا کہ اس کا ہر منصوبہ سستی روٹی سکیم کی طرح ناکام ہو جاتا تھا۔ جو منصوبے رات کے اندھیروں میں بیٹھ کر جلد بازی میں بنائے جاتے ہیں جیسے فوڈ سیٹمپ سکیم پروگرام تھا۔ میں خود اس بات کی گواہ ہوں کہ راتوں رات ایک پرنٹ نکال لیا اور اس کی فوٹو کاپیاں کر کے لوگوں میں بانٹ دی گئیں۔ وہ منصوبہ کتنا ناکام ہوا اور وہاں پر لوگوں کی غربت کا مذاق اڑایا گیا۔ غریبوں کو ملا بھی کچھ نہیں اور حکومت نے اربوں روپے اس میں ضائع کر دیئے۔ اسی طرح پھر ایک "کھانا گھر" کا ایک ناکام منصوبہ شروع کیا گیا۔ میں حیران ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے مشیر کتنے نااہل ہیں کہ وہ انہیں ایسا کرنے سے روکتے بھی نہیں۔ کھانا گھر جیسا ایک اور ناکام منصوبہ شروع کر کے یہ غریبوں کو کیا تاثر دینا چاہتے ہیں کہ غریب صبح سے لائنوں میں لگ کر -/10 روپے کے بکنے والے کھانے کے لئے لائنوں میں کھڑے رہیں۔ وہ خواتین سے کیا کروانا چاہتے ہیں اگر روٹی بھی تنوروں سے ملتی ہے اور سالن بھی تنوروں پر ملنا شروع ہو گیا تو پھر کل سے کپڑے بھی تنوروں پر ملنے شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! وہ رانا ثناء اللہ صاحب جو اپوزیشن میں بیٹھ کر بہت بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ رانا ثناء اللہ صاحب کو چاہئے کہ وہ واپس آجائیں کیونکہ وہ یہاں اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے suite نہیں کر رہے کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ انہی کے مشورے سے جیسے صحت کے بارے میں کہا گیا کہ مفت ادویات مل رہی ہیں مگر کسی جگہ پر بھی، کسی ہسپتال میں مفت دوائی نہیں ملتی کیونکہ اگر کوئی ایک مریض داخل ہوتا ہے تو ایک پرچی دی جاتی ہے اور ابھی وہ دوائی لے کر نہیں آتا تو اسے دوسری پرچی تھما دی جاتی ہے۔ ادویات مفت ملنے کا تو یہ حال ہے کہ اسمبلی کے اندر ایم پی ایز کو بھی دو دو ماہ کے بعد ادویات ملتی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ علاج کے لئے بہتر سہولتوں کے بارے میں یہ عرض کروں گی کہ جیسے وزیر اعلیٰ نے پچھلے دنوں پنجاب کارڈیالوجی کا بوجھ کم کرنے کے لئے مختلف اضلاع میں ایسے یونٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کے لئے یہاں سے ہفتے میں ایک ٹیم جایا کرے گی جو

انہیں بہتر سہولت دے سکے لیکن اس میں بھی رانا ثناء اللہ صاحب نے اپنی ایک ٹانگ اڑا دی کہ نہیں جی، پیسے نہیں ہیں اور اس طرح یہ منصوبہ بھی ناکام ہو گیا اور یہ بھی حالات کے رحم و کرم پر یا رانا ثناء اللہ صاحب کے رحم و کرم پر ویسے کا ویسا ہی پڑا ہوا ہے۔ میں یہاں پر ایک شعر عرض کرتی ہوں کہ:

ایک طرف سیم و زر کے بستر پر زندگی کروٹیں بدلتی ہے
ایک طرف مفلس کے دوزخ میں آدمیت کی لاش جلتی ہے

جناب سپیکر! تعلیم کی مد میں 4۔ارب روپے کی خطیر رقم فراہم کی جا سکی ہے۔ تعلیمی میدان میں پوزیشن ہولڈرز کی صلاحیتوں کا اعتراف اور ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ایوارڈز دینے کے علاوہ سرکاری خرچ پر بیرونی ممالک کے دورے کروائے جا رہے ہیں جو کہ ایک اچھا قدم ہے اور میں اسے خراج تحسین بھی پیش کرتی ہوں اور میں یہ بھی چاہوں گی کہ بیرون ملک جانے والے بچے صرف (ن) لیگ کے نہ ہوں باقی تمام پاکستان اور پنجاب کے باعزت اور غریب شہریوں کے بچے بھی ہوں کیونکہ اگر مقصد نوازنا صرف اپنے ہی لوگوں کو ہو گا تو پھر یہ منصوبہ بھی پہلے منصوبوں کی طرح ناکام ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! سپیشل بچوں کی تعلیم کے بارے میں کوئی واضح منصوبہ نہیں دیا گیا۔ سپیشل بچے اس معاشرے کا ایک بڑا حصہ ہیں۔ کچھ این جی اوز سپیشل سکول چلاتی ہیں چونکہ کوئی انہیں دیکھنے والا نہیں ہے اور کسی کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہے کہ وہ ان سکولوں کو چیک کر سکے کہ وہاں پر بچوں کو پڑھایا یا کچھ سکھایا بھی جاتا ہے کہ نہیں۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ ان بچوں کے لئے فنی تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں جہاں پر ایسے بچے فنی تعلیم حاصل کر کے ایک مفید شہری بن سکیں۔

جناب سپیکر! 1973 کے آئین میں اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی، معاشی اور معاشرتی ترقی کے مواقع کی ضمانت دی گئی ہے۔ اقلیتوں کے لئے 21 کروڑ 50 لاکھ روپے گزشتہ سال رکھے گئے۔ گزشتہ سال گوجرہ اور امسال لاہور میں اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملے سے بیرون ملک پاکستان کا image کافی خراب ہوا ہے۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان کی مذہبی درسگاہوں کی حفاظت کی جائے اور اس مقصد کے لئے خاص فنڈز مختص کئے جائیں۔ اقلیتوں کو ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا دیا جاتا ہے تو اس

پر عمل بھی کروایا جائے کیونکہ صرف زبانی دینے سے کسی کو کوئی چیز نہیں ملتی جب تک کہ اس پر عمل نہ کروایا جائے۔ اقلیتی گروہوں کی تعلیمی اور معاشرتی حیثیت کے بارے میں اعداد و شمار اکٹھے کرنا اور ان بنیادوں پر خصوصی پروگراموں کا اجراء مثلاً پنجاب میں سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں کام کرنے والے سینیٹری ورکرز کی رجسٹریشن بہت ضروری ہے۔ اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے سینیٹری ورکرز مختلف ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں لیکن ان کی کوئی رجسٹریشن نہیں کی گئی تو میرا حکومت سے یہ مطالبہ ہے کہ ایسے تمام لوگ جو چھوٹی سطح پر کام کرتے ہیں جیسے وہ صفائی کرتے ہیں یا بیماروں کے بستر تبدیل کرتے ہیں تو انہیں بھی مختلف بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں لہٰذا ان کی بھی رجسٹریشن کی جائے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 15۔ارب روپے کے مختلف شعبہ جات میں منصوبے تجویز کئے گئے ہیں تاہم بجٹ کی موٹی بھاری کتابوں میں مختلف شعبہ جات میں خواتین کے ترقیاتی منصوبوں پر نظر ڈالی تو خواتین کے لئے کوئی بھی مخصوص فنڈ موجود نہیں تھا۔ ایسے ہی تھا جیسے سب نے مل کر چائے پی ہے تو اس میں جو خواتین نے چائے پی ہے وہ خواتین کا فنڈ ہو گیا۔ اسی طریقے سے ہسپتالوں میں جہاں علاج ہوتا ہے تو جہاں خواتین کا علاج ہو گیا وہ خواتین کا فنڈ ہو گیا ہے۔ ہمارے وومن ڈویلپمنٹ کے وزیر یہاں پر موجود نہیں ہیں تو ہمارے محکمہ کا سیکرٹری ڈیڑھ سال سے وہاں پر موجود ہی نہیں ہے اور کھیلوں کے سیکرٹری کو ایڈہاک چارج دیا گیا ہے۔ اس محکمے میں بھی خواتین کی بہبود کے لئے کسی قسم کا کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! ہماری نصف آبادی خواتین پر مشتمل ہے اور خواتین کے مالی مسائل روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں تو انہیں کم یا حل کرنے کے لئے فارمولہ یا کوئی اچھا peakage نہیں دیا گیا۔ خواتین سے مختلف قسم کے کام لے کر انہیں معاشرے کا ایک باعزت شہری بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے صنعت زار جیسے سکول ہر تحصیل کی سطح پر قائم کئے جائیں تاکہ وہ باعزت اور بہتر طور پر اپنی روزی کما سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر این ایف سی ایوارڈ کی بات ضرور کرنا چاہوں گی اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ این ایف سی ایوارڈ کی کامیابی کے حصول نے اس بات پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ ایک منتخب جمہوری قیادت ہی مشکل اور پیچیدہ کام کو بطریق احسن کر سکتی ہے۔ آج تک این ایف سی ایوارڈ کے سلسلے

میں صوبوں اور مرکز کے درمیان ایک کشیدگی پائی جاتی تھی لیکن ساتویں این ایف سی ایوارڈ نے رنجشوں کو ختم کر دیا جس پر میں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کو اوراٹھارھویں ترمیم پر بھی میں انہیں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے صوبوں اور مرکز کے درمیان رنجش ختم کر دی۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، آگے ہیں احسن رضا صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمد علی لالیکا صاحب!

میاں محمد علی لالیکا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو بجٹ 11-2010 پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ موجودہ حالات میں جس طرح ملک اور صوبہ پنجاب دہشت گردی کی لپیٹ میں ہے تو ہم افواج پاکستان کو، پولیس کے جوانوں اور سول سوسائٹی کے ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے دہشت گردی کی جنگ میں اپنے وطن عزیز کی خاطر اپنی جانوں کی قربانیاں دیں۔ میں اس جمہوری حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اتنی خوش اسلوبی سے اٹھارہویں ترمیم کو منظور کیا اور این ایف سی ایوارڈ کا قیام اتنی خوش اسلوبی سے عمل میں آیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی بھی بجٹ اس وقت تک صحیح معنوں میں عوام کی امنگوں کی ترجمانی نہ کر سکے گا جب تک ان کے منتخب نمائندوں کو بھرپور طریقے سے شامل نہ کیا جائے، ان کی تجاویز پر غور نہ کیا جائے اور ان کی تجاویز کو سمجھا نہ جائے۔ ان نمائندوں کو صرف گلا پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرنے پر ہی نہ رکھ دیا جائے بلکہ ان کی تجاویز پر عمل بھی کیا جائے تاکہ وہ نمائندے جو یہاں ٹھنڈے اے سی ہالوں میں بیٹھے ہیں وہ صحیح معنوں میں عوام کی ترجمانی کر سکیں۔ ہمارے پاس ایسی مثالیں موجود ہیں کہ جہاں قومیں قحط اور جنگوں کی نذر ہوئیں لیکن انہوں نے اپنے آپ کو کس طریقے سے دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کیا۔ جاپان کی مثال لے لیجئے کہ جنگ عظیم دوم کے بعد جاپان تباہی و بربادی کے دھانے پر تھا۔ چین کی مثال لے لیجئے جو ایک نشہ آور قوم تھی اور نشہ ان کے جوڑوں اور ہڈیوں میں رچا بسا تھا لیکن انہوں نے اپنی افرادی قوت کے بل بوتے پر اور افرادی قوت کو دیئے گئے ہنر کے بل بوتے پر دنیا میں اپنی economy کو strong کیا۔ آج دنیا میں ان ممالک کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ یہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ سبسڈیز دی جانی چاہئے لیکن یہ بھی سوچنا چاہئے کہ سبسڈیز کی مد میں کیا ہماری قوم، کیا ہماری عوام کشکول لے کر بھکاری تو نہیں بننے جا رہی؟ مجھے آج آپ نبی کریم ﷺ کا وہ واقعہ یاد آتا ہے کہ جو ہمارے

لئےrole modelہے۔ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کشکول لے کر حاضر ہوتا ہے تو آپ ﷺ اس کے کشکول یا سامان کو فروخت کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاؤ ایک کلہاڑا اور رسی لے کر آؤ اور اس سے محنت کرو خدا تمہاری اس محنت میں برکت ڈالے گا۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص دوبارہ حاضر ہوتا ہے تو اس کی معاشی حالت بہتر ہوئی ہوتی ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سبسڈیز دی جائیں جہاں جائز ہیں لیکن اس کی بجائے اگر ہنر اور ایسے technical institutions بنائے جائیں جہاں پر ہم افرادی قوت کی وہ طاقت پیدا کر سکیں جو ملک و قوم کو آگے لے کر چل سکے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

قرض کی پیتے تھے مہ اور کہتے تھے کہ رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

کوئی شک نہیں کہ توانائی کا بحران سابقہ حکومت کا دیا ہوا ہے لیکن آج اس موقع پر عوام کا تیسرا بجٹ پیش کر رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ توانائی کے اس بحران کو کنٹرول کرنے کے لئے ہماری حکومت مؤثر اقدام کرے گی خواہ وہ مرکز کی ہو یا پنجاب کی ہو، اگر اگلے سال میں بھی ہم یہی عذر پیش کرتے رہے کہ سابقہ حکومت نے یہ توانائی کا بحران دیا ہے تو ہماری بھی ذمہ داریاں ہیں، ہمارے بھی فرائض ہیں اور ہم فی الفور توانائی کے اس بحران کو کنٹرول کریں ورنہ جس طریقے سے غریب کا چولہا بند ہوتا ہوا نظر آرہا ہے اس میں کوئی سستی روٹی کام کر سکے گی اور نہ کوئی ملازمتیں کام کر سکیں گی، جب تک آپ اپنی اس افرادی قوت کو جو باہنر ہے اس کو اس توانائی کے بحران سے نہیں نکالیں گے اس وقت تک یہ ممکن نہ ہو گا۔ اس کے لئے صوبہ میں اگر چھوٹے ڈیم بنائے جائیں یا solar energy سے استفادہ کیا جائے تو یہ بھی بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس کے لئے بھی ہمیں جامع اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سال اور پچھلے سال وفاقی حکومت نے گندم کی جو قیمت مقرر کی، آپ بھی کاشتکار ہیں اور ہم بھی کاشتکار ہیں۔ اس سال Food Department نے سات بوریاں، آٹھ بوریاں، نو بوریاں کیا یہ مذاق نہیں ہے؟ میری آپ کی وساطت سے اس ایوان اور وزیر موصوف سے یہ درخواست ہو گی کہ اس میں ایسی جامع پالیسیاں تشکیل دی جائیں تاکہ کاشتکاروں کو بوریوں کی تعداد نہ گنوانی پڑے کہ اتنی فرد لے کر آؤ پھر اتنی بوریاں دی جائیں گی اور یہ باردانہ دیا جائے گا۔ زراعت کے

ساتھ ہمارا نہری نظام لازم وملزوم ہے۔ آج ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کا نہری نظام دنیا کا طویل ترین نہری نظام ہے۔ اس میں Farmer organization کو شامل کر کے جس طریقے سے ان کو با اختیار کر دیا اور ڈیپارٹمنٹ کو نکال دیا گیا تو پھر خدارا یہ نظام تباہی کے دہانے پر ہے۔ خدارا! اس Farmer organization کے ساتھ ساتھ محکمے کو با اختیار رہنے دیا جائے۔ اگر آپ محکمہ انہار کو بے اختیار کر دیں گے اور former organization کو strong کریں گے تو وہ اس علاقے کے باسی ہیں، ان کی مرضی ہے کہ ایک وقت آئے گا اور آنے والا ہے کہ خون سستا اور پانی مہنگا ہو گا۔ اگر میں اس Farmer organization نہر کا صدر منتخب ہوتا ہوں تو میری مرضی ہے کہ میں اگلے موگے والے، اگلے out let والے کو پانی دوں یا نہ دوں۔ خدارا اس پر غور کیجئے۔ سستی روٹی سے فائدہ اٹھانے والی 35 فیصد شہری آبادی ہے اور 65 فیصد دیہاتی آبادی ہے۔ ہم ایوان میں بیٹھنے والے یہاں جتنے بھی عوامی نمائندے موجود ہیں یہ سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ دیہات میں بسنے والا مزدور اگر کسی بھی ہنر سے فائدہ اٹھاتا ہے تو گندم کی کٹائی کے دوران وہ اپنی سال کی گندم ضرور اکٹھی کر لیتا ہے اس لئے اللہ کے فضل وکرم سے اس کو یہ پریشانی نہیں ہوتی۔ خدارا اگر دیہات میں رہنے والوں کے لئے جس طریقے سے ٹریکٹر سکیم میں قرعہ اندازی کی جاتی ہے اور سبسڈی دی جا رہی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اگر لائیو سٹاک میں جانوروں کی مد میں بھی سبسڈی دی جائے تو ہمارے صوبہ کا دیہاتی جو ہے وہ خوشحال ہو گا۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں منسٹر لائیو سٹاک آپ کی باتیں لکھ رہے ہیں۔ منسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ کے متعلقہ بات ہو رہی ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں جتنے معزز ممبران ہیں ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جتنی بھی یہ تقریریں کر رہے ہیں ان تمام تقریروں کا ہم رات کو بیٹھ کر مطالعہ کرتے ہیں اور بجائے points نوٹ کرنے کے پوری تقریر جو آپ کا عملہ تیار کرتا ہے اس کو دیکھتے ہیں اور میں جب پانچ یا چھ منٹ نہیں ہوتا تو پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہوتے ہیں وہ points بھی نوٹ کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تو کر رہے ہیں، میں آپ کی بات نہیں کر رہا، میں جو لائیو سٹاک کے متعلقہ وزیر بیٹھے ہوئے تھے ان کی توجہ ادھر کروا رہا تھا۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: بس مہربانی، آپ کا بہت شکریہ

میاں محمد علی لالیکا: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ اگر جنوبی پنجاب کا چرچا کیا جا رہا ہے تو اس کی بھی ایک وجہ ہے کہ یہاں پر جنوبی پنجاب کے لئے جو allocation کی گئی ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے مشکور ہیں کہ جنہوں نے ہمیں پانچ بلین روپے دیئے، 2 بلین روپے ریلیز ہوئے اور expenditure بیس کروڑ ہیں، ان بیس کروڑ میں بھی وہ ہوا جو افسر شاہی نے چاہا، جس میں عوامی نمائندوں کی تجاویز کچھ اور تھیں۔ اس کے مترادف جہاں اللہ کے فضل و کرم سے اور الحمدللہ رنگ روڈ کی allocation جو ہے وہ 13۔ارب روپے اور ریلیز بھی 13۔ارب روپے ہے اور expenditure سو فیصد ہے اور ہم بھی یہ توقع کرتے ہیں کہ شاید Southern Punjab کے لوگوں کو بھی اسی طریقے سے فنڈز دیئے جائیں تاکہ وہ بھی اپنے علاقوں میں ترقیاتی منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ جس طریقے سے رنگ روڈ کا منصوبہ پایۂ تکمیل تک پہنچنے کو جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! جب تک آپ عوامی نمائندوں کی تجاویز جو اس بجٹ بحث کے دوران دی گئی ہیں ان پر غور و خوض اور عملدرآمد نہیں کریں گے تو اس وقت تک عوام کو بجٹ کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: یہ میں آپ کو بتا دوں کہ لائیو سٹاک والوں نے آپ کا کوئی point نہیں لکھا اور آپ کی بھی بہت مہربانی اور شکریہ۔ جی، تنویر احمد ناصر آپ کدھر تھے؟

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں ادھر ہی تھا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا نمبر پہلے جا چکا ہے اور آپ کی غیر حاضری لگ گئی ہے۔ چلیں، ہم آپ کو ٹائم دیتے ہیں لیکن آپ کا ٹائم دس منٹ سے ایک منٹ بھی اوپر نہیں ہو گا کیونکہ دوسروں کو بھی ٹائم دینا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بجٹ کیا ہے، کیا یہ الفاظ کا گورکھ دھندا ہے، یہ ہندسوں کی ہیر پھیر ہے یا پھر جو ہمارے حکمران ہیں ان کی ترجیحات ہوتی ہیں؟ اگر بجٹ کا بغور تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ یہ ایک عوامی بجٹ ہے جس میں عوامی خدمت کو مد نظر رکھا گیا ہے اور اس ٹیکس فری بجٹ کو پیش کرنے پر میں محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب اور ان کے خوبصورت وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! علم کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا اور علم کے بغیر کوئی صوبہ اور ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر ہم اپنے صوبہ اور اپنے ملک میں چاہتے ہیں کہ یہاں پر تیز رفتار ترقی ہو تو پھر تعلیم کو اولین ترجیح دینا ہوگی۔ اس بجٹ میں جس طرح تعلیم کے لئے 53۔ارب اور 99 کروڑ روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں وہ چیف منسٹر صاحب کے vision کو بڑا واضح کرتے ہیں جو کہ current fiscal year کی رقم ہے وہ اس سے 12 فیصد زیادہ ہے Punjab Education Endowment Fund قائم کیا گیا جس کے تحت تقریباً بارہ ہزار سے زیادہ students استفادہ کر چکے ہیں اور اگلے مالی سال میں یہ بجٹ 4۔ارب روپے سے بڑھا کر 6۔ارب روپے کر دیا گیا ہے اور آئندہ تین سالوں میں یہ بجٹ 10۔ارب روپے ہو جائے گا۔ اب میں آئی ٹی لیب کے حوالے سے بات کرتا ہوں جو کہ ہائی سکولوں میں آئی ٹی لیب قائم کی گئی ہیں یقیناً آئی ٹی کے شعبہ میں یہ انقلاب برپا کر کے رہیں گی اور اگلے مالی سال میں آئی ٹی لیب کو ایلیمنٹری سکول تک بڑھایا جا رہا ہے، یہ بڑی اچھی بات ہے۔ یہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا کہ جو position holder students ہیں ان کو بیرونی ملکوں کے مطالعاتی دورے کرائے جا رہے ہیں تو یہ کریڈٹ بھی ہماری گورنمنٹ کو جاتا ہے کہ حال ہی میں چھیالیس students یورپی ملکوں کے مطالعاتی دورہ پر گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ذرا ایک منٹ، اپوزیشن کے سارے بھائی چلے گئے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بھائی اور بہنیں بھی ساری چلی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، دیکھیں، ذرا باہر تو نہیں بیٹھے ہوئے؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں دیکھ نہیں پایا ہوں کہ کوئی ناراض تو نہیں ہو گئے ہیں؟ کوئی نہیں ہے چلیں، تنویر ناصر صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! اساتذہ کی تربیت، ان کی آگاہی کے لئے اور بہترین رزلٹ پر ان کو جو incentive دیا گیا ہے اس کے لئے دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو کہ بہت اچھی بات ہے۔ اسی طرح text books کی فراہمی current fiscal year میں ایک ارب 80 کروڑ روپے کی books فراہم کی گئی ہیں اور اگلے مالی سال میں بھی اتنی ہی مالیت کی text books فراہم کی جائیں گی اور یقیناً جو پروگرام سابقہ حکومتوں نے پھیلایا جو صرف ٹی وی سکرینوں پر نظر آرہا تھا پڑھا لکھا پنجاب اس کی نسبت یہ پروگرام بہت بہتر ہے اور جو بہت بڑی بات ہے وہ انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے جو تین سو سیٹوں کا سرکاری یونیورسٹی اور انجینئرنگ کالجوں میں اضافہ کیا گیا ہے جس طرح سے میڈیکل کالجوں میں 452 سیٹوں میں اضافہ کیا گیا ہے تو اس سے ایک ہزار ڈاکٹرز زیادہ تربیت حاصل کریں گے اور میدان عمل میں آئیں گے اور انجینئرز بھی زیادہ وافر مقدار میں آئیں گے جس سے جو ڈاکٹر اور انجینئرز کی کمی ہے ان کو پورا کیا جاسکے گا۔ TEVTA کو مالی اور انتظامی خود مختاری دی گئی یہ بہت اچھی بات ہے تاکہ کلرک پیدا کرنے کی بجائے ہنر مند پیدا کئے جائیں اس کے لئے 6۔ ارب 80 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہاں پر دانش سکول پر بہت زیادہ تنقید کی جاتی ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تنقید کرنے والوں کو کیا خوف ہے؟

جناب سپیکر: جو باتیں پہلے ہو گئی ہیں ان کو چھوڑ دیں۔ آپ اپنی کوئی اور بات کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! چلیں، یہ بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ایجوکیٹر اور کانسٹیبل کی جو میرٹ پر بھرتی ہوئی ہے کیا یہ سابقہ حکومت میں ایسی کوئی مثال پیش کر سکتے ہیں؟ ہر گز نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: اس لئے تو وہ چلے گئے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ ورنہ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ کانسٹیبل کی بھرتی کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپے تک لئے گئے تھے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے بجٹ میں 80۔ارب 43 کروڑ روپے رکھا گیا ہے اور یہ جو current fiscal year ہے اس میں 61.6 فیصد زیادہ ہے کیونکہ سماجی شعبہ میں تعلیم کے بعد صحت ہی سب سے اہم شعبہ ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبر جناب محمد محسن خان لغاری ہاؤس میں تشریف لے آئے)

علاج کے لئے فری ادویات، DHQ,THQ اور بڑے ہسپتالوں میں جو ٹیچنگ ہسپتال ہیں ان میں 6۔ارب کا مختص کیا جانا بڑی اہم بات ہے لیکن اس میں جو میری تجویز ہے وہ یہ ہے کیونکہ دیہاتیوں کا DHQ,THQ پر پہنچنا کافی مشکل ہوتا ہے اس سکیم کو کم از کم آر ایس level پر ضرور بڑھایا جائے تاکہ دیہاتی جو بڑے غریب لوگ ہوتے ہیں وہ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ موبائل ہسپتال کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ یقیناً next fiscal year میں قابل عمل ہو جائے گا جو بڑی اچھی بات ہے اور جگر کی پیوندکاری کے بارے میں، میں ضرور بات کروں گا کہ یہ کریڈٹ صرف صوبہ پنجاب کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! کاشتکاروں کے لئے مختلف سکیموں کے تحت اور زراعت کی ترقی کے لئے کثیر مقدار میں رقم رکھی گئی ہے جو کہ دانشمندانہ اقدام ہے۔ میری یہ proposal ہے کہ یہ ہمارا agro based صوبہ ہے۔ اس میں زراعت کو ترقی دینے کے لئے زراعت کے ہر شعبہ میں زیادہ سے زیادہ subsidy دی جائے اور اگلے مالی سال میں جو گرین ٹریکٹر سکیم ختم کر دی گئی ہے اس کو دوبارہ شروع کیا جائے۔ یہ میری تجویز ہے کیونکہ اس سے چھوٹے زمیندار استفادہ کر رہے تھے جن کی holdings صرف چالیس کنال تھی اور یہ اتنی شفاف قرعہ اندازی ہوتی تھی کہ اس پر کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا تھا مگر یہاں پر یہ بات کی گئی ہے کہ گرین ٹریکٹر سکیم misuse ہوئی ہے تو وہ بہت غلط بات ہے۔ اس میں بہت اچھے rules تھے کہ جو لوگ گرین ٹریکٹر سکیم سے استفادہ کرتے ہیں وہ صرف کاشتکاری کے لئے ٹریکٹر استعمال کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو یہاں کہہ گئے ہیں کہ 90 فیصد کرپشن ہوئی ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: جی، بالکل غلط بات ہے، اس کی بڑی شفاف belting ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: ظفر ذوالقرنین صاحب کہہ گئے ہیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: نہیں، ان کو اندازہ نہیں ہو گا ہم خود اس belting میں شریک ہوتے تھے اور اس belting میں آپ یقین کریں کہ میں نے اپنے مخالفین کے بھی ٹریکٹر نکالے ہیں۔ یہ اس حد تک شفاف طریق کار تھا۔

جناب سپیکر! زراعت کو subsidize کرنے کے لئے پنجاب پر بہت pressure ہے، پاکستان پر بہت pressure ہے کہ زراعت پر subsidy ختم کر دی جائے، اس پر ہمیشہ سے international level کے مالیاتی اداروں، امریکہ اور یورپین ممالک کا بہت pressure رہا ہے لیکن ان کا یہ behaviour بہت contradictory ہے کہ وہ اپنے ملک میں تو زراعت کو subsidize کرتے ہیں اور پاکستان میں کہتے ہیں کہ زراعت کو subsidize نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جلدی wind up کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: میں یہاں پر اپنے ہمسایہ ملک بھارت کی بات کروں گا جب وہاں پر جواہر لال نہرو وزیر اعظم تھے ان پر بھی pressure آیا کہ آپ زراعت پر subsidy ختم کر دیں تو انہوں نے کہا کہ Who says we subsidize, we invest. تو اس لئے ہمیں بھی زراعت پر subsidy ختم نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کریں investment ضرور کریں۔

رانا تنویر احمد ناصر: ان حالات میں، میں تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے اس پر بھی بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ جی، سردار محمد ایوب خان گادھی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، سردار اطہر حسن خان گورچانی! پہلے آپ اپنی سیٹ پر جائیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جی، میں اپنی سیٹ پر جاتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی، آپ نے مجھے بالآخر بات کرنے کا موقع دے ہی دیا۔ گزشتہ سال بھی مجھے بار بار بجٹ کی تقریر میں سے جتنے بھی جھوٹے دعوے تھے وہ دِکھانے پڑے۔ اب وہی سلسلہ چل رہا ہے جھوٹ پر جھوٹ۔ کس کس بات کو سامنے لائیں، کس کس بات کا شکوہ کریں، کس کس بات کا گلہ کریں اپنی ہی حکومت ہے جو جھوٹے دعوے کر رہی ہے۔ بجٹ میں ان کے کتنے جھوٹے دعوے گنوائیں؟ یہ کہ بجٹ

میں جھوٹ بولا جا رہا ہے۔ آپ کے سامنے international agencies کی reports موجود ہیں۔ ورلڈ بنک نے جو report دی ہے اس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ لاہور میں فی کس آدمی کے اوپر 35 ہزار روپے خرچ کیا جا رہا ہے۔ میرے بہت سارے ساتھی بھائیوں نے بتایا ہے کہ راجن پور میں فی کس -/300 روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے، کتنی بڑی ناانصافی ہے؟ بہر حال پھر بھی میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ لاہور میاں محمد شہباز شریف صاحب کا کہ انہوں نے اس دفعہ جنوبی پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ لاہور نہیں، وزیر اعلیٰ پنجاب کہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اوہ، میں بھول گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ بھولے نہیں ہیں۔ آپ کو یہ کہنے کی اجازت نہیں ہو گی۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جی، معذرت چاہتا ہوں، میں بھول گیا۔ بہر حال انہوں نے مہربانی کی پچھلے سال انہوں نے کہا تھا کہ ہم آپ کو 5۔ارب روپے دے رہے ہیں جو کہ نظر کہیں نہیں آیا کہ کہاں خرچ ہوا ہے؟ کوئی ایک اینٹ دکھائیں باقی اضلاع کا تو مجھے نہیں پتا، راجن پور کا تو میرے سامنے ہے کہ کسی بھی منصوبے کی ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی جو announce کئے گئے تھے۔ بہر حال انہوں نے مہربانی کی اور کہا کہ 52۔ارب روپے ہم آپ کو اس سال دیں گے۔ یہاں میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ بجٹ کی تقریر میں پچھلے سال جو 5۔ارب روپیہ announce کیا گیا تھا اس تقریر میں اس کو 42۔ارب روپے show کیا گیا یہ 42۔ارب روپے کس چیز کے ہیں، کس چیز کا احسان چڑھایا جا رہا ہے ہمارے اوپر کہ ہم نے آپ کو 42۔ارب روپے دیئے ہیں؟ سفید جھوٹ بولتے ہوئے ہمیں تھوڑی سی بھی شرم نہیں آتی۔ ابھی پھر یہ کہا گیا ہے کہ ہم آپ کو 52۔ارب روپے دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کس کو مخاطب کر رہے ہیں؟

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! اپنے آپ کو اور حکومت کو، کیونکہ ہم بھی تو حکومت کا حصہ ہیں۔

جناب سپیکر: لیکن address تو آپ مجھے کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے ہی کہنا ہے، ہم تو کسی کو مخاطب نہیں کر سکتے۔ اس دفعہ تقریر میں بتایا گیا کہ جنوبی پنجاب کی آبادی 31 فیصد ہے اور ہم آپ کو 36 فیصد دے رہے ہیں۔ شاید Finance Department کا یا ہماری حکومت کا calculator اعداد و شمار کو اوپر دکھا دیتا ہے، ایک زیرو بڑھا دیتا ہے یہ 26 فیصد بنتا ہے اگر Secretary Finance ذرا calculator گھمائیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان سے نہ مخاطب ہوں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جی، اگر calculator گھمایا جائے تو وہ 26.9 فیصد show کرتا ہے، کس طریقے سے اس کو 36 فیصد show کیا گیا ہے؟ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہماری آبادی 31 فیصد نہیں ہے، ہم تقریباً صوبہ پنجاب کا 40 فیصد ہیں، ہمارے پاس تقریباً 60 فیصد area ہے۔ کس calculator کے تحت ہمیں یہاں پر 31 فیصد show کر دیا گیا؟

مخدوم محمد ارتضیٰ: اس کی battery down تھی۔

جناب سپیکر: وہ بے چارے میری طرح کسی دیہات کے سکول سے پڑھے ہوں گے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اسی طرح Federal Bureau of Statistics نے جو سروے کیا ہے اس میں 77 percent of the people of the Punjab are saying کہ ہماری حالت جو آج سے دو سال پہلے تھی اس سے بھی خراب ہو چکی ہے، ہم کس حیثیت سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب میں good governance رکھی ہوئی ہے۔ پھر اگر transparency report دیکھیں اس میں لکھا ہوا ہے corruption کم ہو گئی ہے۔ یہ agency لوگوں کی perception پر base کرتی ہے، ان کے پاس کوئی data نہیں ہے۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ مجھ سے پوچھ لیا، محسن خان سے پوچھ لیا، مخدوم ارتضیٰ سے پوچھ لیا کہ corruption کم ہوئی ہے تو انہوں نے لکھ دیا۔ تین دن سے سن رہے ہیں کہ transparency report آ گئی ہے جی، corruption کم ہوئی ہے، کہاں کم ہوئی ہے؟ کل ہمیں یہاں پر ہمارے دوست مخدوم ارتضیٰ صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ ساڑھے چار کروڑ روپے صرف سیکرٹریٹ کے برآمدے پر خرچ ہو رہے ہیں، 6 کروڑ روپے صرف سیکرٹریٹ کے foot path اور سڑک پر خرچ ہوئے ہیں۔ 6 کروڑ سے تقریباً 12 کلومیٹر سڑک بنتی ہے، اگر راجن پور میں آ کر بنائیں، یہاں کا پتا نہیں کیا حساب

ہے، سیکرٹریٹ میں ساڑھے چھ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور وہ شاید ایک کلومیٹر بھی نہیں ہوگا؟ اگر پچھلے سال یہی بجٹ تھوڑا سا ہمیں دے دیا جاتا تو پچھلے سال کچھ نہ کچھ واٹر سپلائی اور سڑکیں بن جاتیں۔ ہم آج اس طرح کھڑے ہو کر حکومت کی ناقص پالیسیوں اور جھوٹ پر اعتراض نہ کر رہے ہوتے۔ پھر ہمارے سارے بھائی کھڑے ہو جاتے ہیں کہتے ہیں کہ جی، یہ دانش سکول پر اعتراض کرتے ہیں۔ دانش سکول کا idea بہت اچھا ہے، میں مانتا ہوں، بہت اچھی بات ہے، دانش سکول ہونا چاہئے لیکن یہ تو بتائیں کہ feasible کیسے ہے؟ یہ حکومت ایک ڈاکٹر تو میرے گاؤں میں لگا نہیں سکی جہاں پر 1935 میں ہسپتال بنا تھا۔ راجن پور کے ایک گاؤں میں 1935 میں ایک ہسپتال بنا تھا لیکن آج بھی وہاں پر کوئی ڈاکٹر جانے کو تیار نہیں ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم وہاں پر دانش سکول بنائیں گے اور وہاں پر international level کی پڑھائی ہوگی اور غریب بچہ وہاں پر پڑھے گا۔ میں کہتا ہوں کہ بہت اچھی بات ہے، پڑھائیں، یہ ہمارے بچے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آدمی تو وہاں اچھے ہیں، پتا نہیں ڈاکٹر وہاں پر کیوں نہیں جاتے؟

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اب بات یہ ہے کہ دانش سکول بلڈنگ بنانے سے دانش نہیں بنے گا۔ وہاں پر جو استاد پڑھائیں گے وہ اس کو دانش سکول بنائیں گے۔ یہ کہاں سے استاد لائیں گے؟ اس سکول کی جو ساری مشینری ہوگی، جو استاد ہوں گے، کتابیں ہوں گی یہ کیسی وہاں پر بچوں کو سہولتیں provide کریں گے؟ صرف بچے داخل کرنے سے اور بلڈنگ بنانے سے سکول بن جائے گا۔ انتہائی flop منصوبہ ہے اس کی running cost estimate ہی ان کے پاس نہیں ہے۔ پہلے ہمیں یہ تو بتائیں کہ اس کی running cost ہے کیا یا صرف دعویٰ کر دیا گیا ہے؟ اس طرح سے ان کی سستی روٹی کی ایک اور سکیم ہے۔ سستی روٹی کا بار بار ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے، یہ سستی روٹی بانٹی کہاں جا رہی ہے؟ ہمیں تو نہیں مل رہی جبکہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں 88 تنور تھے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں اور یہ میری رپورٹ نہیں ہے بلکہ یہ حکومت پنجاب نے جاری کی ہے۔ ٹوٹل 12 ہزار تنور ہیں جس میں سے اس سال 2 ہزار کے قریب کم کر دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹائم ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! 12ہزار تنوروں میں سے تقریباً 2ہزار کے قریب کم کر کے اب ٹوٹل 10ہزار تنور رہ گئے ہیں۔ ان میں سے 2084 صرف لاہور شہر میں ہیں۔ کتنی بڑی ناانصافی ہے صرف لاہوریوں کو خوش کیا جارہا ہے کہ -/2 روپے کی روٹی ہے اور ہمارا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ راجن پور میں 88 تنور تھے جن میں سے 20 کم کر دیئے گئے ہیں اور اب صرف 68 تنور رہ گئے ہیں۔ اگر ڈی جی خان، راجن پور، لیہ مظفر گڑھ چار اضلاع کی آبادی دیکھی جائے تو almost لاہور کے برابر آبادی ہو جاتی ہے۔ لاہور میں 2084 تنور اور ان چاروں اضلاع میں صرف 600۔ پھر کہتے ہیں کہ آپ نئے صوبہ کی بات کر کے ملک توڑنے کی سازش کر رہے ہیں، نئے صوبہ کی بات کر کے غداری کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کیوں نہ نئے صوبہ کی بات کریں۔ اگر ہمارے حقوق آج سے 63 سال پہلے سلب نہ کئے ہوتے، ہمارے ساتھ یہ سلوک روا نہ رکھا جاتا تو آج ہم یہ بات کیوں کرتے؟ اب اگر ہم نئے صوبہ کی بات کر رہے ہیں تو اس میں بُرائی کیا ہے؟ مجھے اس بات کا جواب دیا جائے، چنیوٹ کو ضلع کیوں بنایا گیا ہے اور ساہیوال کو ڈویژن کیوں بنایا گیا ہے؟ یہ انتظامی امور کو بہتر بنانے کے لئے کیا گیا ہے۔ اگر نیا صوبہ بن جائے گا تو کون سی قیامت آ جائے گی۔ ہم آپ کے بھائی ہیں، آپ ہمارے بھائی ہیں اس میں پنجابی بلوچی سندھی پٹھان کسی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم محمد ارتضیٰ: آپ بھی تالی بجادیں۔

جناب سپیکر: یہ میرا کام نہیں ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: اسی طرح ایک حیران کن بات جو ہمیں بجٹ میں لگتی ہے وہ block allocation کی ہے۔ میں آپ کو بتاؤں سب سے زیادہ پیسے block allocation میں آ گئے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن میں 1350 ملین روپے خرچ کئے جانے ہیں جس میں سے 555 ملین تو وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں۔ اسی طرح سپورٹس میں 150 ملین روپے ہیں اور وہ سو فیصد وزیر اعلیٰ کے پاس ہیں۔ مجھے تو یہ نظر نہیں آتا کہ یہ رقم راجن پور یا ڈی جی خان میں خرچ ہو گی سارا پیسا ادھر ہی خرچ ہو جائے گا۔ اسی طرح آپ ٹورازم میں آجائیں 1675 ملین روپے رکھے گئے ہیں اس میں سے 92 فیصد مری میں خرچ کئے جا رہے ہیں اور پنجاب کوئی ایسا اچھا صحت افزا مقام نہیں ہے جہاں ہماری عوام گھومنے چلی جائے۔

جناب سپیکر: یہ notes آپ نے اپوزیشن سے لئے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! کہیں نہ کہیں سے تو لئے ہیں۔ یہ books میں سے ہیں جو آپ نے ہماری حکومت نے ہمیں provide کی ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ انصاف سے کام لیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کو دومنٹ میں اور دیتا ہوں کیونکہ آپ کا میں نے تھوڑا سا ٹائم لیا ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! مجھے آپ بولنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب والا! میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر ناانصافی نہ ہوتی بلکہ مجھے تو یہ لگ رہا ہے کہ ہمارے ساتھ ناانصافی کا سلسلہ جاری رہے گا اور حکومت کی جو credibility ہے ہمیں اس پر اب کوئی trust نہیں رہا کیونکہ جھوٹے دعوے کئے گئے تھے۔ انہوں نے جو دعویٰ کیا ہے کہ 52۔ارب روپے ہم جنوبی پنجاب پر خرچ کریں گے اس کے لئے آپ ایک کمیٹی بنائیں اور وہ کمیٹی ایم پی ایز میں سے ہو اس میں اپوزیشن کے لوگ بھی ہوں، پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) سمیت تمام پارٹیوں سے لوگ ہوں اور وہ decide کریں کہ پیسے کہاں پر خرچ ہونے چاہئیں۔ چیف منسٹر صاحب اپنے پاس یہ حق نہ رکھیں کیونکہ اگر ان کے پاس یہ حق رہ گیا تو پھر وہ پیسے بھی نہیں آئیں گے۔ اگر ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارا صوبہ ہو پھر ہمیں یہ کہتے ہیں کہ آپ غدار ہیں، ملک توڑ رہے ہیں۔

جناب والا! ہم انشاءاللہ اپنے مطالبے پر ڈٹے رہیں گے، صوبہ بنائیں گے اس میں کہیں بھی لسانیت کی بات نہیں ہوگی، ہم صرف اور صرف انتظامی امور پر صوبہ مانگ رہے ہیں۔ کہیں یہ بات نہیں کر رہے کہ سرائیکستان بنائیں یا پنجابستان بنائیں یا بلوچستان کی کوئی نئی شکل بنائیں، صرف اور صرف ہماری purely demand administrative grounds پر ہے۔ جس طرح ضلع یا تحصیل بنائی جاتی ہے اسی طرح ایک اور صوبہ بنائیں جس کے حقوق وہاں کے عوام decide کریں گے کہ وہاں پر پیسے کیسے خرچ ہونے ہیں اور پانی وہاں پر کس کس طرح جانا ہے۔ یہاں لاہور کے ایوانوں میں بیٹھ کر فیصلے نہ کئے جائیں۔ بس میری یہی گزارش ہے کہ خدارا یہاں پر جو لوگ اتنی غلط زبان استعمال کرتے ہیں یہ ملک

توڑنے کی سازش ہے یا غداری کر رہے ہیں ان کو روکا جائے ورنہ پھر ہم سڑکوں پر آ جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: ملک جہانزیب وارن صاحب!

ملک جہانزیب وارن: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 2010-11 کے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ اس وقت ملک کے تمام صوبوں میں سب سے اچھی گورنمنٹ صوبہ پنجاب میں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! یہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: notes دیکھ رہے ہیں۔ وہ hints لے سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ان کا سر نیچے ہے۔ سر اٹھا کر جیئں۔

جناب سپیکر: لکھی ہوئی تقریر آپ یہاں نہیں پڑھ سکتے۔

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! لکھی ہوئی تقریر نہیں ہے، کچھ hints ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے hints لے لیں۔ Carry on

ملک جہانزیب وارن: صوبہ پنجاب میں جس کی تعریف ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ ہے جس میں انہوں نے صوبہ پنجاب کی حکومت کی تعریف بھی کی ہے۔ میں صوبہ پنجاب میں اچھا بجٹ پیش کرنے پر میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب تو ہو سکتے ہیں، خزانہ صاحب نہیں ہو سکتے۔ (قہقہہ)

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! دونوں چیزیں ٹھیک ہیں۔ یہ جو اس دفعہ بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور اس بات کو ماننا چاہئے کہ غریب عوام کی فلاح کے لئے جو اقدامات اس گورنمنٹ نے کئے ہیں پچھلے آٹھ سالہ دور میں نہیں ہوئے۔ اگر یہ تکلیف ہو رہی ہے کہ سستی روٹی یا یہ تکلیف ہو رہی ہے کہ کوئی ٹیکس نہیں لگا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہو گی۔ پنجاب کی ہسٹری میں پہلی دفعہ یہ ہوا ہے

کہ ڈی جی خان، بہاولپور اور ملتان میں دانش سکول غریب لوگوں کے بچوں کے لئے بنائے جارہے ہیں جس سے خواندگی میں کمی ہوگی۔ موبائل ڈسپنسری کا جو نیا سسٹم متعارف کروایا جارہا ہے وہ ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے ایک اچھا اقدام ہے۔ ہمارے حلقے میں پچھلے آٹھ سال میں، میں آپ کو ضلع بہاولپور کی مثال دیتا ہوں وہ میرا شہر ہے 18۔ارب روپے کے اس وقت کام ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کتنے کام ہو رہے ہیں؟

ملک جہانزیب وارن: 18۔ارب روپے کے بہاولپور میں کام ہو رہے ہیں اور اگر کوئی دیکھنا چاہے تو میرے ساتھ چل کر وہ دیکھے کہ 18۔ارب روپے وہاں پر خرچ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ اپوزیشن والوں کو دکھا دیں باقیوں کی خیر ہے۔

ملک جہانزیب وارن: جناب والا! اس میں ایک بات میں یہ کہوں گا کہ---

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! بجٹ میں 5۔ارب روپے تو جنوبی پنجاب کے لئے مختص کئے گئے تھے تو اس میں سے 18۔ارب روپے کہاں سے خرچ ہو گئے؟

جناب سپیکر: آپ ان کی بات غور سے سن لیں۔ جی، فرمائیں!

ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں ان کو چیلنج کر رہا ہوں کہ یہ میرے ساتھ چلیں اور پورے بہاولپور کو دیکھیں یہ ناراض نہ ہوں میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر نمائندگان گھر سوئے رہیں، کوئی بات نہ کریں، کوئی کام نہ کریں اور غریبوں کو غریب رہنے پر مجبور کریں، وہاں پر جو سکول بنے ہوئے ہیں ان میں جانور بندھے ہوئے ہیں، ہسپتالوں میں قبضے کئے ہوئے ہیں تو پھر یہ کیا ہوگا؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! حقیقت کی طرف آنا چاہئے میں بھی اسی علاقے سے ہوں۔ میں نے حلف اٹھاتے ہی وہ ہسپتال قبضہ گروپوں سے خالی کروائے، میں نے جاگیرداروں سے وہ سکول خالی کروائے ہیں اور ان سب کی میرے پاس وڈیو فلمیں ہیں، میرے پاس فوٹو اور اخبارات کے وہ بیانات بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

ملک جہانزیب وارن: میں نے غلط کام بند کروائے ہیں۔ میں نے میاں صاحب کو جو کام بھی کہا ہے وہ انہوں نے پورا کیا ہے۔ میں نے ایک نیا تھانہ بنوایا ہے، سب تحصیل بنوائی ہے، میرے حلقے میں

تین ڈبل روڈ بنے ہیں-وہاں پر موبائل ڈسپنسری آ رہی ہے-میں محنت کرتا ہوں، حلقے کے لئے مانگتا ہوں- آپ بھی مانگیں اور لیں، صرف یہ نہیں کہ آپ الزامات لگائیں-ہم نے ترقی کرنی ہے-ہم ملائیشیا سے ہو کر آئے ہیں، رانا صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے،وہاں سب لوگ کام کر رہے ہیں-ایک دوسرے پر کوئی الزامات نہیں لگا رہے لیکن ہم یہاں کہہ رہے ہیں کہ سستی روٹی سکیم خراب ہے اور جو بھی اچھا کام ہو یہ اس پر تنقید کرتے ہیں-میری استدعا ہے کہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے بلکہ اب ہمیں سوچنا ہو گا اور پاکستانی قوم بننا ہو گا-جب ہم پاکستانی بن گئے تو ہم دنیا کی عظیم تر قوم بن جائیں گے-ہم نے ہندوستان سے پاکستان مانگا تھا، ہم نے اس ملک کے ٹکڑے نہیں کروانے-ہم نے تو پہلے بھی ایک ملک گنوا دیا ہے-(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: پلیز! مداخلت نہ کریں اور ان کو بات کرنے دیں-

ملک جہانزیب وارن: آج یہ نعرے لگائے جا رہے ہیں کہ وہاں پر محرومی ہے-میں سمجھتا ہوں کہ اگر محرومی ہے تو صرف نمائندگان کی وجہ سے ہے-نمائندگان کو کام کرنا چاہئے، انہیں دن رات جاگنا چاہئے پھر یہ محرومی ختم ہو گی-میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میرے دوست میرے ساتھ چلیں، یہ میرے حلقے کی ڈویلپمنٹ کا اڑھائی سالہ دور چیک کریں اور اس سے پہلے والا دور بھی چیک کریں تو خود بخود سمجھ آ جائے گی کہ جو آدمی جاگتا ہے اس کا کام ہو گا اور جو سو جائے گا اس کا کام نہیں ہو گا-میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ میں تھوڑی سی تفصیل بتا دیتا ہوں کہ وہاں پر نیا DHQ ہسپتال بن رہا ہے، وہاں اینیمل یونیورسٹی بن رہی ہے-

جناب محمد محسن خان لغاری: انسانوں کے لئے یونیورسٹی بنی چاہئے تھی-

ملک جہانزیب وارن: جناب سپیکر! میں آپ سے مخاطب ہوں کہ وہاں ویٹرنری یونیورسٹی بن رہی ہے-میں عرض کرتا ہوں کہ حقیقت کو ماننا چاہئے اور جو نہیں ماننے والے انہوں نے کبھی بھی نہیں ماننا، جو میرے ذہن میں ہے یا جو میں نے دیکھا ہے وہ بالکل یہاں بیان کروں گا-میں نے ہر فورم پر یہ بات کی ہے، بہت کچھ ہو گیا ہے، اب ہمیں بطور قوم سوچنا ہو گا-آپ چولستان میں چلے جائیں وہاں پر پانی اور لائیو سٹاک کے لئے میاں محمد شہباز شریف صاحب نے جو کام کروایا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پچھلا ساٹھ سالہ

دور چولستان کے لوگوں کے لئے محرومی کا دور تھا۔ آج وہاں کے لوگ میاں محمد شہباز شریف کے بچوں کو دعائیں دے رہے ہیں۔میاں محمد شہباز شریف نے جگہ جگہ جا کر visit کیا ہے اور وہاں کام ہو رہے ہیں۔ صرف سیاہ دور کو یاد نہیں کرنا جو لوٹ کر کھا گیا، جو اس ملک کو تباہ کر گیا، یہ اس کے نعرے لگانے والے اور اسے دس دفعہ وردی میں منتخب کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ دور تھا لیکن آج تو ایک غریب آدمی کی سنی جا رہی ہے۔ آج غریب آدمی کے لئے کام ہو رہے ہیں لیکن ان کو یہ دور نظر نہیں آ رہا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہے، ہمیں بطور قوم پاکستان کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہاں پر موجود تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کے اندر یہ چیز ہے اس لئے یہ بیٹھے ہیں اور اجلاس بھی ہو رہا ہے۔میرے جو دوست چلے گئے ہیں ان کے بارے میں اتنا کہوں گا کہ ایم پی اے یا ایم این اے بن جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔اگر ہم بیوروکریٹس کی بات کرتے ہیں، اگر ہم کسی ادارے کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے کام سے کام کرتے ہیں۔اگر ہم بھی اپنے کام کو کام سمجھ کر کریں تو میرا خیال نہیں کہ کسی جگہ پر کرپشن ہو۔جب ہم اپنے اس شعبے کے ساتھ انصاف کریں گے تو سب چیزیں ختم ہو جائیں گی۔میں آخر میں اپنے قائد میاں نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی کوششوں سے صوبہ پنجاب دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔پاکستان زندہ باد۔شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مسعود لالی صاحب!

جناب محمد مسعود لالی: شکریہ۔جناب سپیکر! جن مشکل حالات میں ہماری حکومت نے میرے قائد کی زیر نگرانی جو بجٹ دیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ابھی وارن صاحب بھی بات کر رہے تھے، فقط تنقید کرنا ہی مقصد ہو اور حقائق کو مسخ کر کے پیش کر دیا جائے تو اس سے بات نہیں بنتی اور یہ ہمارا فرض نہیں ہے۔ حقائق کو سامنے لانا اور حقائق پر بات کرنا ضروری ہوتا ہے۔حکومت نے 60 کروڑ روپے کی رقم سے بارانی علاقے میں mini dams اور ponds کی سکیم شروع کی ہے لیکن میرے ایک معزز ممبر فرما رہے تھے کہ دس لاکھ روپے میں یہ mini dams کیسے بنیں گے جبکہ حقائق ذرا مختلف ہیں۔ دس لاکھ میں ڈیم نہیں بن رہا بلکہ 18 لاکھ میں ڈیم بن رہا ہے جس میں 3 لاکھ کا حصہ عوام اور زمیندار کا ہو گا اور 15 لاکھ حکومت دے گی۔اسی طرح کے 200 ponds بھی بنیں گے۔پہلی بار کسی حکومت نے اتنی سنجیدگی کے ساتھ بارانی

علاقے کے زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے سوچا ہے لیکن اس سے پہلے کسی کو ایسی توفیق نہیں ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور معزز ممبر نے یہ بھی کہا کہ معدنیات کی کرشنگ کے جو یونٹس چل رہے تھے وہ بند کر دیئے گئے ہیں جبکہ حقائق اس سے بھی مختلف ہیں۔ حقیقت میں مافیا کا بھتہ بند ہوا ہے جو پچھلی حکومت سے چلتا آرہا تھا اس میں حکومت کو ایک دھیلے کی بھی آمدنی حاصل نہیں ہوئی۔سب جانتے ہیں کہ علاقے میں pollution کیا تھی، pollution rate کیا تھا اور وہ پیسا کن کی جیبوں میں جاتا تھا اور حکومت کو کیا وصول ہوتا تھا۔ یہ حقائق ہیں لہذا میری گزارش ہے کہ حقائق کی طرف ہی رہا جائے تو وہی اچھا ہے اور ایک اچھے کام کو ایک عمل کو صرف تنقید برائے تنقید کے لئے سامنے لانا اور اچھالنا کوئی اچھی روایت نہیں ہے اس روایت سے علیحدہ ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے کہیں اور سے بات شروع کرنی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: کسی نے روکا ہے؟

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! میں نے کہیں اور سے بات شروع کرنی تھی لیکن کچھ ایسی باتیں آ گئی ہیں کہ مجھے بات کرنا پڑی۔

جناب سپیکر: Repetition نہیں ہونی چاہیے۔

جناب محمد مسعود لالی: جناب سپیکر! تنقید برائے تنقید اور negative approach towards کی بات پر میں نے بات شروع کی ہے لہذا اب پہلے یہ بات مکمل کرتا ہوں پھر میں اپنی بات پر آؤں گا۔ سستی روٹی پر مسلسل تنقید جاری ہے۔ ہر بندہ اٹھتا ہے اور سستی روٹی پر تنقید کرتا ہے۔ہماری ایک معزز رکن محترمہ نے کہا کہ کوئی مجھے وہ روٹی ایک ماہ کھا کر دکھائے تو میں اس کی افادیت مان جاؤں۔ایک اور محترمہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتی کہ سستی روٹی کہاں ملتی ہے؟ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ غریب کی بنیادی خوراک ہی روٹی ہے۔ In fact specific burger culture کو کیا پتا کہ روٹی کیا چیز ہے؟ ہم تو سالن کو لون کہتے ہیں۔ سالن تو ہمارے لئے صرف لون ہوتا ہے جس کے ساتھ ہم روٹی لگا کر کھاتے ہیں۔اصل چیز تو روٹی ہی ہے ۔ایک مزدور ایک وقت میں ایک روٹی نہیں کھاتا بلکہ وہ ایک وقت میں چار روٹیاں کھاتا ہے لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ سستی روٹی میں صرف ایک روٹی بک رہی ہے اور ایک آدمی ایک روٹی لے کر جا رہا ہے۔وہ ایک

روٹی لے کر نہیں جاتا بلکہ وہ کم از کم چار روٹیاں کھاتا ہے اور اسے وہ چار روٹیاں -/8 روپے میں ملتی ہیں۔ اگر ویسے لے تو16 سے-/17 روپے میں اسے ایک وقت کی روٹی ملے گی یعنی وہ دو روپے کی روٹی کھاتا ہے تو اسے -/16 روپے کی بچت ہوتی ہے اور اگر اس کا خاندان چار بندوں پر مشتمل ہے تو وہ روزانہ کے -/64 روپے بچاتا ہے۔ اس کو-/64 روپے کی بچت آتی ہے۔ آپ روٹی کی افادیت ان سے پوچھیں جنہوں نے روٹی کھانی ہے۔ جنہوں نے روٹی کھانی ہی نہیں ہے ان کو اس سستی روٹی کی افادیت کا کیسے پتا چلے گا؟ آپ کو پتا ہو گا کہ دیہاتی طبقوں میں کافی دفعہ اچار کے ساتھ بھی روٹی کھائی جاتی ہے۔ سالن کو ہم ایک اضافی چیز سمجھتے ہیں۔ اچار ہر گھر میں موجود ہوتا ہے۔ اگر-/2 روپے کی روٹی لے کر آتے ہیں تو وہ اچار کے ساتھ بھی کھائی جا سکتی ہے۔ میں تو کہوں گا کہ اس سکیم کو اور زیادہ وسعت دی جائے۔ میں بھی ایک چھوٹا سا کاشتکار ہوں۔ جب ہارویسٹر نہیں تھے تو ہمارے مزدور محنت کر کے گندم اکٹھی کر لیتے تھے۔ جب سے combined harvesting machines آئی ہیں تو ان مزدوروں کی حالت بُری ہو چکی ہے کیونکہ جو پہلے دہاڑی، مزدوری کر کے گندم اکٹھی کرتے تھے وہ اب نہیں کر سکتے۔ اب ان کو بھی آٹا خریدنا پڑتا ہے۔ دیہاتوں میں بھی لوگوں کو آٹا خریدنا پڑ جاتا ہے لہذا اس سستی روٹی کی سکیم کے دائرہ کار کو بڑھانا چاہئے۔ پچھلے دنوں میری لیبر پارٹی کے سیکرٹری، طاہر فاروق صاحب سے بات ہو رہی تھی وہ بتا رہے تھے کہ یہاں لاہور شہر میں ایک میٹنگ میں ہم 50 روٹیاں منگواتے ہیں۔ ہماری میٹنگ میں مزدور تنور سے پچاس روٹیاں منگوائی جاتی ہیں جو کہ ہمیں -/100 روپے میں ملتی ہیں۔ اگر یہی 50 روٹیاں ہم ویسے منگوائیں تو -/250 روپے میں آئیں گی۔ ہمیں اس سستی روٹی سکیم کی وجہ سے -/150 روپے کی بچت ہوتی ہے۔ آپ غریب سے پوچھیں کہ اسے اس سستی روٹی سکیم کی وجہ سے کتنی بچت ہوتی ہے۔ آپ اس کو calculate کر کے دیکھ لیں، جو آدمی 6 سے 9 ہزار روپے کماتا ہے اسے ایک مہینے میں -/1900 سے -/2000 روپے تک کی بچت ہوتی ہے۔ اس مزدور یا کم تنخواہ دار آدمی سے پوچھیں کہ اس کے لئے دو ہزار روپے کی بچت کتنی اہمیت رکھتی ہے۔ آپ اپنے حوالے سے نہ دیکھیں بلکہ مزدور اور کم تنخواہ دار طبقے کی طرف دیکھ کر اس کا analysis کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں امن و امان کے حوالے سے بات کروں گا۔ 2000 سے لے کر اب تک پولیس کو جو مراعات دی گئی ہیں، جتنی رعایات دی گئی ہیں، جتنا ان پر پیسا خرچ کیا گیا ہے، جتنا

بجٹ دیا گیا ہے اس کا ایک گراف بنائیں اور اس کے parallel آپ crime کا بھی ایک گراف بنائیں۔اس میں آپ دیکھیں کہ crime ratio کتنا بڑھا ہے اور پولیس کو مراعات کتنی دی گئی ہیں۔اگر اتنی زیادہ مراعات دی گئی ہیں تو پھر crime ratio بھی کم ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔اس سسٹم میں گڑبڑ ہے،اس سسٹم میں خرابی ہے۔وردی والی forces میں ایک خرابی ہوتی ہے،خواہ پولیس ہو یا آرمی ان میں ایک خرابی اور اکڑ ضرور ہوتی ہے۔اس پر اگر آپ سول گورنمنٹ کا کنٹرول رکھ دیتے ہیں،اس کو پھر D.C.O کے under لے جاتے ہیں یا D.C صاحب کے نیچے لے جاتے ہیں تو اس میں بہتری آئے گی کیونکہ ایک سائل کا D.C.O کے سامنے پیش ہونا آسان ہے جبکہ ایک باوردی S.P صاحب کے سامنے پیش ہونا مشکل ہوتا ہے۔وہ اپنے دل کی بات D.C.O/D.C کو آسانی سے کہہ دے گا لیکن ایس۔پی صاحب کے سامنے اسے اپنے دل کی بات کہتے ہوئے ضرور دقت محسوس ہو گی لہذا اس سسٹم کو improve کیا جائے،اس میں بہتری لائی جائے۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت کے حوالے سے ہماری حکومت نے جو کچھ بھی کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔جتنے منصوبے جس طریقے سے بنائے گئے ہیں سارے قابل تحسین ہیں۔ہسپتال میں ادویات کی فراہمی،نئے ہسپتالوں کا اجراء،Kidney Centres کا قیام اور Kidney Transplant کے پروگرام سب کے سب احسن اقدامات ہیں۔اس بارے میں میری ایک تجویز ہے کہ بڑے ہسپتالوں میں یہ جو private practice کی جاتی ہے،گورنمنٹ نے بڑے بڑے ڈاکٹروں کو ہسپتالوں میں جو private practice کی اجازت دی ہوئی ہے یہ kindly بند کر دیں۔اس کو اس level پر لے آئیں جیسا کہ انڈیا یا باقی ممالک میں ہے۔وہاں پر سرکاری ہسپتالوں میں private practice کی اجازت نہیں ہوتی۔میں آپ کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی مثال دیتا ہوں۔فرض کریں کہ اگر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں چوبیس گھنٹوں کے اندر بیس آپریشن ہوتے ہیں تو ان میں سے صرف آٹھ نو غریب لوگوں کے آپریشن ہوں گے جبکہ باقی وہ بارہ ان لوگوں کے آپریشن کریں گے کہ جنہوں نے pay کیا ہوتا ہے،جو paid کرتے ہیں۔اگر حق مارا گیا تو غریب کا مارا گیا۔آپ پنجاب کارڈیالوجی میں غریب مریضوں کی list دیکھیں۔وہاں پر جو پرائیویٹ ڈاکٹر پُول بنتا ہے ان میں سے ہر ایک

specialistکو15/20 لاکھ روپے per month ملتے ہیں۔ہمارے ہسپتالوں میں کافی زیادہ experienced doctors موجود ہیں، سٹاف موجود ہے جو کہ اس کو handle کر سکتے ہیں۔

They can handle it, they can control it. This private practice should absolutely be stopped altogether.

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں دو لاکھ غریب گھرانوں کو زمین دینے کا اعلان کیا گیا ہے۔یہ ایک نہایت ہی قابل تحسین step ہے اور یہ بہت خوبصورت بات ہے۔میرا اس حوالے سے صرف اتنا مشورہ ہے کہ وہاں پر جو already سرکاری زمین available ہے اسی زمین میں سے ان کو زمین دی جائے۔ان کے لئے نئے سرے سے علیحدہ سے زمین نہ خریدی جائے۔جس ضلع میں جو سرکاری زمین available ہے وہی ان لوگوں کو تقسیم کی جائے۔

جناب سپیکر! میرا ضلع چنیوٹ نیا بنا ہے۔وہاں پر بہت سارا infrastructure چاہئے۔ وہاں پر بہت ساری عمارتوں کی ضرورت ہے اور ہسپتالوں کی ضرورت ہے۔یہ پہلے تحصیل تھی اب وہاں پر district headquarter بنے گا۔پہلے تحصیل لالیاں نہیں تھی اور اب لالیاں تحصیل بنی ہے تو وہاں پر بھی تحصیل headquarter بنے گا۔اسی طرح وہاں پر بھی سارا infrastructure چاہئے۔اس کے لئے پورے funds مختص کئے جائیں۔ہمارے علاقے میں بہت زیادہ minerals ہیں ان کو explore کیا جائے۔وہاں پر colleges بننے ہیں ان کے لئے funds مختص کئے جائیں۔میرا علاقہ سب سے بڑا citrus growing area ہے۔وہاں پر ایسی بیماری آ جاتی ہے کہ جس کی آج تک کسی کو سمجھ ہی نہیں آ سکی۔پودا، درخت سوکھ جاتا ہے۔مہربانی کر کے ہمارے تحقیقی اداروں کو فعال کریں۔ہماری فیصل آباد کی زرعی یونیورسٹی کو اس پر کام کرنے کے لئے کہا جائے کہ وہ اس بیماری کی روک تھام کا بندوبست کرے۔اس کی تحقیق کے لئے رقم مختص کی جائے۔اس کے علاوہ گندم، کپاس اور گنے کے نئے بیجوں کے لئے ریسرچ کی جائے۔اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔بہت مہربانی

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔چودھری محمد ارشد صاحب!

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا۔ بے شک یہ بجٹ تقریر لکھی کسی اور نے، print کسی اور نے کی جبکہ تیسری بار پڑھنے کے لئے تنویر اشرف کائرہ صاحب کو دے دی گئی۔ بجٹ کے اعداد و شمار کے حوالے سے بہت سے ساتھیوں نے بات کرتے ہوئے اس کا احاطہ کیا ہے۔ میں اس بحث میں تو نہیں جانا چاہوں گا لیکن کوشش کروں گا کہ چند مسائل اور تجاویز پیش کر سکوں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے N.F.C Award کے حوالے سے محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب کی فہم و فراست، معاملہ فہمی اور دور اندیشی کو سراہنا چاہوں گا۔ وزارت اعلیٰ کا منصب سنبھالتے ہوئے محترم میاں محمد شہباز شریف صاحب نے چند ترجیحات کا ذکر کیا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے انہیں دہرانا چاہوں گا۔ "غربت میں کمی، غریب اور متوسط طبقہ کو سہولیات کی فراہمی" زراعت کی ترقی اور کسانوں خصوصاً چھوٹے کاشتکاروں کے حقوق کا تحفظ، صحت عامہ کی سہولیات کا فروغ، تعلیم کا فروغ اور محنتی طلباء کی حوصلہ افزائی، فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور عوام کے جان و مال کا تحفظ۔

جناب سپیکر! جہاں تک غربت میں کمی کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ اور ہم سب جانتے ہیں کہ کہاں تک غربت میں کمی ہوئی، کہاں تک اضافہ ہوا؟ اس اعداد و شمار میں بھی جائیں گے تو شاید بات بہت لمبی ہو جائے گی، ٹائم بہت کم ہے۔ میں کوشش کرنا چاہوں گا کہ کچھ points جلدی سے آپ کے گوش گزار کر سکوں۔ غربت کی کمی کے حوالے سے سستی روٹی سکیم کا قیام کیا گیا، سستی روٹی کے حوالے سے بے شمار باتیں ہوئی ہیں۔ ہمارے علاقے میں بھی کچھ تنور چل رہے ہیں۔ سستی روٹی کے ساتھ ساتھ کرپشن کی بات بھی ہوتی ہے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر کسی کو سستی روٹی مل رہی ہے تو کیا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ جہاں پر سستی روٹی مل رہی ہے وہاں پر ایک مزدور کو کتنی دیر قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ جب ایک مزدور کو اسی طرح قطار میں کھڑا ہونا پڑتا ہے جس طرح ماہ رمضان میں ہم نے سستے آٹے کی تقسیم کی۔ ہم نے -/200 روپے کے حساب سے آٹا تقسیم کیا جبکہ normally ایک مزدور کی ایک دن کی کمائی -/300 روپے ہوتی ہے اور -/300 روپے کے بدلے میں جب اس نے -/200 روپے کا آٹا لینا ہوتا تھا تو اسے وہ اپنا دن ضائع کرنا پڑتا تھا کیونکہ اسے سارا دن اس قطار میں لگ کر -/200 روپے کا آٹے کا

تھیلا حاصل کرنا ہوتا تھا تو at the end of the day ہوتا یہ تھا کہ اس مزدور کو -/200 روپے والا تھیلا -/500 روپے کا پڑتا تھا اسی طرح میں یہ سمجھتا ہوں کہ سستی روٹی کے حوالے سے جب بات کی جاتی ہے تو میں آپ کو اپنی تحصیل کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا مجھے نہیں پتا کہ کہیں اور کوئی کرپشن ہو رہی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی صاحب اس بات کو ثابت کرنے کے لئے میرے ساتھ چلنا چاہے تو میں ثابت کر سکتا ہوں کہ لوگ دو تین آٹے کے تھیلے لیتے ہیں تو ان میں سے اس تنور پر ایک روٹی بھی نہیں بناتے۔ وہ سارے کے سارے تھیلے شام کو کسی دکان دار کے ہاتھ بیچ کر اپنے گھر چلے جاتے ہیں۔ میں یہ بات On the Floor of the House کہہ رہا ہوں اور میں یہ بات ثابت کر سکتا ہوں کہ ایسا ہو رہا ہے۔ میں اس سکیم کے حوالے سے تنقید نہیں کر رہا کیونکہ یہ سکیم اپنی جگہ پر اچھی ہے لیکن ہم نے اس کو کیسے چلانا ہے، اس کو monitor کیسے کرنا ہے اس کے حوالے سے ہمیں کچھ بہتر اقدامات کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے زراعت کی ترقی کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ زراعت کی ترقی کے حوالے سے جہاں Veterinary Graduates کو 25 ایکڑ اراضی دینے کا وعدہ کیا گیا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ ان Veterinary Graduates کے ساتھ ساتھ اگر ایف اے یا بی اے لوگوں کو بھی شامل کر لیتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بے روزگاری کے حوالے سے یا اس غربت کو دور کرنے کے حوالے سے یہ ایک احسن اقدام ہوتا اگر موجودہ حکومت مناسب سمجھے تو اس حوالے سے اس پر بھی سوچا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نے 2 لاکھ گھرانوں کو پانچ مرلہ کے پلاٹ دینے کا وعدہ کیا ہے اس میں شک نہیں ہے کہ پانچ مرلہ کے پلاٹ سرکاری اراضی میں سے دیئے جائیں گے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ بہت سی سرکاری اراضی پر ناجائز قابضین بیٹھے ہوتے ہیں ان سے وہ زمین واگزار کروا کر جب آپ پانچ مرلہ سکیم کے تحت مختلف غریب لوگوں کو وہ پلاٹ مہیا کریں گے تو یہ ایک احسن اقدام ہے لیکن میں یہیں پر اپنے حلقے کے حوالے سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، جناب وزیر خزانہ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تحصیل کھاریاں میں رکھ پبی سرکار ایک پبی ہے، سرکاری جنگل ہے اس میں ایک گاؤں ہے جس کا نام پیر جعفر ہے وہ گاؤں کسی بزرگ کے نام پر چل رہا ہے جو تقریباً پچھلے ڈیڑھ دو سال سے وہاں پر آباد ہے۔ اس وقت اس گاؤں کے گھرانوں کی تعداد تقریباً تین سو کے قریب ہے۔

ایک طرف تو ہم غریب لوگوں میں پانچ مرلہ پلاٹ تقسیم کرنے جا رہے ہیں جن کے پاس کوئی گھر یا اراضی نہیں ہے۔ دوسری طرف یہ کہاں کا انصاف ہے کہ تین سو گھروں پر مشتمل ایک دیہات جو اس جنگل میں کبھی آباد ہوا تھا اس دیہات میں پنجاب حکومت کی طرف سے electricity موجود ہے، پنجاب حکومت کے funds سے وہاں پر گلیاں، نالیاں اور Sewerage System موجود ہے، پنجاب حکومت کے funds سے وہاں پر Water Supply Scheme چل رہی ہے، پنجاب حکومت کے funds سے وہاں پر پرائمری سکول بنا ہوا ہے تو آج ان کو notices serve کئے جا چکے ہیں کہ کل آپ یہ گاؤں خالی کر دیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ جگہ محکمہ جنگلات کی بنتی ہے۔ پچھلے ڈیڑھ دو سو سالوں میں تو محکمہ جنگلات کو خیال نہیں آیا کہ اگر انہوں نے اس دیہات پر ناجائز قبضہ کیا تھا تو ان کے خلاف وہ court میں جاتے آج ڈیڑھ سو سال کے بعد جہاں گورنمنٹ کی طرف سے اتنی investment ہو چکی ہے تو آج انہیں notices جاری کئے جاتے ہیں کہ آپ ان کو خالی کریں۔ اس وقت ہاؤس میں وزیر جنگلات بیٹھے ہیں میں یہ بات ان کے knowledge میں لانا چاہوں گا کہ اگر محکمہ جنگلات نے واقعی اتنی efficiency دکھانی ہے تو میں ان کو ناجائز قابضین کے حوالے سے بتانا چاہوں گا کہ سٹی سرائے عالمگیر جو جی ٹی روڈ کے اوپر واقع ہے اس کے TMA Office کے بالکل ساتھ برلب جی ٹی روڈ محکمہ جنگلات کا باون کنال کا پلاٹ موجود ہے جس پر بغیر کسی building کے آرمی والوں نے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہ show کرتے ہیں کہ یہ زمین ہماری ہے حالانکہ محکمہ مال کے کاغذات کے مطابق آرمی کا کہیں ذکر نہیں ہے اگر زمین خالی ہی کروانی ہے تو وہ زمین خالی کروالیں اس لئے کہ آرمی والے اس زمین کو دس سال کے لئے منڈی مویشیاں نیلام کر چکے ہیں۔ پنجاب حکومت کی یہ سکیم ہے کہ آپ سبزی منڈیاں اٹھا کر شہر سے باہر لے جائیں اور انتہائی زیادتی ہے کہ منڈی مویشیاں اٹھا کر شہر کے اندر لائی جا رہی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ جنگلات کی نااہلی ہے جس کی وجہ سے باون کنال کا پلاٹ heart of the city in the موجود ہے اس حوالے سے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ میں محترم وزیر جنگلات سے request کروں گا کہ اگر وہ documents چاہیں گے تو میں انہیں provide کر دوں گا وہ مہربانی کریں اور اس کے حوالے سے ہمیں کوئی relief دیں۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر میں سستے آٹے اور چینی کے حوالے سے بات ہوئی ہے کہ رمضان میں یہ چیزیں مہیا کی گئیں، یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ کیا غریب لوگوں کو صرف رمضان میں ہی سستا آٹا اور چینی کی ضرورت پڑتی ہے، کیا رمضان کے علاوہ ہمیں غریب کو بھول جانا ہے، کیا ہم نے رمضان کے علاوہ غریب کو کوئی سستی چیز provide کرنے کے لئے کوئی کام کیا ہے؟

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ وزیر خزانہ میرے ضلع سے تعلق رکھتے ہیں، بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ اس 11-2010 کے مالی سال میں ضلع گجرات کے لئے کوئی سڑک بھی نہیں رکھی گئی اگر کوئی سڑک رکھی گئی ہے تو وہ شاید وزیر خزانہ صاحب کے اپنے حلقے کی ہو تو وہ میرے علم میں نہیں ہے لیکن budget book میں مجھے کوئی سڑک نظر نہیں آئی۔ میں یہ عرض کروں گا جہاں ابھی supplementary grants, budget and block allocation کے حوالے سے بات ہو رہی تھی تو میں request کرنا چاہوں گا کہ ہماری تحصیل کو اس قدر نظر انداز نہ کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جاوید حسن گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج ہماری پنجاب حکومت جو تیسرا بجٹ پیش کرنے کے لئے تیار ہے اور پرسوں اس پر ووٹنگ بھی ہونی ہے بہت سے topics ہیں لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر صرف ایک دو topics کو میں touch کروں گا۔ بہت سے دوست اور احباب یہ کہہ رہے ہیں کہ زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ زراعت اس وقت تک نہیں چل سکتی کہ جب تک ہمارے پاس اس کو سیراب کرنے کے لئے پانی نہ ہو۔ اس میں ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ ہم نے زراعت کے لئے جو پیسا رکھا ہے، اس کے ساتھ ساتھ آبپاشی کے لئے پیسا رکھا ہے، irrigation کی rehabilitation کے لئے اور بیراجوں کے لئے جو پیسا رکھا ہے، پیسا تو پچھلے سال بھی رکھا گیا تھا لیکن اس کا آڈٹ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کو پیش کیا جانا چاہئے تھا کہ جو پچھلے بجٹ میں بیراجوں کو پیسا دیا گیا تھا وہ کس مد میں خرچ ہوا ہے۔ آج تک اس فورم کو نہیں بتایا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب اور ان کی ٹیم سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ جو نیا پیسا دینے والے ہیں وہ اس وقت تک نہ دیں جب تک کہ پچھلے پیسے کا حساب نہیں لے لیتے۔ آپ visit کریں، نہروں کو دیکھیں تو سب کے پشتے کمزور ہیں، کسی پر

مٹی نہیں ڈالی گئی، کسی کے ہیڈ نہیں بنائے گئے اور کسی کے اوپر بیراج نہیں بنایا گیا اس میں انتہائی کمی ہے۔ انھوں نے جہاں نہروں کو بنانا ہے وہاں پر میں آپ کی وساطت سے اپنے وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آپ کے پاس جو صوابدیدی فنڈ ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس صوابدیدی فنڈ ہے اس میں irrigation کے لئے ایک ایسا فورم بنایا جائے جو کسانوں کو آگاہی دے۔ آج کل کے موجودہ حالات میں جس میں پانی کی کمی ہے۔ جس طرح زرعی ادویات کی کمپنیوں نے کسانوں کو اکٹھا کر کے educate کیا کہ سپرے کیسے کرنا ہے اور کس وقت کرنا ہے اسی طرح کسانوں کو یہ بتایا جائے کہ پانی چوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کپاس کو کاشت کرنے کا ڈیڑھ مہینہ ہوتا ہے اگر سارے زمیندار اپنی اپنی باری پر اپنے اپنے علاقوں میں اپنے اپنے موگوں پر اپنی باری کا پانی لے لیں تو کوئی ایسی ضرورت نہیں کہ کوئی زمیندار پانی چوری کرے یا موگہ توڑے۔

جناب والا! رانا ثناء اللہ صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں اور بھی پرانے ساتھی بیٹھے ہیں شاید ان کو یاد ہو کہ 2004 سے لے کر پچھلے سال تک کی تقریر میں، میں یہ کہتا رہا ہوں کہ حکومت نے کوالٹی کا بیج کسانوں کو فراہم کرنا ہے۔ Agriculture Graduates کو زمین دی جائے لہذا میں وزیر اعلیٰ کا انتہائی مشکور ہوں کہ چار پانچ سال کے بعد میری یہ بات سنی گئی اور Agriculture Graduates جو ہمارے ساتھی ہیں ان کو زمینیں دی گئیں الحمد للہ ان میں، میں بھی شامل ہوں۔

جناب سپیکر: پنجاب اسمبلی کا اس میں حصہ ہو گیا۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ انھوں نے رحیم یار خان، بہاولپور میں زمینیں دی ہیں وہاں ان کو پانی بھی مہیا کیا جائے تاکہ Agriculture Graduates ان زمینوں کو سیراب کریں اور اچھا بیج اُگائیں اور اس زمین کو آباد کریں تاکہ revenue اکٹھا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد بجٹ میں urbanization کا ذکر ہے۔ اس میں جہاں انھوں نے solid waste کے لئے کہا ہے کہ ہمیں پیسا چاہئے اور اس کے لئے انھوں نے 2۔ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ میں آپ سے اور تمام ساتھیوں سے اور سیکرٹری خزانہ سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ ایک قرارداد میں نے آپ کو بھیجی تھی جو آپ نے مجھے reject کر کے بھیج دی تھی وہ یہ تھی کہ جتنے

بڑے شہر ہیں ان میں تمام ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی جو نئی develop کرنے کی سکیمیں ہیں وہ بند کر دی جائیں اس لئے کہ آج جو سبزیات خریدی جا رہی ہیں وہ مہنگی خریدی جا رہی ہیں ایک دہاڑی دار اپنی وہ سبزی بھی پوری نہیں کر پاتا، پہلے شہر کے ارد گرد جو زمینیں خالی تھیں جہاں سبزیات اگائی جاتی تھیں آج ہماری پالیسی کمزور ہونے کی وجہ سے جتنے پیسے والے لوگ تھے وہ نئی ڈویلپمنٹ سکیموں کو پاس کروا کر زرعی زمین پر ہاؤسنگ سکیمیں آباد کر رہے ہیں جس کی وجہ سے ہماری سبزیات نہیں اُگائی جا رہی ہیں اور سبزیات مہنگی ہو رہی ہیں۔ اس کے علاوہ آئے دن شہروں میں آبادی بڑھ رہی ہے اس کو روکا جائے اس کو روکنے کے لئے میں یہ تجویز دوں گا کہ ایک بجٹ رکھا جائے۔ آج وزیر خزانہ صاحب بھی موجود ہیں اور وزیر قانون بھی موجود ہیں یہ ایک meeting under the supervision C.M call کریں کہ اس کے لئے میں ایک تجویز دیتا ہوں کہ کم از کم 20۔ارب روپیہ اور رکھا جائے، کسی اور مد سے نکال کر رکھا جائے جیسے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ میں اپنے سیکرٹریٹ کے اخراجات 25 فیصد کم کرتا ہوں تو میں آپ کی وساطت سے یہ کہوں گا کہ وہ پیسا آپ generate کریں اور جو بڑے شہر ہیں ان سے 20 سے 30 کلو میٹر دور ایک آبادی بنائی جائے جس میں تمام سہولیات جو بڑے شہروں میں ہیں وہاں آبادی کو منتقل کی جائیں اور شہروں کی طرف بڑھتے ہوئے دباؤ کو کم کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ہم کسی جگہ بھی اپنی اقلیتی برادری کو نہیں روک سکتے۔ میرے حلقے میں بارہ ہزار ووٹر ہیں جن میں ہندو، سکھ اور عیسائی ہیں ہمیں بڑا افسوس ہے کہ پورے پنجاب کی اقلیتوں کے لئے 21 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ یہ 21 کروڑ اقلیت کے لئے بہت کم ہے۔ میں نے صرف اپنے حلقے کی اقلیتوں کی بات کی ہے کہ جس میں بارہ ہزار ووٹ صرف ہندوؤں کے ہیں اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ 21 کروڑ کو بڑھایا جائے اور اس مد کو improve کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کے لئے میں صرف اتنا کہوں گا کہ آپ نے جتنا بجٹ رکھا ہے اس میں سو فیصد یہ کوشش ہونی چاہئے کہ پرائمری ایجوکیشن ایک ایک بستی اور ایک ایک محلے میں فراہم کی جائے تاکہ آنے والی ساری نسل پڑھ سکے اور وڈیرہ شاہی کے چنگل سے نکل سکے۔ وہ وڈیرہ شاہی کے

چنگل سے اسی وقت نکلیں گے جب بستی بستی، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ ہر جگہ پر پرائمری سکول بچوں اور بچیوں کا ہو گا تب جا کر آنے والی نسل کو کچھ awareness ملے گی۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے بھی میں گزارش کروں گا کہ اس میں بھی بہتری کی ضرورت ہے۔ اس مد میں جو 21 بلین روپیہ رکھا گیا ہے یہ بہت کم ہے اس کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! حکومت نے جہاں باقی سہولیات دی ہیں وہیں پر ملازمین کے لئے تنخواہیں 50 فیصد بڑھائی گئی ہیں لیکن اس کی شرح ایک جیسی ہے جو زیادتی ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ وزیر خزانہ کو اپنی ٹیم کے ساتھ بیٹھ کر اسے review کرنا ہو گا، ایک گریڈ سے 11 گریڈ کے ملازمین کی تنخواہوں میں 80 فیصد اضافہ کیا جائے۔ On the basis of basic salary، اگر ایک بندے کی basic salary تین ہزار روپیہ ہے تو 50 فیصد اس میں اضافہ کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے -/1500 روپے بڑھے ہیں، اس کا کل -/4500 سو ہو گیا whereas کہ جو گریڈ 20 یا 22 کا ملازم ہے وہ 20 ہزار روپے basic salary لے رہا ہے تو اس کے 50 فیصد کے حساب سے دس ہزار تنخواہ بڑھ جاتی ہے اس طرح اس کی تنخوہ 30 ہزار روپے بن جاتی ہے۔ وہ 30 ہزار basic لے رہا ہے اور اس کے بعد other facilities enjoy کر رہا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ میں اس فورم سے اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ اس چیز کو support کریں اور ایک گریڈ سے 11 گریڈ تک 80 فیصد اضافہ کیا جائے، 12 سے 16 گریڈ تک 50 فیصد اضافہ کیا جائے اور جو 17 سے 22 گریڈ کے gazzetted officers ہیں ان کی تنخواہ 30 فیصد increase کی جائے کیونکہ ان کے پاس اور بہت سی سہولیات ہیں۔ 22 گریڈ کے ملازم نے تین تین گاڑیاں رکھی ہوئی ہیں لیکن گریڈ 11 والا رکشے سے بھی محروم ہے اور وہ ویگن کا کرایہ بھی نہیں دے سکتا۔ میں یہ کہوں گا کہ پورے پنجاب کے ملازمین کو basic pay میں جو اضافی الاؤنس دیا گیا ہے اس کو renew کریں تاکہ وہ اپنی آنے والی نسل بنا سکیں۔ خودسوزیوں اور خودکشیوں میں تب ہی کمی ہو گی جب ہم اُن کی shape of salaries میں ان کو accommodate کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم اب ختم ہو گیا ہے۔

جناب جاوید حسن گجر: جی، میرا بھی ٹائم ختم ہو گیا ہے اور میں آپ کی bell کے ساتھ ہی جا رہا ہوں۔ میں صرف یہ ضرور کہوں گا کہ میں نے salary کے حوالے سے جو تجاویز دی ہیں اسے وزیر خزانہ

صاحب نے پتا نہیں note کیا ہے یا نہیں لیکن مہربانی فرما کر ملازمین اور آنے والی نسل پر ترس کھائیں۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ میری ان تجاویز کو ضرور support کریں کہ جہاں میں نے شہروں کو دیہاتوں میں آباد کرنے کے لئے ان سے extra پیسے مانگے ہیں، ساتھ یہ بڑے شہروں کے نزدیک new developments کو بھی روکیں تاکہ غریب غرباء لوگ سبزیاں صحیح اور سستی لے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ محترمہ نجمی سلیم صاحبہ خود بھی پریشان بیٹھی ہیں اور مجھے بھی پریشان کر رہی ہیں کیونکہ چودھری جاوید صاحب کے بعد انیلہ اختر چودھری صاحبہ کی باری ہے لیکن نجمی سلیم صاحبہ بڑی دیر سے مجھے بار بار چٹیں بھیج رہی ہیں اور میرے خیال میں اب وہ یہاں پر اکیلی بھی رہ گئی ہیں۔ اگر اُن کو دس منٹ دے دیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ جی، محترمہ نجمی سلیم صاحبہ! رائے اسلم صاحب! ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں آپ کی وساطت سے تنویر اشرف کائرہ صاحب کو 11-2010 کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ اور پنشنرز کی پنشن میں 15 سے 20 فیصد اضافہ بھی قابل تحسین ہے۔ اسی طرح سے گندم پر 3۔ارب روپے، سستی روٹی سکیم پر 5۔ارب روپے، ramzan package پر 2۔ارب روپے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے ایک ارب کی جو سبسڈی دی جا رہی ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے 193۔ارب 50 کروڑ روپے کا جو بجٹ مختص کیا گیا ہے جو کہ پچھلے سال کے ADP کے مطابق 188۔ارب روپے سے زیادہ ہے، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی قابل تعریف ہے۔ بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 20 کے اندر ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے announce کیا کہ خواتین کی ترقی کے لئے تقریباً 15۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں لیکن جب ہم ADP کا جائزہ لیں تو اُس سے ہمیں واضح ہوتا ہے کہ اس میں سوشل ویلفیئر، وومن ڈویلپمنٹ، بیت المال اور اسی طرح سے 90 کروڑ روپے کے اکیس منصوبے شامل ہیں۔ جب ہم ADP book کے صفحہ نمبر 439 پر دیکھتے ہیں تو اس میں واضح ہوتا ہے کہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے 15۔ارب روپے کے منصوبے شامل ہیں لیکن میں وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ اس کی باقاعدہ details ہمیں دی جائیں کہ وہ

کون سے منصوبے ہیں جو انہوں نے خواتین کے لئے شروع کئے ہیں یا پھر یہ figures جو تقریر اور ADP Book میں ہیں انہیں درست کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میرے کافی معزز اراکین نے ذکر کیا ہے کہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے وہ گزشتہ بجٹ کی نسبت بہت کم ہے۔21۔ کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے جبکہ اس سے پہلے 30 کروڑ روپے کا تھا۔ میں وزیر خزانہ صاحب سے پوچھوں گی کہ کیا اقلیتوں کی آبادی پہلے سے کم ہو گئی ہے یا اُن کے مسائل آپ لوگوں نے سارے حل کر دیئے ہیں؟ اس سلسلے میں، میں چاہوں گی کہ اقلیتوں کے فنڈ کو review کیا جائے۔ اسی طرح سے detail میں جائیں تو اقلیتی طلباء کے لئے پچاس لاکھ کے سکالرشپ رکھے گئے ہیں جسے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی کم ہیں کیونکہ پنجاب کے اندر تقریباً ایک کروڑ کے قریب اقلیتی موجود ہیں جس میں مختلف community سے تعلق رکھنے والی minorities بستی ہیں۔ ان کے لئے جو بجٹ، وظائف یا جو رقم مختص کی گئی ہے وہ بہت کم ہے اس کے لئے میں چاہوں گی کہ آپ ان فنڈز کو ڈُگنا کریں۔

جناب سپیکر! حکومت نے اقلیتوں کے لئے ملازمتوں کے اندر 5 فیصد کوٹا مقرر کیا تھا اسی طرح میں چاہوں گی کہ اقلیتی طلباء اور افراد کے لئے بھی مختلف اداروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے اندر 5 فیصد داخلے کے لئے کوٹا مقرر کیا جانا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس forum کی وساطت سے اس چیز کو بھی یقینی بنانا چاہوں گی کہ جو 5 فیصد کوٹا مخصوص کیا گیا ہے اس کی implementation کے لئے خصوصی طور پر حکومت pursue کرے کیونکہ بہت ساری ایسی شکایات موجود ہیں کہ مختلف اداروں اور محکموں میں 5 فیصد کوٹے پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ میں چاہوں گی کہ اس چیز کو یقینی بنایا جائے۔ اسی طرح ہمارے بہت سارے اقلیتی طلباء competition میں صرف سے اس وجہ سے محروم رہ جاتے ہیں کہ جو ناظرہ کے 20 نمبر مسلم طلباء و طالبات کو حاصل ہو جاتے ہیں لیکن ہمارے بچے اُن 20 نمبروں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ میں چاہوں گی کہ اس سلسلے میں مذہبی تعلیم ان کے لئے بھی مخصوص کی جائے تاکہ وہ بھی اس competition میں حصہ لے سکیں اور وہ 20 فیصد نمبر کو avail کر سکیں۔ اسی طرح ایک طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت سرکاری املاک کو privatize کرنا چاہ رہی ہے اور اس سلسلے میں کہا گیا ہے کہ اگلے سال 12۔ارب روپے کی آمدنی متوقع ہے لیکن انتہائی افسوس کی

بات بھی ہے کہ بجٹ تقریر کے اندر کہا گیا کہ ہم اقلیتی تعلیمی اداروں کو جو 1974 میں nationalized کئے گئے تھے ان کو یقینی طور پر privatize کرنے کے لئے اقدامات کر رہے ہیں۔ میں چاہوں گی کہ بہت سارے ایسے missionaries ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس کئے جانے چاہئیں تا کہ وہ اخراجات اور تمام مسائل کی maintenance سے بچ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ادارے جو private کئے گئے تھے اُن کو باقاعدہ طور پر اصل مالکان کو واپس کر دیا جائے جن میں گارڈن کالج راولپنڈی، مرے کالج سیالکوٹ، سینٹ فرانسز ہائی سکول انارکلی لاہور شامل ہیں ان جیسے تمام اداروں کو ان کے اصلی مالکان کو واپس کیا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک point جو بہت زیادہ اہم بھی ہے اس میں صوبائی حکومت کو ایکسائز ڈیوٹی کے head میں شراب کی فروخت اور لائسنس پر جو بجٹ حاصل ہوتا ہے اس کے اجراء کے لئے 11-2010 میں ADP Book کے صفحہ نمبر 7 پر ایک ارب 11 کروڑ روپے کی آمدنی متوقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آمدنی غیر مسلموں سے حاصل کی جاتی ہے تو اس حوالے سے میں گزارش کروں گی کہ اس کی آمدنی اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی چاہوں گی کہ جو گزارشات میں نے ابھی آپ کے حضور پیش کی ہیں انہیں وزیر خزانہ صاحب note بھی فرمائیں اور ان پر یقینی طور پر عملدرآمد بھی کریں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے محمد اسلم کھرل صاحب! ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب کو میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جمہوری حکومت کا تیسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس موقع پر اگر شہید محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کو خراج تحسین پیش نہ کیا جائے تو زیادتی ہو گی چونکہ شہید بی بی کی فہم و فراست اور ان کی شہادت کی بدولت جمہوریت اور جمہوری ادارے قائم ہوئے اور محترمہ بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کے

دستخط شدہ میثاق جمہوریت کی بدولت آج جمہوریت کی یہ گاڑی پٹڑی پر چل رہی ہے اور انشاءاللہ چلتی رہے گی۔

جناب سپیکر! بلاشبہ مسائل اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بجٹ عوامی کہلانے کا حق دار ہے۔ پولیس فورس کے نوجوانوں کی شہادتوں کی داستان کو دیکھتے ہوئے اس بجٹ میں پولیس کے لئے مختص فنڈز میں 13 فیصد کا اضافہ، pro poor سکیموں کے لئے 15۔ارب روپے سے بڑھا کر 21۔ارب روپے کی رقم مختص کرنا، بے گھر لوگوں کو چھت مہیا کرنے کے لئے سستے گھر مہیا کرنا اور دیہاتوں میں پانچ مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ مہیا کرنا اور اس کے علاوہ پنجاب Educational Endowment Fund کا قیام اور پنجاب کے 41 فیصد ان پڑھ بچوں کے لئے تعلیم کی سہولیات مہیا کرنا، تعلیمی میدان میں پوزیشن ہولڈروں کے لئے اعزازات اور غریب طلباء کے لئے مفت text books اور وظائف مہیا کرنے کے لئے اس بجٹ میں رقوم مہیا کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے آگاہی کے لئے I.T. Labs اور سکولوں کی اپ گریڈیشن، میڈیکل کالجوں کی سیٹوں میں اضافہ اور نئے کالجز اور انجینئرنگ یونیورسٹیوں کی تعمیر کے لئے فنڈز اسی بجٹ 11-2010 میں مختص کئے گئے ہیں۔ تعلیم کی طرح صحت کے شعبہ میں بھی 16.6 فیصد بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے اور 43۔ارب 80 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں جدید موبائل ہسپتال، صوبہ میں مفت ڈائلسز کا دائرہ وسیع کرنا، کڈنی سنٹرز اور لیور ٹرانسپلانٹس کے مراکز کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر! Punjab Youth Employment Fund کا قیام اور زرعی اور ویٹرنری گریجویٹس کے لئے 25 ایکڑ سرکاری رقبہ 15 سال کے لئے لیز پر مہیا کرنا اور فی کس 9 لاکھ روپے قرضہ مہیا کرنے کے لئے اس بجٹ میں فنڈز رکھے گئے ہیں تو بلاشبہ یہ عوامی فلاح و بہبود کا بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 53/52۔ارب روپے مخصوص کرنا، دور دراز علاقوں میں ترقیاتی اور فلاحی کاموں کا آغاز ہے۔ جہاں تک غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی کا تعلق ہے تو وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں 25 فیصد کمی، وزراء کی مراعات اور تنخواہوں میں 25 فیصد کمی اور اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی کو دی ہوئی نایاب بلینو گاڑیاں

بھی سیکرٹری صاحبان کو دے دی جائیں تا کہ ان کے پاس تین، تین کی بجائے چار، چار ہو جائیں اور بجٹ کے لئے چیئر مین سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بائیسکل خرید کر دے دیئے جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بات میں شک نہیں کہ وزیر خزانہ صاحب کی ٹیم نے بجٹ بنایا، فنانس سیکرٹری صاحب تھے لیکن ٹیم تو پنجاب حکومت کی تھی اور آج جب Chair پر لاہور کے باسی ڈپٹی سپیکر بیٹھے ہیں تو جنوبی پنجاب نے تو اپنے حصے کے فنڈز لے لئے ہیں لیکن لاہور ڈویژن میں اپنے حلقہ انتخاب کے لئے میں چند معروضات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ انتخاب لاہور ڈویژن کا ایک پسماندہ ترین حلقہ ہے اور جمہوری حکومت کے پچھلے دو سالانہ ترقیاتی پروگرامز میں سے اور وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز میں سے ایک روپیہ بھی اس حلقہ میں خرچ نہیں کیا گیا۔ ایک بہت بڑا اژدھا جسے لاہور سٹی کا نام دیا جاتا ہے وہ اس کے حصے کے بھی فنڈز کھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر!فنڈز اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی بات ہو تو یہ اصول یہاں سے ہی غلط ہو جاتا ہے کہ لاہور ڈویژن کے پسماندہ علاقے کے نمائندے کا پہلے دن تقریر کے لئے پانچواں نمبر ہوتا ہے، دوسرے دن آٹھواں ہو جاتا ہے اور تیسرے دن وہ چالیسواں ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر!میرا ضلع ننکانہ صاحب تین تحصیلوں سانگلہ ہل، شاہکوٹ اور ننکانہ پر مشتمل ہے۔ تحصیل سانگلہ ہل دس یونین کونسلوں، تحصیل شاہکوٹ دس یونین کونسلوں اور تحصیل ننکانہ صاحب سینتیس یونین کونسلوں پر مشتمل ہے۔ جب تحصیل وار فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے تو یہ ہسپتال اس علاقے میں نہیں پہنچ پاتے۔Central of Excellence School اس علاقہ میں نہیں پہنچ سکتے۔ میری گزارش ہے کہ قانونگو حلقہ بڑھا کر سید والا، قانونگو حلقہ ناتھا اور ننکانہ 2 کے چند پٹوار سرکل ملا کر وہاں نئی تحصیل بنا دی جائے جس کی feasibility اور نقشہ وغیرہ چیف منسٹر پنجاب کے حکم پر تیار ہے۔ پچھلے دور حکومت میں میاں محمد شہباز شریف نے سید والا کے مقام پر راوی پل کی تعمیر کا سنگ بنیاد رکھا تھا آج بھی ادھر میاں محمد شہباز شریف کے نام کی تختی لگی ہوئی ہے۔ اب مرکزی حکومت 50 فیصد اپنے حصے کا فنڈ release کرنے کے لئے تیار ہے تو میری گزارش ہے کہ اس سال پنجاب حکومت بھی اپنے بجٹ میں یہ فنڈز مختص کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ٹائم ختم ہو چکا ہے۔۔۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ بجٹ 11-2010 میں نئے کالجوں کی تعمیر کے لئے 6۔ارب 35 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وہ حلقہ جہاں ایک بھی کالج نہیں ہے اور چیف منسٹر پنجاب کے directive سے feasibility, estimate بلکہ ہائر ایجوکیشن نے approval admin کے بعد P&D کو فنڈز کے لئے بھی لکھ دیا ہے، خدارا اس بجٹ میں اس کے لئے فنڈز رکھیں۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ بجٹ جھوٹ کا پلندا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ ہمیں ان طاقتوں کو روکنا ہے۔ پچھلے بجٹ میں wind up کرتے ہوئے وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ نے موڑ کھنڈا میں ڈگری کالج کے قیام کا اعلان کیا تھا لیکن وہ قوتیں اور طاقتیں جو آج بھی وسائل اور اختیارات پر قابض ہیں جنہیں آپ bureaucrats کا نام دیتے ہیں انہوں نے فنانس منسٹر کو بھی جھوٹا ثابت کر دیا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم، شیم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! بس کریں، ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اب wind up کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! آبپاشی کے شعبہ میں 11۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! انہیں بات کرنے دیں، ان کو میرا ٹائم بھی دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! تشریف رکھیں، بہت شکریہ۔ محترمہ راحت اجمل، موجود نہیں ہیں۔ جناب افتخار علی بابر کھیتران!

جناب افتخار علی بابر کھیتران: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر تنویر اشرف کائرہ صاحب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دینا چاہوں گا جنہوں نے پنجاب حکومت کا تیسرا بجٹ جو 580.2 بلین رقم پر محیط پیش کیا۔ میں اس حوالے سے، پاکستان پیپلز پارٹی کے رکن کے حوالے سے اور محترمہ شہید کی پارٹی کے رکن کے حوالے سے یہ یقین رکھتا ہوں کہ کوئی بھی عوامی حکومت جو لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہوئی ہو وہ اپنی نیک نیتی کے ساتھ لوگوں کی بھلائی کے لئے ہی ایسی دستاویز تیار کرے گی۔ یہ coalition government جو براہ راست لوگوں کے ووٹوں سے منتخب ہوئی ہے تو اس نے ہر صورت میں لوگوں کی تکالیف کو رفع کرنے کے لئے یہ دستاویز تیار کی ہے۔ اس میں ایک چیز جس کو بار بار repeat کیا گیا، اس

سے پہلے رائے اسلم صاحب اور تقریباً تمام ممبران جنہوں نے بحث میں حصہ لیا ایک factor کی نشاندہی کی کہ جس سے یہ رقم آگے عام آدمی تک transfer ہوتی ہے، جس mechanism کے تحت shift ہونا ہے اسے ہم bureaucracy کہتے ہیں۔ چیف سیکرٹری سے لے کر اس کلرک تک، اس نائب قاصد تک جہاں عام آدمی ان کے پاس جاتا ہے، بدقسمتی سے یہ پورا bureaucracy کا mechanism زنگ آلود ہے۔ میں اس کے لئے کوئی اصطلاح استعمال نہیں کروں گا، یقیناً اس کے اندر اچھے لوگ ہوں گے لیکن overall یہ system مکمل طور پر زنگ آلود ہے۔ اس حوالے سے اگر ہم دیکھتے ہیں کہ تعلیم پر 53۔ارب 99 کروڑ روپے خرچ کیا جا رہا ہے، کیا اتنی بڑی amount خرچ کرنے کے بعد اس طرح بیٹھے ہوئے bureaucrats یا officials جن کی capacity ہے کہ وہ پرائیویٹ سکول میں اپنے بچوں کو پڑھا سکتے ہیں کیا وہ اپنے بچوں کو گورنمنٹ سکولوں میں اس رقم کی ادائیگی کے بعد بھیج سکیں گے یا بھیجنے کا ارادہ کر لیں گے؟ یہ کبھی نہیں ہو گا۔ صرف وہی لوگ جو afford نہیں کر سکتے، جو پرائیویٹ سکول کی فیسیں afford نہیں کر سکتے، انہی لوگوں کے بچے وہاں جاتے ہیں۔ میں جب بھی اپنے حلقے کے سکولوں میں جاتا ہوں تو بچوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے والد کیا کرتے ہیں تو عموماً وہ اس کلاس کا ذکر کرتے ہیں جسے ہم working class کہتے ہیں۔ جب تعلیم کی مد میں اتنی بڑی رقم خرچ کی جا رہی ہے اور اسی رقم کے مقابلے میں پرائیویٹ سیکٹر میں جو سکول چل رہے ہیں وہاں آپ دیکھ لیں کہ وہاں اس سے بہتر deliverance ہو رہی ہے۔ کم salary package پر وہاں ٹیچرز زیادہ محنت کر رہے ہیں اس کا جوابدہ کون ہو گا؟ وہاں کوئی سسٹم available نہیں ہے جو یہ چیک کر سکے کہ جو بچہ وہاں پڑھ رہا ہے اسے کس معیار کی تعلیم مل رہی ہے؟ Missing facilities, computers وغیرہ سب چیزیں دینے کے باوجود لوگ کیوں نہیں اپنے بچوں کو وہاں بھیجنے کے لئے تیار ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر! پولیس کو اچھی خاصی رقم دی جا رہی ہے اس رقم دینے کے بعد جو بجٹ میں mention کی گئی ہے کیا جو جھوٹی ایف آئی آر درج ہو گی وہ بغیر پیسے دیئے کسی مظلوم کو اس حوالے سے ریلیف مل سکے گا، کیا وہ لوگ جو پولیس کی زد میں آتے ہیں یا پولیس کے پاس انصاف کے لئے جاتے ہیں انہیں اس حوالے سے کون سا ریلیف ملے گا؟ میں اس بجٹ کو اس حوالے سے دیکھتا ہوں کہ عام آدمی جس کے پاس کوئی source نہیں ہے اور جس کا کوئی اثر و رسوخ نہیں ہے وہ کس حوالے سے اس بجٹ

سے ریلیف حاصل کرے گا؟ میں چاہوں گا کہ منصوبہ ساز، stakeholders جو decision لے سکتے ہیں وہ اس بجٹ کی رقم کو عام آدمی کی زندگی میں تبدیلی کے حوالے سے judge کریں۔ آپ جہاں بھی کرپشن دیکھ لیں، ادویات کی خریداری میں دیکھ لیں میں اس حوالے سے تین communities کا ذکر کرنا چاہوں گا جنہیں ان کے حالات کے مطابق زیادہ سے زیادہ ریلیف چاہیئے۔ ایک سینٹری ہیں جو صحت اور صفائی کا کام کرتے ہیں لیکن ان کی اپنی صحت کے حوالے سے کوئی میڈیکل فنڈ مختص نہیں کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں کو میڈیکل فنڈز کی زیادہ ضرورت ہے، انہیں کسی بھی صورت میں یہ ریلیف ملنا چاہیئے۔ ایک اور community ہے جسے شاید کچھ لوگ جانتے ہوں، وہ دریا کے کنارے بستے ہیں جنہیں ہم خانہ بدوش کہتے ہیں۔ ان کا life style دریا کے کنارے سے ہی منسلک ہے اور وہ صدیوں سے دریا کے کنارے رہ رہے ہیں۔ انہوں نے کبھی government facilities حاصل کی ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی نہ کوئی پیکج اور کوئی نہ کوئی ایسا decision ہونا چاہیئے کہ ان کے patron کو facilitate کیا جا سکے۔ تیسرا منشیات کے عادی لوگ جو addicted لوگ ہیں ان کے لئے کم از کم ڈسٹرکٹ سطح پر ہسپتالوں میں کچھ نہ کچھ کام ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں Hydel Power Projects کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا جو آئین نے صوبوں کو حق دیا ہے۔ پنجاب کے حصے کا ذکر 28.2۔ارب روپے کیا گیا ہے۔ Indus River کالا باغ سے صادق آباد تک جب اپنا travel کرتا ہے تو اس کے travel کے اندر بہت سارے وہ لوگ جو دریا کے ساتھ اپنی کاشتکاری کر رہے ہیں وہ اس کی زد میں آجاتے ہیں۔ میرا اپنا ضلع لیہ وہاں میرا اپنا ذاتی گھر اس وقت دریا کی نذر ہو چکا ہے اور پورے کے پورے گاؤں زد میں آگئے ہیں۔

ڈسٹرکٹ مظفر گڑھ کے اندر بھی یہی صورتحال ہے اور وہ لوگ جن کے گھر اور زمینیں مکمل طور پر دریا برد ہو جاتی ہیں ان کے درد کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو ہندوستان سے پاکستان میں آئے تھے اور اپنا سب کچھ وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ اس تکلیف کے باوجود جو ہمارے decision makers ہیں ان کے سامنے اس بات کی نشاندہی بھی کی گئی۔ وہ لوگ خدا کی طرف سے فیصلہ سمجھ کر قبول کرتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے ایک سنگل پائی کا بھی ریلیف نہیں ملا۔ ہم حق تو اپنے صوبے کا 28۔ارب روپیہ claim کر رہے ہیں لیکن Indus river کے متاثرہ لوگوں کو جو دریا کے کٹاؤ کی زد میں آرہے ہیں

ان کے لئے ہمارے پاس ایک روپیہ تک بھی دینے کو نہیں اور ان کے بارے میں سوچنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ ہم ان کے لئے کیا کریں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد جو مجھے اس بجٹ میں ایک اچھی چیز نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب کا جو edge ہے جو اس کی power ہے وہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ اس سے ایگر یکلچر یا انڈسٹری کا مقابلہ کیا جائے بلکہ پنجاب کا edge اس کے 9 کروڑ عوام ہیں، اس ملک اور اس صوبے کے محنتی اور باصلاحیت لوگ ہیں وہی اس کی طاقت ہیں۔ اس حوالے سے جو موجودہ بجٹ کے اندر بہت خوش آئندہ بات ہے وہ پچاس کروڑ روپے کا skill development endowment fund کا قیام ہے تو اس حوالے میں مبارکباد دینا چاہوں گا کہ جب تک آپ لوگوں کی skill کو نہیں بڑھاتے اور ان کی صلاحیت کو mature نہیں کرتے اگر وہ ایگریکلچر میں ہے تو ایگریکلچر کی skill کو نہیں بڑھاتے، اگر وہ انڈسٹری کے اندر ہے تو industry skill کو نہیں بڑھاتے، یہ موٹر سائیکل کی مرمت اور موبائل کی مرمت سے آگے بڑھ کر یہ ریسرچ کرنی ہوگی کہ دنیا کے اندر جہاں بھی skill لوگوں کی demand ہے انہیں کس طرح کی skill چاہئے؟ اس پر ہر صورت میں کام ہونا چاہئے اور اس سے آگے بڑھ کر کرنا چاہئے۔ ٹیکنیکل کالج کے اندر جب ٹیوٹا کو خود مختار ادارے کی حیثیت دی جا رہی ہے بد قسمتی سے بیس سال پرانا سلیبس ٹیکنیکل کالجوں کے اندر پڑھایا جا رہا ہے، جو شخص آج سے بیس سال پہلے کی ٹیکنالوجی کو پڑھے گا وہ فیلڈ کے اندر اتنا کارآمد نہیں ہوگا تو اس کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام ہونا چاہئے کہ جو ایجوکیشن یا جو skill delivered کی جا رہی ہیں کیا مارکیٹ کے اندر ان کی demand بھی ہے یا وہ outdate ہو چکی ہیں؟

جناب سپیکر! اسی طرح سبسڈی کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ سبسڈی اچھی چیز ہے، یہ ایگریکلچر کے اندر ہو یا -/2 روپے روٹی کی صورت میں ہو لیکن جو خلا ہیں اور جن کے اوپر انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں کم از کم انہیں روکنا ہر صورت میں ضروری ہے۔ لالیکا صاحب چونکہ مثال دے چکے ہیں اور بحیثیت مسلمان حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص جب امداد کے لئے حضور ﷺ کے پاس جاتا ہے تو آپ ﷺ ان سے کہتے ہیں کہ تمھارے پاس کیا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ایک پیالہ اور ایک کمبل ہے۔ صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ریٹ لگواتے ہیں اور اس کی جو بھی رقم ملتی ہے اس سے اسے کلہاڑی اور رسہ خرید دیتے ہیں اور کہتے ہیں تم جنگل میں جایا کرو اور لکڑی کاٹ کر اسے

فروخت کیا کرو اور اپنا گزر بسر کرو۔ اس سے بڑی مثال ہمارے لئے نہیں ہو سکتی۔ اگر چاہتے تو اسے دو چار در ہم اسے دے دیتے لیکن انہوں نے اسے charity ہی نہیں کیا اور اسے اس قابل کیا کہ وہ اپنی آمدنی خود پیدا کر سکے یہ ہم سب کے لئے پیغام ہے تو اس کو دیکھتے ہوئے جو بھی ہم mechanism developed کریں گے وہ یقیناً بحیثیت مسلمان ہمارے لئے زیادہ مفید ہو گا۔ میں آخر میں اپنے ضلع کے حوالے سے بات کروں گا کہ جھنگ سب سے پسماندہ ضلع world Bank کی رپورٹ کے مطابق declare ہوا ہے اور اس کے بعد لیہ ہے۔ لیہ اس حوالے سے بہت زیادہ محروم ہے، ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کو اس سے بھی زیادہ محروم کیا جارہا ہے اور تقریباً تمام پراجیکٹ ادھر ادھر گھوم کر جارہے ہیں اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر کو consider نہیں کیا جارہا تو جو بھی ترقیاتی پراجیکٹ ہیں کم از کم لیہ کے اندر ایجوکیشن کے ہوں یا صحت کے ہوں ان میں ضلع لیہ کو consider کیا جائے۔ آپ کا شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری احمد علی ٹولو صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نسیم ناصر خواجہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرازق ڈھلوں صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر نوید چودھری صاحب!

جناب طاہر نوید چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس بجٹ تقریر میں انہوں نے تین سطریں اقلیتوں کے لئے لکھیں اور اس کے ساتھ میں پنجاب حکومت اور وزیر خزانہ کو مبارکباد احتجاجاً دیتا ہوں اور احتجاجاً اس لئے دیتا ہوں کہ آج بھی جب بجٹ کا سائز بڑھا ہے اور زیادہ بڑھا ہوا ہے لیکن اقلیتوں کے لئے پچھلے سال block allocation میں رکھی جانی والی جو رقم ہے وہ 30 کروڑ روپے سے کم کر کے 21 کروڑ روپے کر دی گئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کسی آبادی میں، کسی گاؤں میں جب بھی آپ نے اندازہ لگانا ہو کہ اقلیتی آبادی کہاں پر رہتی ہے تو جہاں پر سڑک ختم ہو گی، جہاں پر نالی ختم ہو گی اور جہاں پر بنیادی سہولیات نہیں ہوں گی وہ محلہ یا گلی اقلیتی افراد کی ہو گی۔ آج میں یہ بھی آپ کو بتانا چاہوں گا کہ آپ کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے دیوان بہادر ایس پی سنگھا جو گورا قبرستان لاہور میں دفن ہیں ان کی روح آج چیخ چیخ کر یہ کہتی ہے کہ کیا انہوں نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے کہنے پر اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ 23۔جولائی 1947 کو Boundary Commission کے سامنے پاکستان کے حق میں ووٹ اس

لئے دیا تھا کہ آج ان کی اولادوں کے ساتھ یہاں پر کہنے کو برابری کے ساتھ سلوک ہوتا ہے لیکن میں یہاں پر یہ عرض کرتا چلوں کہ مجھے خوشی ہوئی کہ یہاں چودھری جاوید گجر اپنے حلقے کی اقلیتوں کی بات کر رہے تھے لیکن جناب! یہ 21 کروڑ روپے کی جو رقم رکھی گئی ہے ہمارے لئے ان کی welfare صرف اسی سے ہوگی اور میں اپنے سرگودھا کی اور اپنے شہر کی بات بتاتا چلوں کہ جہاں پر 42ہزار اقلیتی ووٹر ہیں لیکن پچھلے دو سالوں میں جنرل سیٹ پر وہاں کے ایم پی اے یا ایم این اے صاحبان نے ایک سکیم بھی اقلیتوں کی welfare کے لئے نہیں رکھی۔ آج بھی اقلیتی لوگ توقع کرتے ہیں کہ ہم ان کے نمائندے جو اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں ہم ان کی welfare کے اقدامات اٹھائیں۔ اتنی تھوڑی سی رقم، میں سمجھتا ہوں کہ ایک کروڑ کے قریب ہماری آبادی ہے جس طرح ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اسی طرح اس بجٹ کا پانچ فیصد حصہ اقلیتوں کی welfare کے لئے لگایا جانا چاہئے۔ یہاں پر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آج یہاں پر ہمارے ایک چیف جسٹس، جسٹس کرنیلس کی روح بھی پکارتی ہے جن کی ایمانداری پر، جن کی وطن کے ساتھ وفاداری پر کوئی آدمی انگلی نہیں اٹھا سکتا، نہ صرف ان پر بلکہ ایک اور بات پورے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس ملک کی دشمن سرگرمی یا کہیں غداری یا انتہاپسندی یا دہشت گردی میں کوئی اقلیتی فرد کبھی ملوث نہیں ہوا کیا ہم پاکستان کے برابر کے شہری نہیں ہیں، کیا ہم ذمی اور مفتوح ہیں؟ بانی پاکستان جو سمجھتے تھے کہ بلا تفریق رنگ اور نسل ہم برابر کے شہری ہیں اس کی انہوں نے بہت بڑی مثال قائم کی کہ جب انہوں نے 11۔اگست کو تقریر کی تو اس وقت جو اسمبلی کی صدارت کی ایک اچھوت رکن کے ذریعے کرائی جو گندر ناتھ منڈل۔ آج ہم کیا دیکھتے ہیں کہ یہاں پر jobs کے لئے وفاقی گورنمنٹ کی پیروی کرتے ہوئے پنجاب گورنمنٹ میں 23۔دسمبر 2008 کو خادم اعلیٰ نے ایک وعدہ فرمایا کہ تمام jobs میں پانچ فیصد کوٹا دے دیا جائے گا لیکن آج وہ کوٹا کس طرح دیا جاتا ہے۔ ذرا دیکھیں آج تمام اقلیتیں پوچھتی ہیں، تمام دنیا کی missionaries پوچھتی ہیں جنہوں نے بانی پاکستان قائد اعظم کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا، جنہوں نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا

،

شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا، میاں محمد نواز شریف، خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ آج وہ پوچھتے ہیں کہ ان کی نسلوں کے لئے اس 5 فیصد کوٹا پر کس

طرح سے عملدر آمد ہو رہا ہے، کیا ان کے لئے صرف جھاڑو والی نوکری رکھی گئی ہے؟ اس ضمن میں، میں یہ بتانا چاہوں گا کہ آج حافظ آباد میں 209 سیٹیں ایجوکیشن کے لئے تھیں جن میں ایل اے کی 23 سیٹیں تھیں، کلاس 4 کی 92 سیٹیں تھیں، ماشکی، مالی، چوکیدار اور بلاوی کی 13 سیٹیں تھیں لیکن وہاں پر کیا ہوا کہ 9 لوگوں کو خاکروب بھرتی کر کے اس 5 فیصد کوٹا پر عملدر آمد کیا گیا۔ فیصل آباد میں میرے مسلم بھائی جو ایم پی اے ہیں انہیں پہلے سے پانچویں سکیل پر سیٹیں دی گئیں وہاں پر میرے جو کرسچیئن ایم پی اے بھائی ہیں انہیں WASA میں sewer man کی 7 سیٹیں دی گئیں۔ یہ 5 فیصد کوٹا پر عملدر آمد ہو رہا ہے؟ آج آپ پبلک سروس کمیشن میں دیکھیں کہ انہوں نے 5 فیصد کا اشتہار دیا مگر جب ان سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس سال ہم نہیں دے سکتے آئندہ دیکھیں گے، یہ برابری کا سلوک ہے؟ سانحہ گوجرہ کو رونما ہوئے ایک سال ہو گیا ہے۔ جسٹس اقبال حمید الرحمٰن نے جن لوگوں کو گنہگار ٹھہرایا ان میں جب وہاں پر سی ایم صاحب چوتھے دن گئے تو انہوں نے کہا کہ میں احمد رضا کو اُلٹا لٹکا دوں گا لیکن اس کا رزلٹ کیا ہوا کہ احمد رضا طاہر کو لاہور میں سی سی پی او لگا دیا گیا۔ وہ تو بھلا ہو خواجہ شریف کا جنہوں نے suo motu notice لیتے ہوئے اس کو سی سی پی او شپ سے dismiss کیا۔ آج بھی وہ لوگ جو وہاں پر جلے جن میں تین بچے بھی شامل تھے ان کی نعش پکارتی ہیں کہ ان ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے؟ یہاں پر رویوں کی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہاں پر کہا تو جاتا ہے کہ اقلیتیں مقدس امانت ہیں۔ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس دھرتی کی بنیادوں میں ہمارا لہو شامل ہے، ہم کوئی ذمی، مفتوح نہیں ہیں، ہمیں اگر قائداعظم برابر کا شہری سمجھتے تھے تو دوسرے لوگوں کو بھی سمجھنا چاہئے۔ آج ہمارے ساتھ یہ سلوک نہیں کرنا چاہئے کہ ہمیں جناح آبادیوں میں بھی نظر انداز کر دیا جائے، گرین ٹریکٹر سکیم شروع ہوئی میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہاں پر کمپیوٹر کو بھی اقلیت نظر آجاتی ہے وہ بھی اسے ignore کر دیتا ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہوگی کہ سارے بجٹ کا 5 فیصد مینارٹی ویلفیئر کے لئے دیا جائے، جتنی آبادی اور رہائشی سکیمیں ہیں ان میں بھی 5 فیصد کے حساب سے ہمیں کوٹا دیا جائے اور TEVTA میں جو ووکیشنل انسٹیٹیوٹ ہے ان کے لئے جو سی ایم صاحب نے ایک سال پہلے اعلان فرمایا ہے اس میں minority students بھی مستفید ہو سکیں گے اس پر آج تک عملدر آمد نہیں ہوا۔ میں کہوں گا کہ ہم برابر کے شہری ہیں، میں اتنی ہی بات کروں گا کہ:

اکو ای تیری میری ماں
اکو ای تیرا میرا پیو
اکو ای ساڈی جمن بھیوں
توں سردار تے میں کمیں کیوں

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر محمد اختر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں کل تقریر کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، آپ کا نام میرے پاس موجود ہے۔ اصل میں جن کے نام آج ہیں وہ آج ہی تقریر کریں گے، کل کی لسٹ already بنی ہوئی ہے۔ اگر آپ کل کرنا چاہتے ہیں تو پھر کل آپ کی سب سے آخر میں باری آئے گی۔

رائے محمد اسلم خان: آج سات آٹھ لوگ بیٹھے ہیں کل دو بیٹھے ہوں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: کرلیں۔ کھلونا ای مسئلہ ہوندا اے، تسی کھلو گے او، ہن گل کر لو۔ (قہقہہ)

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شاہ جی! ہن بولن وی دیو گے؟ جناب سپیکر! مجھے تو کہا گیا تھا کہ آپ سن سکتے، بات نہیں کر سکتے۔ میں نے کہا چلو! ٹائم ملے گا تو تھوڑی سی بات بھی کروں گا ، پہلے سب کی سن لیں۔ جمہوری گورنمنٹ کا یہ تیسرا بجٹ ہے، پہلے جتنی بھی جمہوری حکومتیں آئی ہیں میرا خیال ہے کہ کسی کو تیسرا بجٹ پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا یہ بھی اس جمہوری دور کا تحفہ ہے کہ جمہوری حکومت یہ بجٹ پیش کر رہی ہے اکثر دو، اڑھائی سال بعد حکومتیں تبدیل ہو جاتی تھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری حکومت کے کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے۔ بجٹ حکومت کے ترقیاتی کاموں یا حکومت کی کارکردگی کا مظہر ہوتا ہے۔ اس دفعہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ دینا، ناقدین اس پر جتنا مرضی اعتراض کریں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر بجٹ ان حالات میں پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ میں اس پر اپنی ساری ٹیم، وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ڈیپارٹمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ پر اپنی رائے بھی ضرور دینی چاہئے اور مشورہ بھی دینا چاہئے۔ اس بجٹ میں یا جو ہمارے پچھلے بجٹ تھے ان میں ہم اپنی عوام کو کوئی long term policy نہیں دے سکے۔ اگر ہم long term policy دیں یا کم از کم دو، تین سال کے کسی پراجیکٹ پر focus کریں کہ ہم اتنے سالوں میں یہ کام کریں گے۔ میرے ایک بھائی نے بات کی تھی کہ جیسے poverty elimination کے لئے ایک سال مقرر کر دیں یا پراجیکٹس کی تکمیل کے لئے ایک سال مقرر کر دیں یا کوئی ایسا کام کر جائیں جس سے اس ملک و قوم اور اس صوبے کی عوام کو فائدہ ہو، میں سمجھتا ہوں کہ جو ہم نے عارضی حل تلاش کئے ہوئے ہیں چاہے وہ subsidies کی مد میں ہیں یا adhoc pays کی مد میں ہیں یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے۔ میں اس چیز کو مانتا ہوں، اگر ہم ان کو مستقل طریقے سے جیسے کسی area کو tax free zone قرار دے کر یا industry develop کرنے میں اپنا ایک project launch کریں تو اس کا کوئی long term affect بھی ہو گا اور لوگوں کو مستقل روزگار کا ذریعہ بھی ملے گا۔ ان حالات میں ہم subsidies پر گزارا کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ہماری طرف سے ملک و قوم کے لئے خدمت ہے۔ اس بجٹ میں جو دو اہم باتیں تھیں، میں ان کا ذکر کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں 19 سال کے بعد NFC ایوارڈ کی جو فاضل رقم ملی۔ وہ ہمیں Net Hydel Profit اور NFC کی وجہ سے ملی۔ اس سے بجٹ بنانے میں ہمیں بڑی مدد ملی ہے اور بہت سی چیزیں جن کو ہمیں pending کرنا پڑتا تھا ان فاضل رقوم کی وجہ سے ہمیں کافی چیزیں adjust کرنے میں مدد ملی ہے۔ NFC ایوارڈ جو اس سال اس قوم کو تحفہ ملا ہے اور خاص طور پر وفاقی حکومت نے جو اپنا 56 percent share سے کم کر کے sacrifice کیا ہے اور اسے 47 فیصد کر دیا ہے اور باقی صوبوں کو راضی کیا ہے اس میں تقریباً 2 فیصد کے قریب پنجاب کو نقصان ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک مفاہمتی فضا پورے ملک میں قائم ہوئی ہے اس پر وفاقی حکومت کے اقدامات بھی قابل تحسین ہیں اور صوبائی حکومت کے بھی قابل ستائش ہیں۔

دوسری بات میں اس میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج اگر ہم یہاں پر کھڑے ہیں تو اٹھارہویں ترمیم ڈکٹیٹرز جنہوں نے آئین کا حلیہ بگاڑا تھا وہ بھی آج ساری قوم کے سامنے لا کر کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ آئین جو ہمارے قائد نے 1973 میں اس ملک کو دیا تھا، ایک راہ دی تھی آج پھر ہماری قوم اس پر متفق ہوئی ہے کہ وہ جو راہ چُنی گئی تھی، وہ راہ بالکل عین اصولوں کے مطابق تھی اور چالیس سال بعد بھی قوم

نے اس کی ضرورت کو محسوس کیا اور تمام سیاسی جماعتوں نے اکٹھے ہو کر اٹھارھویں ترمیم کو منظور کیا، انشاء اللہ جب اس کی implementation ہو جائے گی ان چیزوں پر تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قوم اور ملک کے لئے بہتر ثابت ہو گا۔

تیسری بات میں یہاں پر یہ کرنا چاہتا ہوں کہ دو سال پہلے جب ہم نے حلف لیا تھا تو پہلے دہشت گردی کا دور دورہ تھا اور اس میں زیادہ credit وفاقی حکومت کو جاتا ہے اور صوبوں کے تعاون سے جاتا ہے اور وہ جو دہشت گردی کا عالم تھا وہ آج الحمد للہ 99 فیصد ختم ہو گیا ہے، کوئی اکا دُکا اگر واقعات ہیں یا اِکا دُکا دہشت گرد ہیں تو وہ بھی اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو زیادتیاں یا محرومیاں کچھ علاقوں کے ساتھ ہوتی رہی ہیں جن میں جنوبی پنجاب کا باشندہ ہونے کے حوالے سے ضرور ذکر کرنا چاہوں گا آج ان کو ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ پچھلے سال سے یا دو سالوں سے جنوبی پنجاب کا نام بار بار لینے سے یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ وہ discuss ہونے لگ گیا ہے اور اس کی جو محرومیاں ہیں ان کو بھی address کیا جانے لگا ہے۔ آج 52۔ارب روپیہ چاہے ہماری ongoing schemes پر جا رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے اس طرح کی رقوم مختص کرنا بھی ایک احسن قدم ہے اور اس میں مزید بہتری آنی چاہئے۔ ہمیشہ محرومیاں ہی نفرتوں کو جنم دیتی ہیں تو جب آپ دوسرے جو ہمارے علاقے ہیں ان کو اپنی گورنمنٹ میں محروم کریں گے تو ان کا خمیازہ بھی ہمیں ہی بھگتنا پڑے گا۔ میں ایک چھوٹی سی مثال یہ دوں گا کہ انٹری ٹیسٹ جو میڈیکل کے لئے ہوتا ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ایریاز مخصوص کئے جائیں کہ جہاں پر تعلیمی سہولیات ہیں، تعلیمی سہولیات جو ہمارے جنوبی پنجاب میں ملتی ہیں اور یہاں ہمارے لاہور اور دوسرے علاقوں میں ملتی ہیں وہ برابر نہیں ہیں اگر ہم equal ماحول یہاں پنجاب کے تمام لوگوں کو مہیا کریں اور پھر ان کو competition میں بٹھائیں پھر اگر وہ رہ جائیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی بات کرنے کا حق نہیں بنتا، اگر سہولیات یا جو مراعات ہیں وہ ہم سارے علاقوں میں یکسر نہ دیں اور پھر ہم لوگوں کو competition میں بٹھائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی ہو گی۔ ان چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میرا خیال ہے کہ ایک احسن قدم اس صوبہ کی عوام کو پہنچانے کے لئے ضروریات زندگی، تعلیمی اور صحت کے میدان میں پہنچانے کے لئے جو احسن قدم اٹھایا گیا ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ منزل تک پہنچے گا اور ہمیں ضرورت اس بات کی

ہے کہ ہمارے لئے پنجاب کے دور دراز علاقوں سے کوٹ سبزل کے بارڈر پر بیٹھا ہوا بندہ اور جو اسلام آباد کے بارڈر پر بیٹھا ہے وہ ہمارے لئے قابل احترام ہے اور ہمارے لئے وہ جو حضرت عمرؓ کے دور میں کہا گیا تھا کہ اگر ایک کتا بھی دریائے فرات کے کنارے بھوک سے مر جاتا ہے تو حاکم وقت اس کا جواب دہ ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم سہولیات یا مراعات صوبہ کے تمام عوام کو یکسر نہیں دے سکتے تو ہم جواب دہ ہیں اور کوشش ہماری اور آپ کی اس حکومت کے تعاون سے یہی ہو گی کہ ہم تمام لوگوں کو یکسر سہولیات میسر کریں اور ان کا proper خیال بھی رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، حاجی ذوالفقار علی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک محمد عباس راں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد سعید مغل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا محمد اقبال خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری اویس قاسم خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک احمد کریم قسور لنگڑیال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، انجینئر بلال احمد کھر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، میاں غلام سرور صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، رانا تجمل حسین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک محمد ظہور انور صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد نعیم اختر خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، ملک جاوید اقبال اعوان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بجٹ تقریر سے پہلے میں ایک شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ سات، آٹھ مہینے پہلے میں نے ڈی سی او چنیوٹ کے بارے میں تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ الحمدللہ سٹینڈنگ کمیٹی نے میرے مؤقف کو سمجھا اور ڈی سی او صاحب کو ڈی سی او شپ سے ہٹایا اور اب بھی ان کی کرامات جو ہیں وہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ پچھلے ہفتے کو یہاں پر ایک جلوس بھی آیا۔ جو چنیوٹ کے محکمہ ریونیو میں ہوا اس میں تقریباً 240 یا نیچے اوپر ملازمین بھرتی کئے گئے اس کمیٹی کے چیئرمین ڈی او آر تھے تو ان کے ضلع چنیوٹ میں سیٹ پر موجود ہونے کے باوجود وہ جو تقریباً 18 ہزار درخواستیں آئی تھیں ان میں سے ایک آدمی کی فائل بھی اس کمیٹی کے چیئرمین کے حوالے نہیں کی گئی اس لئے ریونیو بورڈ

نے چھ مہینے پہلے ہی اس سلیکشن پر اعتراض لگایا تھا اور آج ریونیو بورڈ لاہور نے ان ساری سیٹوں کو cancel کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی عوامی اور جمہوری حکومت کو مسلسل تیسرا بجٹ پیش کرنے پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ ان کی کیبنٹ اور ساتھی جنہوں نے دن رات محنت، کوشش کر کے یہ بجٹ پیش کیا سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب ہی نہیں کیونکہ میاں صاحب کو جو میں نے دیکھا ہے انہوں نے تمام وزارتوں کے لوگوں کو، ذمہ داروں کو اکٹھا کیا اور بڑی مشاورت کے ساتھ یہ بجٹ تیار کیا ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ عوام دوست بھی ہے اور سادگی والا بجٹ بھی ہے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آج صبح میں 7۔کلب روڈ پر چیف منسٹر صاحب سے ملنے گیا تو ان کا جو اپنا آفس ہے اس میں صرف ایک پنکھا چل رہا تھا اور کوئی لائٹ بھی نہیں جل رہی تھی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سادگی کی ابتداء اپنے دفتر سے ہی کی ہے۔ ہماری سب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اس قسم کا وتیرہ ہم بھی اختیار کریں۔ این ایف سی ایوارڈ کے لئے بھی ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو قربانی دی اور تمام وزراء اعلیٰ نے ان کو خراج تحسین پیش کیا میں بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں خود بھی چاہتا ہوں کہ انسان عمل کرے اور عملی اقدامات ہونے چاہئیں۔ میں نے چیف منسٹر صاحب کو دیکھا ہے کہ جہاں کہیں بھی شکایت پہنچی تو وہ خود موقع پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے اپنے حلقہ میں بھی دیکھا ہے کہ بہت ساری ایسی جگہیں ہیں کہ پاکستان بننے سے لے کر آج تک جہاں کوئی سکول یا تعلیمی ادارہ نہیں تھا الحمد للہ ہم وہاں اپنے حلقے میں دو تین جگہوں پر بچوں اور بچیوں کے نئے پرائمری سکول تعمیر کروا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ بچیوں کے دو سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا۔ اسی طرح دیہاتوں میں اس سے پہلے یہ تصور نہیں تھا کہ وہاں پر disposal schemes بنائی جائیں۔ الحمد للہ میرے حلقے میں دو disposal schemes بنائی گئی ہیں اور وہ بھی اب چالو ہو گئی ہیں۔ اسی طریقے سے وزیر اعلیٰ صاحب نے چار اضلاع جو بہت پسماندہ تھے ان کو 55 کروڑ روپے اضافی فنڈ دیا تو اس میں ہمارے ضلع کو بھی وہ 55 کروڑ روپیہ ملا اور عملی طور پر بھی اس پر کام ہو رہا ہے۔ صحت کے معاملے پر میں یہ کہوں گا کہ بہت سارے ہسپتالوں کے مریضوں کو دعائیں دیتے دیکھا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی جیب میں موبائل تو نہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تلاشی لوں؟

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے صحت کے معاملے میں خصوصی دلچسپی لی ہے۔ ہمارا شہر جو اس وقت تحصیل تھا، تحصیل کی سطح پر بھی ہمارے ہسپتال میں مریضوں کے لئے عام ہال میں بھی ائر کنڈیشنڈ کی سہولتیں مہیا کی گئیں لیکن اب میں کہوں گا کہ چونکہ اب یہ ضلع بن گیا ہے لیکن ابھی تک ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کسی بھی شعبے کا سپیشلسٹ ڈاکٹر مہیا نہیں کیا گیا۔اسی طریقے سے ہماری باقی دونوں نئی تحصیلیں بھوانہ اور لالیاں میں بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو عملی شکل دینا نہایت ضروری ہے۔چنیوٹ ہمارا نیا ضلع بن گیا ہے اس کے لئے ڈسٹرکٹ کمپلیکس کی اشد ضرورت ہے۔پچھلے سال ADP میں اس کے لئے کچھ بجٹ بھی رکھا گیا تھا، چیف سیکرٹری پنجاب اور کمشنر فیصل آباد کے ذریعے سے وہ معاملات طے ہونے تھے لیکن عدم دلچسپی کی وجہ سے اب صورتحال یہ نظر آرہی ہے کہ اس سال کے ADP میں اس کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔ہمارے ضلع کے جوڈیشل کمپلیکس کے لئے بھی اس بجٹ میں کوئی ذکر نہیں ہے۔اگر یہ دفاتر نہیں بنائے جائیں گے تو پھر جج کہاں بیٹھیں گے، ہمارے ضلعی افسران کہاں بیٹھیں گے؟ اس لئے میری استدعا ہے کہ اس کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے اس سالانہ بجٹ میں تعلیم کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہوا اور واقعتاً یہ بات خراج تحسین ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہونہار بچوں اور بچیوں دونوں کو برابر کا حق دیا ہے اور اچھے بچے جنھوں نے اعلیٰ کارکردگی دکھائی ہے انہیں صرف اپنی کرسی پر ہی نہیں بٹھایا بلکہ انہیں دوسرے ملکوں کے مطالعاتی دورے پر بھی بھیجا ہے تاکہ وہ تعلیم کا موازنہ کر سکیں لیکن میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت جو ہفتہ کی دو چھٹیاں ہو گئی ہیں پہلے بھی بہت زیادہ چھٹیاں ہوتی تھیں۔اگر اب حساب کیا جائے تو موجودہ حالات میں تعلیمی tenure تین ماہ رہ جاتا ہے اور 9 ماہ تو چھٹیوں میں گزر جاتے ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ دو چھٹیوں کی بجائے صرف ایک جمعہ کی چھٹی پر اکتفا کیا جائے۔ یہاں قرآن مجید کی تعلیم کا ذکر ہوا کہ جو بچہ قرآن مجید حفظ کرتا ہے اسے پانچ یا دس نمبر ملتے ہیں، یہ ہونا بھی چاہئے لیکن اس کے بالمقابل قرآن مجید چونکہ ہماری وہ معمول کی کتاب ہے جو ہمارے آخری نبی

ﷺ پر نازل ہوئی۔ ہم باقی اسلامی اور آسمانی کتابوں کا بھی پورے دل سے احترام کرتے ہیں لیکن ان کتابوں کو قرآن مجید والا مقام نہیں دیا جاسکتا۔ اگرچہ وہ آسمانی کتابیں ہیں مگر ان پر ہماری امت محمدیہ کو عمل کرنے کی تلقین نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر! سرکاری ملازمین کی تنخواہیں اور پنشنرز کی پنشن میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس سلسلے میں یہاں بہت ساری باتیں ہوئی ہیں میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کہ ہمارے بڑے عہدے کے افسران کو تو واقعتاً بہت ساری مراعات ملتی ہیں لیکن چھوٹے طبقے کے لوگوں کے لئے یہاں جو مختلف تجاویز آئی ہیں زیادہ توجہ ان پر دینی چاہئے۔ یہاں پرسوں ایک بات ہوئی تھی کہ جب ہم دوسروں کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو اب جو مہنگائی کا دور ہے اور پٹرول دن بدن چڑھتا جارہا ہے تو ایم پی ایز گاڑیوں پر ہی آتے ہیں اور یہاں اخراجات کرتے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جہاں باقی لوگ اس مہنگائی سے متاثر ہوئے ہیں تو ایم پی ایز بھی ضرور متاثر ہوئے ہیں اس لئے میری استدعا ہے کہ ان کے مشاہراہ اور سفری الاؤنس میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اور اس کی 70 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے۔ اس پر جتنا زیادہ focus کیا جائے گا وہ بہتر بات ہے ۔ گندم کی جو shortage ظاہر کی جاتی تھی ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے پچھلے سال جو گندم خریدی اور ایک سال کی کارکردگی سے اس shortage کو ختم کیا۔ ابھی وزیر خزانہ تو موجود نہیں ہیں لیکن ان کے نمائندے موجود ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ جیسے long life کی بات ہوئی ہے ہمارے منصوبے بھی long time ہونے چاہئیں قرآن مجید کی تعلیمات سے پتا چلتا ہے کہ جب سیدنا یوسف علیہ السلام کو وزارت خزانہ دی گئی تھی تو اس وقت سیدنا یوسف علیہ السلام نے مصر حکومت کو جو بجٹ بنانے کی تجویز دی تھی وہ چودہ سالوں پر محیط تھی۔ جیسے ہمارے سیکرٹری صاحب نے بھی اشارہ کیا ہے کہ اگر ہمارے منصوبے دیرپا ہوں گے تو انشاء اللہ ان کے نتائج سامنے آئیں گے۔

یہاں پر لائیوسٹاک کا بھی ذکر ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ عام جانوروں کے ساتھ ماہی پروری پر بھی توجہ دینی چاہئے۔

یہاں معدنیات کا بھی ذکر ہوا ہے بہت اچھی بات ہے اور معدنیات پر ہمارا انحصار ہونا چاہئے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ میں نے پچھلے سال کے بجٹ میں بھی یہ بتایا تھا کہ ماہرین نے بتایا ہے کہ چنیوٹ کے اندر جو لوہے کے ذخائر ہیں اگر ان کو نکالا جائے تو پورے پاکستان کی 125 سالہ ضروریات کے لئے کافی ہو سکتا ہے لیکن اس بجٹ میں اس کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا گیا لہذا میری گزارش ہے کہ اس کے لئے بھی فنڈ مختص کیا جائے۔

بے گھر لوگوں کو پلاٹ دینے کا جو پروگرام بنایا گیا ہے یہ قابل تحسین ہے لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ شہروں میں بہت سارے ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کوئی ذاتی مکان نہیں اور وہ کرائے پر رہ رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ایسے شہری لوگ جو دیہات میں نہیں رہتے لیکن وہ بے گھر ہیں تو ان کو بھی اس سکیم میں شامل کر لیا جائے تو یہ بہت اچھا قدم ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں کالا باغ ڈیم کا ذکر ہوا ہے۔اللہ پاک نے ساری چیزوں کو پانی سے پیدا کیا ہے، پانی ہماری ایک بنیادی ضرورت ہے اور پانی کے ایک ایک قطرے کا تحفظ ہونا چاہئے۔کالا باغ ڈیم ہماری سیاسی لڑائی جھگڑوں کی نذر ہو گیا ہے اور سارا پانی سمندر میں جا رہا ہے۔میں اس بات کی تائید کروں گا کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے۔ اس معاملے پر چاروں صوبوں اور وفاق کو اکٹھا ہونا چاہئے۔ میں اپنی مذہبی علما برادری کی طرف سے یہ دعوت فکر دیتا ہوں کہ اگر عوامی رائے میں علما اور دینی طبقے کو قائل کرنا ہے تو آپ ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو تمام صوبوں کا visit کرے۔ہم سندھ، سرحد، بلوچستان کے علما کو دینی حوالے سے بات کریں گے لیکن اس پر ہمارا اتفاق ہونا چاہئے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔

میں ایک گزارش کروں گا کہ سنا ہے کہ پچھلے زمانے میں ایسا ہوتا تھا کہ سرکاری ملازمین کو مکان وغیرہ بنانے کے لئے دوران ملازمت کچھ ایڈوانس تنخواہیں دی جاتی تھیں لیکن اب وہ سہولت ختم کر دی گئی ہے۔جب وہ ملازمت سے ریٹائر ہو جاتے ہیں تو اس وقت انہیں کچھ دیا جاتا ہے لیکن مکان کے ریٹ بڑھ جاتے ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ جیسے پہلے ہوتا تھا کہ انہیں دوران ملازمت ایسا الاؤنس یا اضافی تنخواہیں دی جائیں۔پہلے 50 ہزار روپیہ دیا جاتا تھا۔اب تو 50 ہزار سے مشکل سے باورچی خانہ ہی بن

سکتا ہے لہذا اس میں اضافہ کر کے ملازمین کو مکان بنانے کے لئے سستی شرائط پر قرضے مہیا کئے جائیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ صائمہ عزیز!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ محترمہ ساجدہ میر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ مزید بڑھایا جاتا ہے ۔جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے مجھے ٹائم دیا میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔میں ان چند مٹھی بھر ایم پی ایز کا بھی مشکور ہوں کہ جو رات گئے تک بیٹھے ہیں۔میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کم از کم اسمبلی ملازمین کو ہی بلا لیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سید حسن مرضیٰ صاحب کو میرا زیادہ مشکور ہونا چاہئے اس لئے کہ میں نے تقریر نہیں کرنی بلکہ سید صاحب اور دیگر مقررین کو سننے کے لئے بیٹھا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ماشاءاللہ۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ممبران کی ایک کثیر تعداد بیٹھی ہے۔میں میاں صاحب کا بھی بڑا مشکور ہوں اور کوفتہ صاحب (نذر محمد چیمبر اٹینڈنٹ) کا خاص طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے انہیں سونے نہیں دیا۔(قہقہے)

میاں محمد رفیق: میں نے آج تقریر نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk شاہ صاحب! یہ دھیان رکھیں کہ آپ کے دس منٹ میں سے ٹائم کٹ رہا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آج میاں صاحب کا خاص طور پر بڑا مشکور ہوں۔ میں اس عوامی حکومت کو اس صوبہ پنجاب کا تیسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ 1947 میں جب یہ پاکستان آزاد ہوا تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک عوامی حکومتوں کا دور بھی دیکھ لیں اور آمریت کا دور

بھی ملاحظہ کر لیا جائے۔ایک طبقہ ایسا ہے جو کہ 1947 سے لے کر آج تک اس صوبے پر حکومت کرتا چلا آرہا ہے اور وہestablishmentکا طبقہ ہے۔آج جبtalk showsمیں ہمارے وزراء صاحبان جاتے ہیں تو وہاں وہ جواب دے رہے ہوتے ہیں،اپنی صفائی پیش کر رہے ہوتے ہیں۔میں آج اس حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان بابوؤں کو جو کہ کوٹ ٹائی لگا کرA.Cوالے کمروں میں بیٹھتے ہیں اور صوبہ پنجاب کا بجٹ بناتے ہیں۔عوام کو جواب بھی ان بابوؤں کو ہی دینا چاہئے۔بجٹ بنا کر یہ بستہ ہمارے وزراء کو تھما دیا جاتا ہے اور وہ یہاں بجٹspeechپڑھ کر سنا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر!یہاں اعداد و شمار کے حوالے سے کافی باتیں ہوئی ہیں۔ہمارا ضلع جو کہ بہت پسماندہ ہے اس میں بنیادی سہولتیں آج تک میسر نہیں ہیں۔وہاں پر کام رُکے ہوئے ہیں کیونکہ حکومت کے پاس پیسے نہیں ہیں جبکہ دوسری جانب یہاں سیکرٹریٹ میں چیف سیکرٹری کا دفتر مسلسل بن رہا ہے۔اس کی دیار پتا نہیں کس دیار غیر سے لائی گئی ہے اور اس کی تزئین و آرائش پر بہت زیادہ رقم خرچ کر دی گئی ہے۔میں کل سیکرٹریٹ گیا تھا۔میں نے وہاں دیکھا کہ محکمہ ہوم کی ایک عمارت کو پھر سے renovateکیا جا رہا ہے۔جب میں نے پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ اس عمارت کیrenovationکے بعد انار کلی کا مقبرہ بھی بنے گا۔یہاں لاہور میں تو مقبرے بھی تعمیر ہو رہے ہیں،یہاں پر چیف سیکرٹری ،بڑے بابو کا دفتر بھی بن رہا ہے۔یہ بابو کلاس ہے،کوئی بڑا بابو ہے اور کوئی چھوٹا بابو ہے۔بڑے بابو کے دفتر کی تزئین و آرائش پر اخراجات کئے گئے اب انار کلی کے مقبرہ پر قومی خزانے سے رقم خرچ کی جائے گی لیکن ہمارے پسماندہ اضلاع میں کچھ نہیں کیا جا رہا۔یہاں پنجاب کے ٹکڑے کرنے کی جو باتیں ہو رہی ہیں وہ انہی محرومیوں کی وجہ سے کی جا رہی ہیں۔میں ہر سال جب سندھ جاتا ہوں تو اسی Southern Punjabسے گزر کر جاتا ہوں۔ان کی منہ بولتی محرومیاں ہمیں سڑکوں کے ارد گرد نظر آتی ہیں۔یہ Southern Punjab جھنگ سے شروع ہوتا ہے۔ہم بھی ایک وقت میں جھنگ کا حصہ تھے۔۔۔جناب سپیکر!کون سی ایسی آفت آگئی ہے کہ ہر دو منٹ بعد آپ کو پیغام آرہا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:شاہ صاحب!آپ بات جاری رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ:جناب سپیکر!پنجاب حکومت کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ہمیں ایک ضلع دیا ہے۔اس کے لئے ہمیںdevelopment fundsدیئے۔یہ اس عوامی حکومت کا ہم پر بہت

بڑا احسان ہے۔اس حکومت نے ہمارا34 سالہ پرانا مطالبہ پورا کیا ہے۔ہم اس پر وزیر اعلیٰ صاحب کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہم پر یہ مہربانی فرمائی ہے لیکن اگر آپ آج بھی ہمارے حلقے میں جائیں،میرے کچے کا علاقہ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہاں پرschools نہیں ہیں،وہاں پر سڑکیں نہیں ہیں اور وہاں پر بجلی بھی نہیں ہے۔کیا ہم آج 2010 میں بھی کسی پرانی دنیا میں رہ رہے ہیں؟ہمارے پاس بجلی ہےschoolsہیں،ہسپتال ہیں اور نہ ہی سڑکیں ہیں۔وہاں پر جو چند ایک ہسپتال ہیں ان میں ڈاکٹر نہیں ہیں، جو schools ہیں ان میں استاد نہیں ہیں۔اس کے مقابلے میں اگر آپ لاہور کو دیکھیں تو یہاں پر ایچی سن جیسے ادارے ہیں جہاں پر صرف بیوروکریٹس پیدا ہوتے ہیں۔اس حکومت کی توجہ صرف ان بیوروکریٹس پیدا کرنے والی انڈسٹریز کی طرف ہے۔میرا آج اس حکومت سے مطالبہ ہے کہ اگر یہ طبقاتی نظام تعلیم ختم نہیں کیا جائے گا تو خدا کی قسم ہمارے علاقوں میں نفرت اور بڑھے گی،یہاں پر علیحدگی کے نعرے بھی لگیں گے اور یہاں پر اپنا حق چھیننے والے،جنہیں آپ ڈاکو کا نام دیتے ہیں وہ بھی پیدا ہوں گے لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ان محرومیوں کو ختم کیا جائے۔ان اعداد و شمار سے،اس بستے سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے،یہ تو بیوروکریسی کے لئے ہے۔انہوں نے اپنے آرام کے لئے،اپنے دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے اور اپنے بچوں کے مستقبل کے لئے یہ سارا کچھ کیا ہوا ہے۔ہم آپ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں، آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ خدارا ہمارے پسماندہ علاقوں کی طرف بھی توجہ دیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں ایک شاعر کے کلام سے چند اشعار پڑھنا چاہوں گا:

ربا سچیا توں تے آکھیا سی
جا اوئے بندیا جگ دا شاہ ہیں توں
ساڈیاں نعمتاں تیریاں دولتاں نیں
ساڈا نائب تے عالیجاہ ہیں توں
ایس لارے تے ٹور کد پُچھیا ای
کیہہ ایس نمانے تے بیتیاں نیں
کدی سُر وی لئی اُو رب سائیاں

تیرے شاہ نال جگ کی کیتیاں نیں
کِتے دھونس پولیس سرکار دی اے
کِتے دھاندلی مال پٹوار دی اے
اینویں ہڈاں وچ کلپے جان میری
جیویں پھاہی وچ کونج کرلاوندی اے
چنگا شاہ بنایا ای رب سائیاں
پولے کھاندیاں وار نہ آوندی اے

جناب سپیکر! اس بجٹ میں Livestock کے لئے صرف 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ہماری بنیادی ضرورت دودھ اور گوشت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے پورے پنجاب کے لئے صرف اور صرف 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ Livestock کے funds میں اضافہ کیا جائے۔ہمارے دیہاتی لوگوں کی آمدن کا واحد ذریعہ دودھ اور گوشت ہے۔حکومت نے اس شعبے کی ترقی کے لئے بہت ہی کم پیسے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں Irrigation کے حوالے سے بات کروں گا کہ خوش قسمتی سے ہمارے ضلع کا زیر زمین پانی میٹھا ہے جبکہ ہمارے ساتھ والے اضلاع ٹوبہ اور فیصل آباد کا پانی کڑوا ہے۔میرے حلقے میں ٹیوب ویل لگا کر فیصل آباد کو پانی supply کیا جاتا ہے جس سے میرے علاقے میں زیر زمین پانی کا water table down ہوتا جا رہا ہے۔وہاں بارشیں کم ہوتی ہیں، بجلی کی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے جس کی وجہ سے خشک سالی کا اندیشہ ہے اور وہاں پر پانی کے حوالے سے بہت سے مسائل کا سامنا ہے۔پورے فیصل آباد اور ٹوبہ میں نہروں پر linings ہوئی ہیں جبکہ ہمارے علاقے کو sweet water zone قرار دے کر ہماری نہروں پر linings نہیں کی گئی۔میں اپنے وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے حلقے کا یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔اس کو فی الفور اسی سال بلکہ اسی مہینے میں، اسی ADP میں شامل کر کے حل کیا جائے۔اس کے لئے اسی ADP میں رقم مختص کی جائے اور میرے علاقے کی نہروں کی lining کروائی جائے تاکہ ہمارا پانی کا مسئلہ حل ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں نے environment کے حوالے سے بارہا مرتبہ عرض کیا ہے۔ چونکہ میرے علاقے میں رقبے سستے ہیں اس لئے فیصل آباد سے ساری انڈسٹری چنیوٹ کی طرف shift ہو رہی ہے۔ اس industries کا جو گندہ پانی ہے وہ کسی treatment کے بغیر open drain میں چھوڑا جارہا ہے۔ ان industries کو کوئی treatment plant لگائے بغیر licenses جاری کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ اس گندے پانی کو یا تو ہماری open drain میں چھوڑ دیتے ہیں یا پھر انہوں نے اپنے ponds بنائے ہوئے ہیں جن میں بورنگ کر کے اس پانی کو زمین میں بھیجا جارہا ہے جس کی وجہ سے ہمارا زیر زمین پانی خراب ہو رہا ہے۔ آج ہمارا علاقہ sweet water zone ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ اگر اسی طرح یہ گندہ پانی زیر زمین جاتا رہا تو آئندہ چند سالوں میں ہمارا یہ زیر زمین پانی بھی خراب ہو جائے گا۔ ہمارے علاقے کے ایک گاؤں میں تقریباً 35 لوگ گندہ پانی پینے کی وجہ سے مر گئے ہیں۔ یہ میں پچھلے دو سالوں سے عرض کر رہا ہوں اور میں نے اسمبلی میں کئی دفعہ یہ عرض کیا ہے کہ یہ ہمارا بہت ہی دیرینہ مطالبہ ہے اسے پورا کیا جائے میں نے CM صاحب سے بھی مل کر یہی request کی تھی کہ میرا یہ مسئلہ حل کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر مختار بھرتھ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ زوبیہ رباب ملک صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ موجودہ حالات اتنے خراب تھے کہ ممبران اسمبلی میں، میں بھی یہ سوچتا تھا کہ یہ اس سال کا بجٹ کس طرح بنائیں گے اور ہمیں development fund ملے گا یا نہیں ملے گا لیکن میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کے ساتھ اس کام میں حصہ لینے والوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت محنت اور کوشش سے یہ بجٹ بنایا اور اس میں تمام محکموں کے لئے funds رکھے۔

جناب سپیکر! آج کے حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ میرٹ کی پالیسی کو قائم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو کردار ادا کیا وہ پاکستان کی تاریخ میں اپنی ایک حیثیت رکھتا ہے۔ کوئی ایم پی اے ایک کانسٹیبل بھی میرٹ کے بغیر بھرتی نہیں کرا سکا۔ انسانی ہمدردی کی بات ہو یا ظلم کے خلاف جنگ کی بات، ہر آدمی نے اپنا اپنا نقطہ نظر بیان کرنا ہوتا ہے یہاں وزیر اعلیٰ کے اخراجات کی بات کی گئی ہم سب

MPA'sاس بات کے گواہ ہیں اور ہم اکثر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں جاتے رہتے ہیں اس سے کم خرچ اور اس سے کم خرچ میں گزارہ کوئی اور وزیر اعلیٰ یا کوئی اور حکومت کر ہی نہیں سکتی۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے محنتی وزیر اعلیٰ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اپنی پوری کوشش اور محنت سے اس صوبہ اور عوام کی خدمت کی جا رہی ہے۔ پٹرول بچ جائے اور ایک جگہ پر دس قتل ہو جائیں ظلم کی انتہا ہو، کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ میاں محمد شہباز شریف کا ہیلی کاپٹر ہے جو وہاں پر جاتا ہے اور انصاف دیتا ہے۔ آج ایک خوف کا سماں ہے کہ وزیر اعلیٰ نہ پہنچ جائے، جلدی سے جلدی ملزم گرفتار کئے جائیں اگر یہاں پر یہ بات نہ کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر! پچھلے سال وزیر اعلیٰ پنجاب نے جس طرح گندم خریدی، زمینداروں کے لئے یہ پہلا موقع تھا کہ وزیر اعلیٰ نے اپنا ایک وعدہ پورا کیا کہ میں گندم کا ایک ایک دانہ زمینداروں سے خریدوں گا اور اسی طرح اس دفعہ بھی ہوا لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جب حکومت میرٹ کی پالیسی پر کام کرتی ہے اور صحیح کام کرتی ہے تو عوام کا تعاون ساتھ ہو تو پھر ہی کام چل سکتا ہے۔ حکومت نے ramzan packageدیا تو لوگوں نے اس کو misuse کیا جس کی وجہ سے قطاریں لگیں اگر اس سہولت کو misuse نہ کیا جاتا، تمام حق دار وہ آٹا خریدتے تو آپ یقین جانیں کوئی قطار نہیں لگنی تھی۔ اگر ایک ایک بندہ دس دس bag اٹھانا شروع کر دے تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے اور جو لوگ اس سہولت کو misuse کرتے ہیں وہی قطاریں بھی لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں -/2 روپے کی روٹی کی بات ہوتی ہے، -/2 روپے کی روٹی کی بات کر لینا تو آسان ہے لیکن -/2 روپے کی روٹی ایک غریب آدمی تک پہنچانا اسی وزیر اعلیٰ کا کام ہے، یہ credit صرف میاں محمد شہباز شریف کو ہی جاتا ہے۔ آج گندم کے ذخیرے کو دیکھا جائے تو پنجاب کے ذخیروں میں کبھی اتنی گندم نہیں تھی یہ پہلا موقع ہے کہ زمیندار سے گندم خریدی گئی، یہ نہیں کہ گندم کسی آڑھتی سے خریدی گئی۔ زمیندار کی فرد چیک کی جاتی تھی کہ اس کی کتنی گندم تھی اس کے حساب سے اس سے گندم خریدی جاتی تھی۔

جناب والا! پوری دنیا کا سب سے بڑا Irrigation System ہمارے ملک میں ہے جس کے اوپر ہم 11۔ارب روپے خرچ کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر پوری دنیا میں ہمارے پاس سب سے اچھا

Irrigation System ہے تو اس کو اسی طرح سنبھالنا چاہئے۔ میرے حلقے میں سے نہر اپر جہلم نکلتی ہے اس سے تھوڑا سا آگے ہیڈ کھوکھراں آتا ہے وہاں سے شروع ہو کر کنجاہ تک یہ نہر میرے حلقے سے گزرتی ہے۔ میں نے وہاں پر ایک خامی دیکھی ہے جو میں آپ کی وساطت سے حکومت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ نہری نظام کو بچانا اور اس کو خوبصورت رکھنا ہماری ذمہ داری ہے تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ ہم ایک ریسٹ ہاؤس کو ٹھیک نہیں کر سکے تو آج سے ایک دو مہینے پہلے اس کی زمین کو بیچنا شروع کر دیا اور اب ہم ایک اور ریسٹ ہاؤس بیچ رہے ہیں تو میری اور میرے حلقہ کے عوام کی بھی یہ گزارش ہے کہ اتنی بڑی نہر کو کنٹرول کرنے کے لئے ہر پانچ، چھ، سات میل کے بعد ایک ریسٹ ہاؤس بنایا گیا تھا اور نہر کا تمام عملہ اس ریسٹ ہاؤس میں رہتا تھا۔ نہر کو visit کرنے اگر کوئی افسر جاتا تھا تو وہ بھی اسی ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرتا تھا اس لئے انہیں بالکل نہ بیچا جائے۔ ان کو بیچنے سے ایک تو نہری نظام خراب ہو گا اور دوسرا یہ ہے کہ یہ ہمارے اثاثے ہیں ان کو کسی قیمت پر بھی نہیں بیچنا چاہئے۔

جناب سپیکر! گندم کے حوالے سے یہاں یہ بات ہوئی کہ گندم کے stores نہیں ہیں اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ چونکہ زمیندار کے پاس گندم ہے اور زمیندار یہ سوچتا ہے کہ ہماری فصل آنے والی ہے اگر پہلی فصل سنبھالی نہیں جا رہی تو آئندہ یہ فصل کس طرح سنبھالی جائے گی۔ پچھلے بجٹ میں محکمہ خوراک کا منصوبہ تھا کہ اس کے لئے گودام بنائے جائیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ان کی بڑی اچھی proposal ہے کہ Private Sector میں لوگوں سے گودام لے لئے جائیں کیونکہ گورنمنٹ کے پاس شاید اتنے funds نہ ہوں اس کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی گورنمنٹ کا ایک اچھا اقدام ہے۔ بڑے عرصے سے زبانی باتیں ہوتی رہی ہیں لیکن اس بارے میں کسی نے serious ہو کر نہیں سوچا کہ حکومت پنجاب کے پاس دو سال کی گندم store کرنے کے لئے store ہونے چاہئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا یہ بڑا اچھا قدم ہے کہ یہ stores بن جائیں گے اور محکمہ خوراک وہ گندم ان میں رکھ دے گا جس سے گندم محفوظ ہو گی اور اس میں بہتری آئے گی۔

جناب والا! ہمارے حلقے ایک دوسرے سے مختلف ہیں کسی میں زیادہ funds خرچ ہوتے ہیں اور کسی میں کم خرچ ہوتے ہیں۔ ہر ایک کی اپنی اپنی رائے ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ اس دور میں

جتنے سکولوں کو upgrade کیا گیا پنجاب کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں پچھلے سوا دو سال میں اتنے سکول upgrade نہیں ہوئے۔ اس دور میں جتنے سکولوں میں Computer and Science Labs بنی ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں بنیں اور یہ ریکارڈ سامنے موجود ہے۔ میں اس سلسلے میں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس میں یہی رہ گیا تھا کہ غریب کا بچہ کمپیوٹر نہیں سیکھ سکتا جس طرح محکمہ نے اس سلسلے میں شروع کیا ہوا ہے تو آج غریب کا بچہ بھی کمپیوٹر سیکھ رہا ہے۔ یہاں بڑے بڑے کالجوں اور سکولوں کی بات ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ دانش سکول والا اقدام گورنمنٹ نے اٹھایا ہے وہ بہت اچھا ہے۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب ممتاز ججہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بوڑھا آدمی تھا، چلیں نمبر لگ ہی گیا۔

جناب سپیکر! یقیناً یہ بجٹ جو ہماری حکومت نے پیش کیا ہے اس کے ہر پہلو کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات ہر لحاظ سے ثابت ہوتی ہے کہ یہ ایک عوامی بجٹ ہے اس میں ہمارے صوبے کے غریب شہری کے لئے بہتری کے پروگرام مرتب کرنے کی ہر لحاظ سے کوشش کی گئی ہے۔ اس حوالے سے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس بجٹ کے اندر جو اعلانات کئے گئے ہیں انشاء اللہ ان پر ہر لحاظ سے مکمل طور پر عملدرآمد ہوگا۔

جناب سپیکر! یہاں جنوبی پنجاب کی بہت بات کی گئی ہے۔ میرا تعلق بھی اسی علاقہ سے ہے۔ آج میرے علاقہ میں کچھ پیشہ ور سیاستدان اس بات کو بہت politicize کر رہے ہیں اور بہت ہوا دے رہے ہیں وہ جو پچھلے چھ سات سالہ دور میں اقتدار میں رہے ہیں۔ میں تھوڑا سا ماضی میں جانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کو سب سے زیادہ نقصان آمریت نے پہنچایا ہے۔ سب سے پہلے جب ایک آمر نے اس ملک کی حکومت پر قبضہ کیا اس آمر کا نام جنرل ایوب تھا اس وقت سے محرومیوں نے جنم لیا ہے۔ اس آمریت کے دور کی محرومیوں کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں احساس محرومی بڑھا اور وہ ہم سے علیحدہ ہو گیا۔ اب آپ دیکھ لیں اس بے غیرت پرویز مشرف کے دور اقتدار کی محرومیوں کی وجہ سے آج اسی طریقے سے

ہر علاقے میں احساس محرومی کی وجہ سے لوگ پھر علیحدگی کی باتیں کرتے ہیں۔ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے آج سے کچھ عرصہ پہلے جنوبی پنجاب کے کچھ عوامی نمائندوں کی ایک کمیٹی بنائی جس کو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ head کر رہے تھے اس کمیٹی کی بہت ساری میٹنگز ہوئی ہیں۔ ہم نے یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے اور یہ ریکارڈ سے ثابت ہوا کہ ماضی میں واقعی اس علاقے سے زیادتی ہوئی ہے۔ اس کی حق تلفی ہوئی ہے، ہر میدان میں اس کو پیچھے رکھا گیا ہے۔ یہ بات ہمیں اس وجہ سے پتا چلی کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو یہ احساس ہوا ہے کہ میں نے پورے علاقے کو اور پورے صوبے کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اسی وجہ سے اس سال کے بجٹ میں جنوبی پنجاب کو اس کے حصہ کے مطابق allocation کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا کرے کہ ہمارے ملک کے اندر جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوں۔ جمہوریت مضبوط ہوگی تو اس ملک میں بسنے والے ہر شہری کو اس کا حصہ ملے گا اور جب ہر شہری کو اس کا حصہ ملے گا تو اس کی احساس محرومی خود بخود ختم ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب کسی کی حق تلفی ہو، کسی علاقے کی حق تلفی ہو، کسی شہری کی حق تلفی ہو، کسی ایک طبقے کی حق تلفی ہو تو پھر احساس محرومی جنم لیتی ہے اور جب احساس محرومی بڑھ جاتی ہے تو پھر یہ سارے مسائل پیدا ہوتے ہیں اور علیحدگی کی باتیں ہوتی ہیں۔ بہرصورت میں یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ کرے یہ جمہوریت پھلے پھولے اور اس جمہوری دور کے اندر سارے علاقے کو، سارے طبقوں کو ان کے برابر کے حصے اور حق ملیں تاکہ یہ محرومیاں ختم ہوں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا میرے ساتھیوں نے بڑی تفصیل سے باتیں کی ہیں۔ میں اپنے علاقے کے حوالے سے دو تین major مسائل کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تو میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں۔ میں پچھلے دو سال سے اپنے علاقے کے گھمبیر مسئلے کے متعلق ان سے گزارش کر تا رہا ہوں کیونکہ میرا علاقہ پنجاب کے نہری نظام کی tail پر واقع ہے اور tail پر رہنے والے کو آپ جانتے ہیں کہ اس کے پاس اوپر والوں سے بچا کھچا مال ہی پہنچتا ہے تو میرے علاقے میں پانی کی سب سے زیادہ کمی ہے۔ مجھے جو نہر پانی پہنچاتی ہے، میراسو کھا ہوا دریا جس کا نام ستلج ہے جو ایک آمر نے بیچ دیا تھا اس کے نیچے سے گزاری گئی ہے۔ اس کی چار سرنگیں ہیں جو اس وقت ڈیزائن ہوئیں۔ ان میں پانی کی جتنی capacity تھی وہ اس وقت 63-1962 کے مطابق ضرورت کو تو پورا

کرتی تھی لیکن اب ضرورت اس سے double ہو گئی ہے چونکہ اس ملک کے سب جرنیل اب میرے علاقے کے جاگیر دار اور نمبر دار بنے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے وہاں سے پانی گزارنے کے لئے ایک اور سرنگ کی ضرورت تھی جس کا تخمینہ محکمہ والے تقریباً اڑھائی پونے تین ارب روپے بنا رہے تھے۔ میں پچھلے دو سال سے یہ گزارش کر رہا تھا اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرا وہ منصوبہ اپنی اس بجٹ تقریر میں شامل کر لیا ہے اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اب یہ شامل ہوا ہے تو اس پر کام بھی شروع ہو گا، کہیں کام شروع ہوتے ہوتے دو سال اور نہ لگ جائیں اور ہمارا tenure ہی ختم ہو جائے اور نئی حکومت آئے تو یہ منصوبہ کہیں اور پیچھے چلا جائے۔ یہ میرے علاقے کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ میرے علاقے میں نہری نظام میں تین طرح کے سسٹم ہیں ایک سالانہ، ایک ششماہی اور ایک flood system ہے اس میں صرف دو مہینے کا پانی دیا جاتا ہے۔ ہمارے چولستانی بھائی اس flood channels پر ہیں۔ ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ اب وہاں پر پانی کی اتنی کمی ہے کہ ہماری سالانہ نہروں میں بھی پانی پورا نہیں ہوتا اور ہم اپنی سالانہ نہروں کا share ان flood channels اور ششماہی نہروں کو دیتے ہیں اس سے ہم پورا سال مستقل وارابندی میں رہتے ہیں۔ ہماری سالانہ نہریں مستقل وارابندی میں رہتی ہیں وہ ایک ہفتہ چلتی ہیں اور ایک ہفتہ بند رہتی ہیں وہ بھی اس وقت جب پانی ہمیں پورا ملتا ہے جب اس سے کم ہوتا ہے تو پھر ہماری نہریں دو ہفتہ بند رہتی ہیں اور ایک ہفتہ چلتی ہیں۔ میرا علاقہ سو فیصد کاشتکار ہے اور کاشتکاری ہی ہماری زندگی کو رواں رکھنے کا ایک ذریعہ ہے اس لئے میں وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے یہ جو شفقت فرمائی ہے اسے مکمل بھی کروایا جائے کیونکہ مجھے چیئرمین (پی اینڈ ڈی) اور محکمہ آبپاشی نے بتایا ہے کہ اس کو ابھی منظوری کے مراحل سے گزرنا ہے جس پر تقریباً سات آٹھ ماہ لگ جائیں گے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہماری مدد کریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں ایک گزارش اور کرنا چاہتا ہوں وہ بھی بہت major problem ہے اور میرے علاقے کا بڑا burning issue ہے کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے پتا نہیں۔ کس کی حکومت نے اربن ایریا کی حد بندی کو بڑھایا تھا؟ پہلے غالباً وہ تین میل یا تین کلو میٹر تھی لیکن اب کہتے ہیں کہ دس کلو میٹر ہو گئی ہے۔ اتفاق سے میرے ضلع بلکہ پورے بہاولپور ڈویژن جس میں تقریباً one third آباد

ہے اور two third چولستان ہے۔ میرے تحصیل ہیڈ کوارٹر کے جو شہر ہیں ان میں ضلع رحیم یار خان، تحصیل خان پور، تحصیل لیاقت پور، تحصیل آمن پور، تحصیل یزمان اور تحصیل فورٹ عباس آتی ہیں، یہ ساری تحصیلیں چولستان کے کنارے پر واقع ہیں۔ میرے اپنے شہر یزمان سے صرف تین کلو میٹر آگے چولستان شروع ہو جاتا ہے۔ چولستانی لوگوں کو جو زمینیں الاٹ کی گئی ہیں وہ ساری کی ساری اس limit میں آ جاتی ہیں جو limit بڑھی ہے۔ میری تحصیل یزمان کے کم از کم پچاس دیہات ایسے ہیں جو 100 فیصد الاٹ شدہ ہیں لیکن کسی ایک بندے کو بھی حقوق ملکیت نہیں ملے۔ میں گزارش کروں گا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا burning issue ہے۔ اگر اس کو کسی level پر حل کر دیا جائے تو بہت نوازش ہو گی کیونکہ اگر لوگوں کو زمینوں کے حقوق ملکیت ہی نہیں دیئے جانے تو پھر اُن کو زمینیں دینے کا کیا فائدہ ہے؟ بہر کیف یہ بہت major issue ہے اس لئے میں جناب کے توسط سے وزیر خزانہ سے بھی سفارش کروں گا کہ اس حوالے سے جو بھی اتھارٹی ہے اُن تک میری یہ گزارش پہنچائیں۔ دو تین اور گزارشات تھیں بہر حال بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سکینہ شاہین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہجہاں بھٹی!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جون 2008 میں جب وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ نے اپنا پہلا بجٹ پیش کیا تو اُس وقت ملکی حالات آج سے بہت مختلف تھے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اُن دنوں صوبہ سرحد کی حکومت جو آج کل خیبر پختونخواہ کی حکومت ہے ان کو انہی دنوں میں دھمکیاں دی گئیں کہ آپ ایک ہفتہ کے اندر استعفے دے دیں ورنہ ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت ہم ایک 1973 کے مسخ شدہ آئین کے تحت رہ رہے تھے اور NFC ایوارڈ بھی نہیں ہوا تھا۔ آج حالات مختلف ہیں اور سکیورٹی کی صورتحال بہت بہتر ہے۔ ہمارے صوبہ اور ملک کو جو threats تھے وہ بھی کافی حد تک abate ہو چکے ہیں۔ NFC ایوارڈ جاری ہوا جس کے نتیجہ میں ہم آج بجٹ پر بحث کر رہے ہیں اس میں ہمیں 100۔ارب روپے سے زیادہ کی رقم موصول ہوئی۔ یہ بجٹ شاید 33 سال کے بعد منفرد بجٹ ہے کہ آخری مرتبہ 1977 کے بعد 1973 کے اصل آئین کے تحت ایک بجٹ پیش کیا گیا۔ اب ہم 1977 کے بعد پہلی مرتبہ اصل آئین 1973 کے تحت بجٹ دیکھ رہے ہیں۔ ایک انفرادیت اس بجٹ کی یہ بھی تھی کہ پہلی دفعہ یہ budget documents ہمیں CD پر موصول

ہوئے جس کے لئے میں وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید ہے کہ آنے والے سالوں میں ہمارے email boxes میں یہی بجٹ کی documents موصول ہوا کریں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بجٹ کی بہت سی کامیابیاں ہیں لیکن سب سے زیادہ کامیابی مجھے ایجوکیشن کے میدان میں نظر آئی ہے۔حال ہی میں علی رضا نامی ایک طالبعلم کو شور کوٹ میں دفن کیا گیا ہے۔یہ بچہ کرغزستان کے ethnic rights میں مارا گیا ہے، یہ وہاں انجینئرنگ کی تعلیم کے لئے گیا ہوا تھا۔شاید اس کو پاکستان کی کسی انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں داخلہ نہیں ملا تھا اس لئے اس کو دوسرے ملک میں جا کر انجینئرنگ کرنی پڑی۔ اس بجٹ میں حکومت نے پنجاب کے انجینئرنگ کالجوں کے اندر 300 اضافی سیٹوں کا اعلان کیا ہے اور یہ سیٹیں آئندہ چار سالوں میں 1200 مزید ہو جائیں گی۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ سالوں میں کسی علی رضا کو باہر نہیں جانا پڑے گا صرف اس وجہ سے کہ پاکستان کے کسی ادارہ میں اس کو داخلہ نہ مل سکا۔ ایجوکیشن کے میدان میں جو کامیابیاں ہوئی ہیں ان کا ذکر تو بہت ہو تا رہا۔ ایک بہت ہی اہم پراجیکٹ پروگرام Punjab Education Endowment Fund شروع ہوا جو ایک سکالرشپ پروگرام نہیں بلکہ ایک social change and social revolution کا vehicle ہے۔ اس کے ذریعے وہ talented اور needy طالبعلم جن کے پاس شاید ہنر ہو، انہیں ان institutions میں داخلہ بھی مل سکتا ہو لیکن ان کے پاس وہاں جانے کے لئے پیسے نہ ہوں، اُن کو اس فنڈ کے ذریعے ایجوکیشن دلوائی جائے گی اور آج دس ہزار سے زائد طلباء اس کے ذریعے پنجاب کے مختلف کالجوں اور institutions میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حال ہی میں 20 طلباء کو اس فنڈ کے ذریعے لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز میں چار سالہ پروگرام میں داخلہ ملا ہے۔ وہ لوگ اس طرح کے ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن اُن میں ذہانت تھی جو آج پنجاب حکومت کے اس پروگرام کے ذریعے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آئندہ برسوں میں یہی پروگرام foreign education کے لئے بھی funding کرے گا جس کے ذریعے میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے پاکستان کی بہتری ہو گی۔ اس میں اقلیتوں، درجہ چہارم اور چھوٹے طبقہ کے ملازمین کے لئے سپیشل کوٹا رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! سکیورٹی کی صورتحال بہت بہتر ہوئی ہے۔ پچھلے سال پولیس کو ایک خطیر رقم دی گئی تھی اور اس مرتبہ بھی تقریباً 50۔ارب روپے کے قریب دیئے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی ٹریننگ کے لئے اس سال ایک ارب روپے سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے یہ بھی شاید کم ہے کیونکہ پولیس کی ٹریننگ اور اس کے سازوسامان کی modernization کے لئے ہم جتنی بھی رقم خرچ کریں شاید کم ہو لہٰذا میں توقع کروں گا کہ یہ جو رقم اس سال اُن کو دی گئی ہے اس کا صحیح استعمال کیا جائے۔ ہمیں پولیس کے professionalism کو کم از کم آرمی کے level پر لانا ہے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اگر آپ کسی آرمی کے pickets پر جائیں تو اُس کا اور ہماری پولیس کے pickets میں بہت فرق ہے۔ ابھی بھی ہمیں پولیس میں professionalism کو لانے کے لئے بہت لمبا سفر طے کرنا ہے۔

جناب سپیکر! زراعت پر بہت باتیں ہوئیں۔ اس میں اُس وقت تک ترقی نہیں ہو گی جب تک ہم Agriculturist یا farmers کی ترقی نہیں کریں گے۔ اس مرتبہ ایک ادارہ پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے نام سے موجود ہے اس کی Chairmanship وزیر زراعت کرتے ہیں، اس کے تحت ریسرچ پر comparative grant system کے تحت بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے۔ ایسے research projects آ رہے ہیں جن سے یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک اور پنجاب کے مختلف crops جیسے cotton, rice, wheat and sugarcane وغیرہ ہیں اِن میں higher yields اور مناسب قسمیں سامنے آئیں گی۔ اگر welfare of the farmer ہمارا primary objective بنے تو میں اس حوالے سے یہ سمجھتا ہوں کہ بہت سی مختلف چیزیں cover ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو آپ rural, urban migration دیکھتے ہیں یہ بھی شاید اس میں reverse ہو جائے کیونکہ جب دیہی علاقے ترقی کریں گے تو کسی کو لاہور، ملتان، راولپنڈی یا گوجرانوالہ جانے کی ضرورت نہیں پڑے گی اور ان شہروں پر بھی بوجھ کم ہو جائے گا لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اگر farmers کی ترقی کرنی ہے تو انہیں organize کرنا پڑے گا۔ آپ دیکھیں کہ لاہور میں Chamber of Commerce ہے، Federation of Pakistan, Chamber of Commerce and Industry ہے لیکن farmers کی کوئی ایسی organization نہیں ہے۔ یہاں میں حکومت کو تجویز دوں گا کہ farmers اور agriculture کے لئے Chamber of Agriculture قائم کیا جائے جس طرح ہمارے trade اور commerce

کے chambers ہیں انہیں اتنا مضبوط کیا جائے کہ وہ agriculture سے متعلقہ اور دیہی علاقوں کے مسائل کو وہیں حل کر سکیں۔ ابھی ان میں کوئی organization نہیں ہے اور کوئی direction بھی نہیں ہے۔

جناب والا! اتنا زیادہ بجٹ ترقی یافتہ کاموں کے لئے اس دفعہ رکھا گیا ہے جو کہ اچھی بات ہے لیکن اسے manage کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اس کی بہتر management کے لئے پنجاب حکومت نے دس محکمے identify کئے جن میں یقیناً وہی محکمے ہیں جن میں ماضی میں corruption سب سے زیادہ نظر آتی تھی۔ Irrigation, Health, Education اور اس کے لئے reforms جاری ہیں لیکن جب تک ہماری اس body اور ہماری اس اسمبلی کی ان پر supremacy نہیں ہو گی تو حالات بہتر نہیں ہوں گے۔ میں تجویز یہ دوں گا کہ Public Accounts Committee کو suo motu powers حکومت دلوائے تاکہ آج کے مسائل اور موجودہ corruption کو پکڑا جائے نہ کہ ہم چار سال پرانے آڈٹ پیروں کو دیکھتے رہیں۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے صوبہ اور اپنے ملک کے مستقبل سے ناامید نہیں ہوں۔ جو اقدامات اور process اس حکومت نے شروع کیا ہے، یہ بجٹ جب پہلے دو سال میں آیا تو وہ صرف course correction تھا امسال یہ بجٹ glamorous نہیں ہے اور اس میں ایسی کوئی outstanding باتیں نظر نہیں آتیں لیکن یہ صرف fine tuning ہوئی ہے اور اگر ہمارا صوبہ اور ملک اسی course پر رہے گا تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب جو کہتے ہیں کہ "اے وطن کی مٹی مجھے ایڑھیاں رگڑنے دے" ان کو یقین ہے کہ چشمہ نکلے گا اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ چشمہ یہیں سے نکلے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب آج کے آخری سپیکر پرویز رفیق صاحب!

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا تاکہ میں بجٹ پر جاری بحث میں حصہ لے سکوں۔ میں حکومت پنجاب کے بجٹ 11-2010 پر جناب وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ کو اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ میں وہ زیادتی نہیں کروں گا جو زیادتی ہم سے ہوتی رہی ہے، ہو رہی ہے اور اس بجٹ میں بھی ہوئی ہے کیونکہ جو کام وزیر اعلیٰ نے کئے ہیں اور بجٹ کے حوالے سے

انہوں نے جو مستقبل کا plan سوچا ہے وہ overall پنجاب کے لئے بہت اچھا ہے۔ چونکہ میں اقلیتی نشستوں سے آیا ہوں اور اقلیتوں کے لئے وزیر خزانہ نے تقریر کی تھی کہ "اقلیتیں ہمارے معاشرے کا نہایت اہم حصہ ہیں اور وہ ہمارے صوبہ کی تعمیر و ترقی کے لئے نہایت اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔" میں اقلیتوں کی طرف سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ تسلیم کیا لیکن اس جھنڈے کو جسے میں اور آپ برابر مانتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے وطن کی شان ہے اور اسے سربلند رکھنا ہم سب کی محب وطن شہری ہونے کے ناتے ایک ذمہ داری ہے اور اکثریت سے تعلق رکھنے والے ہمارے بہت سے لوگ کہتے ہیں اور اقلیتیں بھی یہ سمجھتی ہیں کہ جھنڈے میں سفید رنگ اقلیتوں کی نشاندہی کرتا ہے اور یہ ان کا حصہ ہے۔ اب آپ اس جھنڈے کا ذرا معائنہ کر لیں کہ اس میں ہمارا حصہ کتنا ہے؟ جناب! 21 کروڑ روپے۔ یقین کریں کہ مجھے شرم آتی ہے اور یہ اس دفعہ کا رویہ نہیں ہے بلکہ 2007، 2008 اور 2009 کے بجٹ آپ اٹھا کر دیکھ لیں کبھی 2 کروڑ اوپر کر دیتے ہیں، کبھی نیچے کر دیتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے ترقیاتی مد میں 193۔ ارب 50 کروڑ روپے رکھے ہیں اور صوبہ پنجاب کے 36 اضلاع میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنی والی اقلیتیں ہر ضلع میں ہیں، just ایک justification کریں کیونکہ حکومت کا یہ بھی عزم ہے کہ اگر انصاف اور ترقی معاشرے میں اور صوبے میں بسنے والے لوگوں کو نہیں ملے گی تو وہ کس طرح survive کریں گے؟

جناب سپیکر! میں کچھ نہیں کہتا یہ وزیر اعلیٰ صاحب سے میری گزارش ہے اور مجھے یہ بھی شک ہے کہ انہوں نے، وزیر خزانہ اور نہ ہی حکومتی کابینہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے آج تک اقلیتوں کے chapter کے حوالے سے ابھی serious لیا ہی نہیں ہے اور ہمیں تو یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ کو وزیر دے دیا ہے۔ بدقسمتی کا عالم یہ ہے کہ ہر محکمہ کی سٹینڈنگ کمیٹی اسمبلی میں بنی ہوئی ہے، قومی اسمبلی میں بھی minorities کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی ہے لیکن افسوس سے مجھے یہ کہنا پڑتا ہے، ہم بڑے بھائی ہیں اور بڑے بھائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن پنجاب اسمبلی کی minorities کی سٹینڈنگ کمیٹی موجود نہیں ہے۔ اگر آپ دیکھیں ڈیپارٹمنٹ تو ماسوائے ایک دفتر جو منسٹر صاحب کو، پارلیمانی سیکرٹری اقلیتی امور کو اور ہمارے اقلیتوں کے ایک co-ordinator بن گئے ہیں

جسے میں بڑا اقدام سمجھتا ہوں مگر رحیم یار خان، فیصل آباد یا جس طرح دوسرے محکموں کے ہر ضلع میں دفاتر ہیںas a departmentان کے وہ دفاتر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ صرفeye washہے پنجاب کی اقلیتوں کے ہمیشہ یہ مطالبات رہے ہیں اور آپ کس طرح یہ تصور کر سکتے ہیں کہ ہم بڑے خوش ہوں گے، ہم کہیں گے کہ پنجاب حکومت نے بڑا معرکہ مارا ہے۔ ہم کہیں گے نہیں۔ جب ہم اس چیز کوrepresentکر رہے ہیں اگر اس ہاؤس میں اقلیتوں کی نمائندگی رکھی گئی ہے تو اس کا ایکlogicہے کیونکہ وہ پست حالی کا شکار طبقہ ہیں اور ان کی ترقی کے لئے اگر صرف 21 کروڑ روپے نہ صرف اقلیتوں کے لئے بلکہ ڈیپارٹمنٹ کا پورا نام لوں گاMinority Affairs & Human Rightsاب صوبے کا اندازہ کر لیں کہ اگر صوبے کیhuman rights activitiesکوrestoreکرنےhuman rights violationکو ختم کرنے اور ادھر انسانی حقوق کی بحالی اور اقلیتوں کے حقوق کی ترقی کے لئے اگر 21 کروڑ روپے اتنے بڑے بجٹ میں رکھا گیا ہے تو اس سے ہم اقلیتوں کو کیاmessageدے رہے ہیں؟

جناب سپیکر! یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ جنوبی پنجاب والوں کو وہ تمام چیزیں حاصل نہیں ہیں اور وہ محروم ہیں جس پر وہ آج ایک صوبہ کی بات کر رہے ہیں۔ آیا ہم یہ سوچ بھی نہیں سکتے لیکن روپے یہ بتا رہے ہیں کہ ہمیں کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ اگر آپ کا ہمارے ساتھ گزارہ نہیں ہے تو پھر کل اقلیتیں بھی کہیں گی کہ ہمیں بھی پنجاب میں علیحدہ صوبہ دیں لیکن میں نہیں چاہتا کہ یہ بات ہو بلکہ میں یہ چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ یہ محروم اور پسے ہوئے طبقات ایسی بات کریں ایکmajorityاور ایک ذمہ دار اور جمہوری حکومت ہونے کے ناتے کہ ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم ان کے معاملات کو دیکھیں۔ اگر آپ پورے بجٹ کا صرف ایک فیصد دیں تو کیا زیادہ ہے یعنی ترقیاتی مد کے 193۔ ارب50 کروڑ روپے کا صرف ایک فیصد دے دیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ کے تمام36 اضلاع میں اقلیتوں کے لئے پانی، سیوریج، سڑکیں، ان کے رہنے کے لئے گھر، چرچ، مندر اور گردواروں کی تعمیر وغیرہ اور ان کے بچوں کے وظائف کے لئے غریب اور بیوہ عورتوں کے لئے ہم صوبہ سے دے سکتے ہیں لیکن نیت نہیں ہے اور یہ

بات ہمارے ذہنوں میں بیٹھ گئی ہے کہ ہم نے انہیں کچھ نہیں دینا اور اب اقلیتیں یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہیں کہ اب ہم نے لینا ہے کیونکہ!

اب کے برس ہم گلشن والے اپنا حصہ پورا لیں گے
پھولوں کو تقسیم کریں گے کانٹوں کو تقسیم کریں گے

نہایت افسوس کے ساتھ کہ 21 کروڑ روپے کی تقسیم میں بھی ظلم ہوتا ہے۔ ہم پنجاب حکومت کے اتحادی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ تمام minorities کو فنڈ ملنا چاہئے آپ نے جو بھی رکھا ہے لیکن ستم ظریفی یہ ہے کہ دو سال بجٹ پیش ہوا ہے اور اقلیتیوں کا بجٹ مسلم لیگ (ن) کے اقلیتی ارکان کو دیا جاتا رہا ہے۔ میرا اس بجٹ سے اپنا گھر نہیں بننا ہے اس بجٹ سے صوبہ کے کام ہونے ہیں۔ ہم ایک شہر میں تین ہیں، دوسرے شہر میں تین ہیں اور دوسرے شہروں میں دو دو اقلیتی رکن ہیں جبکہ صوبہ کے دوسرے اضلاع تک ہم نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے جو جنرل سیٹوں پر نمائندے منتخب ہوئے ہیں وہ تو ہماری بات نہیں سنتے، وہ کہتے ہیں کہ آپ کی minority سیٹیں ہیں آپ ادھر جائیں۔ اب مجھے بتائیں کہ یہ 80 لاکھ روپے جو ہمیں صرف دو دفعہ دیا گیا ہے اور 21 کروڑ روپے جس کی میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ مجھے شرم آتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر اقلیتی افراد میں غیرت ہے یا حکومت اقلیتوں کے ساتھ واقعی سنجیدہ ہے تو پھر اقلیتی افراد اس کو ٹھکرا دیں یا پھر حکومت سے مطالبہ کریں کہ ہمیں کم از کم ترقیاتی مد میں کل بجٹ کا ایک فیصد حصہ دے۔ آپ صرف لاہور کی ایک آبادی اٹھا کر دیکھ لیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ 21 کروڑ روپے میں اس کی سڑکیں بھی نہیں بنے گی۔ ہمیں صرف ٹشو پیپر کی طرح سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اقلیتیں ہمارے لئے نہایت اہم ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ ہم کیسے اہم ہیں؟ یہاں ایجوکیشن کی بات ہوئی۔ یہاں بات ہوئی کہ حافظ قرآن کو بیس نمبر ملتے ہیں ہمیں بھی بیس نمبر دیئے جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے انجینئر بننا ہے تو اس کا اس حوالے سے ٹیسٹ لیا جائے، اس میں مذہبی تفریق نہ لائی جائے کیونکہ ڈاکٹرز، انجینئرز اور باقی پروفیشنل ڈگریز میں ہمیں ان چیزوں کو لے کر نہیں آنا چاہئے۔ اس طرح سے ہم اپنے لوگوں کا criteria خراب کر رہے ہیں۔ ہم professionalism کو مذہب کی بنیاد پر چیلنج کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ ہم پسماندہ افراد ہیں جس طرح مختلف پسماندہ علاقوں کے لئے جو کوٹے رکھے گئے ہیں میں اس کے حوالے

سے کہتا ہوں کہ professional educational institutions میں ہمارے بچے پسماندہ، معاشی کمزوری اور بدحالی کی وجہ سے مقابلے میں نہیں آسکتے۔ جس طرح ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا رکھا ہے میری گزارش اور تجویز ہے کہ Institutional Professional Educational میں ہمارے بچوں کے لئے کم از کم پانچ فیصد کوٹا رکھا جائے تاکہ ان کو بھی professionalism کی ڈگریاں حاصل کرنے میں آسانی ہو۔

جناب سپیکر! اس بجٹ کی کتاب کو اٹھا کر دیکھیں، میرا دل کر رہا تھا کہ اس کو پھاڑ کر پھینک دوں۔ میرے لئے جو اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھی ہوئی ہے یہ بہت قابل احترام ہے۔ مجھے پتا ہے کہ کوئی issue بن سکتا ہے کیونکہ ہماری روایت یہ ہے لیکن میں احتجاجاً یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ کتاب جو دو رنگوں سفید اور سبز پر محیط ہے اس نے پنجاب کی اقلیتوں کو حقیقی معنوں میں، ہم حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمیں شرمندہ کیا ہے، ہمیں شرمندگی اٹھانا پڑی ہے اور اقلیتوں کو احساس دلایا ہے کہ پاکستان کے پنجاب کی اقلیتوں کے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتے ہوئے wind up کرتا ہوں کہ تین تین، چار چار کروڑ روپیہ جس طرح دیا گیا ہے اس میں اس کو بڑھا کر کل بجٹ کا ایک فیصد کیا جائے۔ دوسرا وزیراعلیٰ صاحب اقلیتوں کے لئے کوئی special package، اگلے بجٹ میں نہیں اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے announce کریں۔ اس کو categories طریقے سے کریں کہ یہ ایجوکیشن کے لئے ہے، یہ بیوہ کے لئے ہے، یہ ترقیاتی کاموں کے لئے ہے اور یہ سٹوڈنٹس کے لئے ہے۔ اس میں finance ministry، minority ministry اور اقلیتی ممبران کی کمیٹی بیٹھ کر decide کرے۔ میری گزارش ہے کہ وزیراعلیٰ اسی بجٹ میں یہ special package announce کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو باقی دنوں میں اگر وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں ہماری تجاویز اور demands پوری نہ کیں تو میں اور میرے چند اقلیتی ساتھی بجٹ سیشن کا بائیکاٹ کریں گے ہم اپنے لوگوں کو پورے صوبہ میں نکالیں گے۔ اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ بعد میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے کہ کیا صورتحال ہوتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اب اجلاس بروز اتوار مورخہ 20۔ جون 2010 کو صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ اس دن سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آخری دن ہو گا اور آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے۔ بہت شکریہ